/ Dīvān-i Mīr Ḥasan

// Ḥasan, Mīr Ghulām Ḥasan

کنوز تحت العرش مفاتیحها السنۃ الشعراء

الحمد للہ والمنہ کہ درین زمن بتفضل رب ذو المنن مجموعۂ کلام مصداق الشعر حسنہ حسن

مسمیٰ

دیوان میر حسن

نتیجۂ فکر

استاد فن شاعر یکتائے زمن بدر منیر سپہر سخن جناب میر غلام حسن صاحب حسن مرحوم

بمطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مرتبہ زیور طبع شد

(باہتمام بابو منوہر لال صاحب بھارگو سپرنٹنڈنٹ)

اطلاع- اِس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنین بعض کتب کلیات و دواوین اُردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو-

نام کتاب	قیمت
کتب کلیات و دواوین اُردو	
کلیات ظفر- از حضرت سراج الدین ظفر بادشاہ ہر چہار جلد کامل دو جلد مین-	عہ؍
انتخاب کلیات ظفر-	۶ر
کلیات مومن- از استاد سخن مومن خان دہلوی	۹ر
دیوان ناسخ- از استاد شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی-	۱۲ر
کلیات آتش- از استاد خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی-	۸ر
ذولسانین مجمع البحرین- فارسی و اُردو قصائد کا کلیات از تدبیر الدولہ منشی سید مظفر علی اسیر مرحوم لکھنوی استاد مشہور جدید الطبع	عہ؍
کلیات نعتیہ مجید- از مولوی عبد المجید خان-	عہ
کلیات امیر اللہ تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی-	۱۲

نام کتاب	قیمت
کلیات میر تقی- استاد مسلم الثبوت سخنوری	عہ؍
کلیات سودا- اُستاد مسلم معروف	عہ؍
کلیات- انشاء اللہ خان شاعر نامی-	عہ
کلیات نساخ- عمدہ کلیات مولفہ و مصنفہ مولوی عبد الغفور خان بہادر-	[illegible]
اس کلیات مین دس سالہ ہین از انجملہ بعضے حسب ذیل علٰحدہ بھی فروخت ہوتے ہین-	
(۱) شاہد عشرت-	۶
(۲) سخن شعرا-	
(۳) زبان ریختہ-	
(۴) قطعۂ منتخب-	
کلیات صنعت- عجیب صنعت-	
دیوان مہر- مصنفۂ مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر مطبوعہ غیر-	

كنز تحت العرش مفاتيحها السنة الشعراء

الحمد للہ والمنہ کہ درین زمن بفضل رب ذو المنن مجموعہ کلام مصداق الشعر حسنہ حسن

اسمے

دیوان میر حسن

نتیجۂ فکر

استاد فن شاعر یکتائے زمن بدر منیر سپہر سخن جناب میر غلام حسن صاحب حسن مرحوم

بمطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مرتبہ طبع زیور شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گر تجھے رقم کچھ تری وحدت کے بیان کا
تو چاہیے خامہ بھی اسی ایک زبان کا

تو ہے تو مری جان و دل و جسم ہی ورنہ
کیسا یہ دل اور کیسا یہ جی اور ہین کہان کا

رکھتے ہین نکچھ نام ہی اپنا نہ نشان ہم
کیا نام و نشان پوچھو ہو بے نام و نشان کا

اس بات کو ٹک سُن کہ جہا نکا نہوا اثبات
کیا دل مین بھروسا کرے پھر کوئی دہان کا

مت دست ہوس کو تو جُھکا لینے کو اسکے
ماٹی سے سب آلودہ ہی اسباب جہان کا

سربستہ رہا یونہین یہ رازِ حرم و دیر
معلوم ہوا بھید نہ یان کا نہ وہان کا

بیگانہ ہی یان کون اور اپنا ہی یہان کون
ہی سب یہ بکھیڑا مرے ہی وہم و گمان کا

جس عالمِ ہستی کو سمجھتے تھے بہار آہ
آخر کو جو دیکھا تو وہ موسم تھا خزان کا

سچ کیون نہ کہین ہمتو مسلمان ہین ای شیخ
رہتا ہی یہان نامِ خداوند کریم کا

مرضی ہو جہان اُسکی وہی جا ہمین بہتر
مشتاق دل اپنا نہین کچھ باغ جنان کا

سر دیگا جسدم تو حسن تیغ کو اُسکی
اسرار کھلے گا تبھی اس سرِ نہان کا

کیونکر خدا نہ بخشنے گنہ اِس غلام کا
بندہ ہون دل سے مین تو محمدؐ کے نام کا

بھیجون ہون زلف و رخ پہ محمدؐ کی نِت درود
مین نے کیا ہی ورد یہی صبح و شام کا

جلوے سے ہی نبی ہی کے ساری یہ کائنات
خَلَّص وہی ہی دونون جہان مین تمام کا

جسجا پہ ایک مرتبہ اُسنے رکھا قدم
رتبہ ہی عرش سے بھی پرے اُس مقام کا

ہو مہر جسپر اُسکی تو ذرّہ ہو آفتاب
ہی نور اُسکا رتبہ رسان خاص و عام کا

برحق ہی بعد اُسکے وصی اُسکا مرتضیٰؑ
حق کو نہ مانے جو کوئی ہی وہ حرام کا

شیرِ خدا کا بسکہ تولد ہوا ہے وان
واجب ہی سجدہ اسلیئے بیت الحرام کا

مین دوستدار پنجتن و اہلبیت ہون
بندہ ہون جان نثار ہون بارہ امام کا

ہوتی ہی جنکو بندگی انکی جناب مین
اُنکو مقام ملتا ہی دار السّلام کا

سیراب مجکو کیجیے محشر مین یا علیؑ
امیدوار رہتا ہون کوثر کے جام کا

گرہو قبول یہ غزل نعت و منقبت
شہرا جہان مین تب ہو حسن کے کلام کا

گر عشق سے کچھ مجکو سروکار نہوتا
تو خواب عدم سے کبھی بیدار نہوتا

یارب مین کہان رکھتا ترا داغ محبت
پہلو مین اگر میرے دلِ زار نہوتا

دنیا مین تو دیکھا نہ سوائے غم و اندوہ
مین کاشکے اِس بزم مین ہشیار نہوتا

واللہ کہ مین بھر کے نظر دیکھ نہ سکتا
تو ہی اگر آنکھون مین مری یار نہوتا

یون نالہ پریشان نہ نکلتا یہ کبھی آہ
سینے مین جو میرا یہ دلِ افگار نہوتا

خمیازے بہت کھینچتا پھرتا مین جہان مین
گر تیری مئے عشق سے سرشار نہوتا

کرتا مین حسن قُدس کے عالم ہی مین پرواز
ہستی کا اگر اپنی گرفتار نہوتا

چھوٹا نہ وان تغافل اُس اپنے مہربان کا
اور کام کر چکا یان یہ اضطراب جان کا

اُٹھتے ہی دل جگر مین کیا آگ سے لگا دی — خانہ خراب ہوئے اس نالہ و فغان کا
وے دن گئے جو گلشن تھا بود و باش اپنا — اب تو قفس مین بھولے نقشہ بھی گلستانکا
سامان لیپلا ہے اندوہ کا یہین سے — کیا جانیئے ارادہ دل نے کیا کہانکا

جانا تو ہمنے چھوڑا پر کیا کرین حسن ہاے
چھُٹتا نہین ہے دلسے ہرگز خیال وانکا

تیرا حسن یہ رونا یونہی اگر رہیگا — ظالم تو پھر کسیکا کاہیکو گھر رہیگا
تیرے ہی غم کا گھر ہی یہ دل جلا نہ اسکو — گر یہ جلا تو تیرا پھر غم کدھر رہیگا
تربت پہ بیکسونکی رکھیو نہ پھول کوئی — گُل کی جگہ اُنھونکا داغ جگر رہیگا
آنا ہی گر تو آ جا جلدی وگرنہ یہ دل — یونہین تڑپ تڑپ کر کوئی دم مین مر رہیگا

بتخانہ ہی مین چل بیٹھ یا کعبہ مین حسن اب
یون کب تلک دوانے تو دربدر رہیگا

کرون شکوہ تو بے وسواس ہین اُس سے نہ آنیکا — نہو دھڑکا مرے دلمین گر اُسکے روٹھ جانیکا
وساطت سے کسیکی چھپ کے بھی چاہا نکچھ ورنہ — کیا تھا ڈھب تو یارون نے بہت اُس سے ملانیکا
ترے پہلو سے اُٹھ جانیکا جتنا ہے الم ہمکو — نہین اتنا تو غم اپنے تئین دل کے بھی جانیکا
مجھے آتا ہی رونا دیکھکر زانو کو اپنے — کہ تھا اک وقت مین تکیہ کسیکے یہ سرھانیکا
رقیبِ روسیہ کی بات پر مت گوش رکھیو تو — کیا ہی فکر اِسنے میرے اور تیرے لڑانیکا
حسن تو ہر کسی سے حال دل کہتا پھرے ہی کیون — ق — عبث بدنام ہوگا اور نہین کچھ اسمین پانیکا

ملامت ہی کرینگے اور اُلٹی تجکو ہنس ہنس کر
کوئی احوال پر تیرے نہین افسوس کھانیکا

عشق کبتک آگ سینہ مین مرے بھڑکائیگا — راکھ تو مین ہو چکا کیا خاک اب سُلگائیگا
لیچلی ہی اب تو قسمت تیرے کوچہ کی طرف — دیکھیے پھر بھی خدا اس طرف ہمکو لائیگا

کر چکے صحرا مین وحشت پھر چکے گلیون مین ہم
دیکھیے اب کام ہمکو عشق کیا فرمائیگا

نو گرفتاری کے باعث مضطرب صیاد ہون
لگتے لگتے جی قفس مین بھی مرا لگ جائیگا

دم کی آمد شد تجھی تک تو ہی دلمین میری جان
تو اگر یا نسے گیا تو کون پھر یان آئیگا

ابتو کرتا ہی حسن کو قتل تو یون بیگناہ
دیکھیو پر کوئی دم ہی مین بہت پچتائیگا

زنگِ الم کا صیقل ہو کیون نہ یار رونا
روشندلی کا باعث ہی شمع وار رونا

جسجا پہ تمنے باتین کی تھین کھڑے ہوا کدن
جب دیکھنا وہ جاگہ بے اختیار رونا

آلینے دے یہانتک اُس گل کو ٹک تو رہجا
پھر ساتھ میرے ملکر ابرِ بہار رونا

تو آکے آستین رکھ اس چشم تر پہ میری
پاوے جہان مین میرا تا اشتہار رونا

محوِ خیال ہین جو اُس شوخ کم نما کے
درد و الم مین اُنکا ہی ننگ و عار رونا

جبسے جدا ہوا ہی وہ شوخ تبسے مجکو
نت آہ آہ کرنا اور زار زار رونا

دم ہی نہین ٹھہرتا آنسو کی کیا کہون مین
جی سے حسن پڑی ہی اب درکنار رونا

ہوا سے زلف و رخ مین ہی سماں ای یار رونیکا
بندھا ہی شام سے لے تا سحر اک تار رونیکا

خدا جانے کہ آخر رفتہ رفتہ حال کیا ہووے
ہوا ہی بیطرح آنکھون کو کچھ آزار رونیکا

ابھی گر لہر آویگی مجھے تو ذنگ ہوئیگا
نکر ای ابر تو آگے مرے اظہار رونیکا

اثر ہووے نہووے پر بلا سے جی تو بہلے گا
نکالا شغل تنہائی مین مین ناچار رونیکا

اسی مین ناخوشی گر ہی تو لے آ بیٹھ مت غم کھا
ترے کہنے سے بس اب مین نہین دلدار رونیکا

ابھی رو رو کے ٹک آنسو تھنبے ہین میرے ای ہمدم
نہ لا پھر پھر کے تو کچھ ذکر اور اذکار رونیکا

حسن کچھ تو کہا ہی اُسنے تجکو مین سمجھتا ہون
تری آنکھین تو نم ہین تو نہ کر انکار رونیکا

نے ہون چمن کا مائل نے گل کے رنگ و بو کا — رنگ وفا ہو جسمین بندہ ہون اُسکی بو کا
وہ ملک دل کہ اپنا آباد تھا کبھو کا — سو ہو گیا ہی تجھ بن اب وہ مقام ہو کا
مت سہم دل مبادا یہ خون سوکھ جاوے — آتا ہی تیر اُسکا پیاسا ترسے لہو کا
غنچہ ہون مین نہ گل کا نے گل ہون مین چمن کا — حسرت کا زخم ہون مین اور داغ آرزو کا
لایا غرور پر یہ عجز و نیاز تجکو — تیرا گنہ نہین کچھ اول سے مین ہین چوکا
دامان و جیب ہی کچھ ٹکڑے نہین ہی ناصح — ہی چاک میرے ہاتھون سینہ تو اب رفو کا

خاموش ہی رہا وہ ہرگز حسن نہ بولا
جسکو مزا پڑا کچھ اُس لب کی گفتگو کا

قیامت مجھپہ سب اوسکا ترحم اور تظلم تھا — کبھی تھین گالیان مُنھ پر کبھی لب پر تبسم تھا
یہ سب اپنے خیال خام تھے تم تھے پرے سب سے — جو کچھ سمجھے تھے ہم تمکو یہ سب اپنا توہم تھا
اب اُلٹے ہم ہی اسکے حکم مین رہنے لگے ناصح — وہ دفتر ہی گیا جو اپنا اِس دل پر تحکم تھا
تمھین بھی یاد آتے ہین کبھی وہ دن کہ کوئی دن — ہمارے حال پر کیا کیا تفضل اور ترحم تھا

شب اُس مطرب پسر کے یان حسن کچھ نور ہی صحبت
اِدھر تو نالۂ دل تھا اُدھر اُسکا ترنم تھا

دیکھ آئینہ مین عکسِ رخ جانانہ جدا — مین جدا محو ہوا اور دلِ دیوانہ جدا
سرسری قصہ مین غیرونکے نہ سن میرا حال — گوش دل سے کبھی سنیو مرا افسانہ جدا
آہ کیا جانئیے محفل مین یہ کسکی خاطر — شمع روتی ہی جدی جلتا ہی پروانہ جدا
شرکتِ شیخ و برہمن سے مین نکلا جبسے — کعبہ سونا ہی جدا خالی ہی بتخانہ جدا
دور مین اپنے الٰہی رہیگا کبتین یون — بادہ شیشے سے جدا شیشے سے پیمانہ جدا
درد کرتا ہی تپ عشق کی شدت سے مرا — سر جدا سینہ جدا قلب جدا شانہ جدا
جب ہوئے ہم ہین جدا اُس سے تو کچھ کام نہین — غیر اُس شوخ سے اب ہوئے جدا یا نہ جدا

اسکو امید نہین ہی کبھی پھر بسنے کے ۔ اور ویرانونسے اس دلکاہی ویرانہ جدا
کیا کہون اپنی مصیبت کا بیان تجھسے غرض ۔ جیسے وہ مجھسے ہوا ہی مرا جانانہ جدا
ق
کارم از عشق رسیدست بجائے مخلص ۔ کہ بمن خویشں جدا گردید و بیگانہ جدا

گوشۂ چشم مین بھی مردم بدبین ہین حسن
واسطے اسکے بنا دل مین نہانخانہ جدا

رو رو کے کیا ابتر سب کام مرے دلکا ۔ کھویا مری آنکھون نے آرام مرے دلکا
آغازِ محبت مین دیکھا تو یہ کچھ دیکھا ۔ کیا جانیئے کیا ہوگا انجام مرے دلکا
جسدن سے ہوا پیدا اُسدنسے ہوا شیدا ۔ دیوانہ و سودائی ہے نام مرے دلکا
طوفان ہی زلفون پر بہتان ہی کاکل پر ۔ ہی رشتۂ اُلفت ہی پر دام مرے دلکا
جبتک مین جیا مجکو قاصد نہ ملا آخر ۔ اب جی ہی چلا لیکر پیغام مرے دلکا
تبخانۂ دل میرا کعبے کے برابر ہی ۔ واجب ہی تجھے جانان اکرام مرے دلکا

معشوق کی اُلفت سے مت جان حسن خالی
لبریز محبت ہی یہ جام مرے دلکا

کب مین گلشن مین باغ باغ رہا ۔ مین تو جون لالہ وان بھی داغ رہا
جو کہ ہستی کو نیستی سمجھا ۔ اُسکو سب طرف سے فراغ رہا
ہی یہ کس عندلیب کی تربت ۔ جسکا گل ہی سدا چراغ رہا
سیر گلشن کرین ہم اُس بن کیا ۔ اب نہ وہ دل نہ وہ دماغ رہا
طبع نازک کے ہاتھ سے اپنے ۔ عمر بھر مین تو بیدماغ رہا
دور مین تیرے تشنہ لب ساقی ۔ میرے ہی دل کا یہ ایاغ رہا

دل حسن ایسے گم ہوئے کہ سدا
ایک کو ایک کا سُراغ رہا

دل خدا جانے کسکے پاس رہا
اندنون جی بہت اُداس رہا

کیا مزا مجکو وصل مین اُسکے
مین رہا بھی تو بیحواس رہا

یون کھلا - اپنا یہ گلِ امید
کہ سدا دلپہ داغ یاس رہا

شاد ہون مین کہ دیکھ میرا حال
غیر کرنے سے التماس رہا

جب تلک مین جیا حسن تب تک
غم مرے دلپہ بے قیاس رہا

اک وقت مین کہ عشق کا ہمکو خیال تھا
جو شعر درد کا تھا سو وہ حسب حال تھا

مانند عکس دیکھا اُسے اور نہ مل سکے
کس روسے پھر کہین گے کہ روزِ وصال تھا

اب رفتہ رفتہ باتین وہ ہموار ہوگئین
آگے جنھون کے نام سے جی کو ملال تھا

کیا جانین آہ کیونکہ ہوا ہمسے دل جدا
اپنے تو جی سے چھوٹنا اُسکا محال تھا

بارے ترے قدم تئین پہونچے ہزار شکر
مدت سے اشتیاق یہ ہمسکو کمال تھا

دل اُسکی زلف سے جو چھٹا تو بھلا ہوا
ناحق یہ اپنے جی کے لیئے اک و بال تھا

اس بزم سے کہان گئے وہ شعلہ رو حسن
روشن زیادہ شمع سے جنکا جمال تھا

کہا مین کہ بھرتا ہون دم آپکا
لگا کہنے صاحب کرم آپکا

نہون غیر گر ساتھ تو آیئے
سر آنکھون پہ میرے قدم آپکا

سوا میرے اتنا تو بندہ نواز
اوٹھاوے نہ کوئی ستم آپکا

مجھے اپنے مرنے سے تو ہی یہ غم
کہ تنہا رہیگا یہ غم آپکا

ق
اُنھون کے تو لینے مین اتنا عبث
یہ انکار ہے دمبدم آپکا

دل و جان جو ہین یہ سواپنے نہین
سمجھتے ہین انکو تو ھم آپکا

مجھے بھی حسن سوجھتا ہی غرض
ڈبو دیگا یہ چشم نم آپکا

زمین شمع سان سر بسر جل گیا — سراپا محبت کا گھر جل گیا
محبت کا رستہ عجب گرم تھا — قدم جب دھرا خاک پر جل گیا
فلک تک گیا نالہ پر آہ آہ — رہا کام ابتر اثر جل گیا
لگایا محبت کا جب یان شجر — شجر لگ گیا اور ثمر جل گیا
اگر غم ہی تو ہی فقط جان کا — نہین مال کا غم اگر جل گیا
غضب تھا شرارہ غضب آہ کی — گیا خط بھڑک نامہ بر جل گیا

گل شمع کا نخل تھا مین حسن
لگا شام یان اور سحر جل گیا

غیرون مین جو ہمسر وہ غضب تھا — کیا جانیئے اسکا کیا سبب تھا
وہ تاب و توان کہان ہی یارب — جو اس دلِ ناتوان مین تب تھا
اب رونے سے آپڑا ہے جسکو — ہنسنے ہی سے کام روز و شب تھا
تجھے محو خیال رات اُس سے — باتو نکا ہمین دماغ کب تھا

کیا جانے کی اُسکے پوچھین تجھسے
جینا ہی ترا حسن عجب تھا

جہان ثابت قدم رکھنا وہان سر سے گذر جانا — مزا ہی استقامت سے مثالِ شمع مر جانا
نکل ای جان اب دلسے کہ صاحب خانہ آتا ہی — ترا تو جی ہی او ٹھنے کو نہین کیا یہ بھی گھر جانا
مزا رکھتا ہی مستی مین بہکنا شوخ کا ہر دم — ادھر کچھ بات کرنا دہین پھر ادھر مکر جانا
کوئی دم کے ہین جہان اس چمن مین ایکدم آخر — مثالِ نکہتِ گل شام جانا یا سحر جانا
نہین مجلس مین بار اُسکی خبر کرنے سے بھی ہمدم — گئے وے دن جو ملتا تھا ہمین وان بیخبر جانا
تجھے تو ضد ہی کہنے سے مرے مین تو نہین کہتا — یہ دل کہتا ہی لون جانا کہ اکدم بیٹھ کر جانا

یہی گر خوف ہی تو زندگی کیونکر حسن ہوگی — کہ جب کچھ بات کہنا رو برو اُسکے تو ڈر جانا

شب چاندنی مین نکھڑا اسکا دمک رہا تھا
مہتاب کل بھی دیدہ اُس ہی کو تک رہا تھا

منھ دیکھتے ہی اُسکا کچھ پھوٹ ہی بہا اب
پھوڑا یہ میرے دل کا کیا آہ پک رہا تھا

مت کر تو خوشدماغی یوسف کی بو پر ای مصر
کئی روز اس سے آگے کنعان مہک رہا تھا

کس مست نازنے کل میخانہ پر نگہ کی
دیوار و در تلک بھی جو وانکا چھک رہا تھا

کیا جانے آہ نے کی کیا دل جلے بلے سے
ورنہ یہ کویلا تو کبسے دہک رہا تھا

خورشید ہی پر اپنے منکر ہوا فلک تو
یان داغ دل بھی اپنا اکدن چمک رہا تھا

دل تو جدا کیا تھا دلبر کو بھی چھڑایا
باقی یہ ایک صدمہ دینا فلک رہا تھا

ق

کیا جانیئے حسن تھا یا کون تھا اُس آگے
احوال کوئی اپنا رُو روکے بک رہا تھا

تسپر جواب اُسکو ملتا نہ تھا اُدھر سے
بیچارہ اپنے سر کو ناحق پٹک رہا تھا

اپنی طرف سے ہمنے تمسے بہت نباہا
پر آہ تجیے کیا تمنے ہمین نہ چاہا

گذری ہی رات مجھمین اور دلمین طرفہ صحبت
ایدھر تو مین نے کی آہ اودھر سے وہ کراہا

ان ہی بتون نے یہ جو کافر ہین اسل ودھو کے
کعبہ سمجھ کے میرے اس دل کے گھر کو ڈھاہا

کیون گھورتا ہی مجکو تیرا تو کچھ نہین ذکر
ہی اور ہی وہ کوئی مین نے جسے سراہا

بہنے لگا لہو پھر آنکھون سے کچھ حسن کی
زخم جگر کا شاید سر کا ہی اُسکے پھاہا

طوفان کرینگے دیدۂ پر آب دیکھنا
اُبلے ہین بطرح سے یہ تالاب دیکھنا

مت بخت خفتہ پر مرے ہنس ای رقیب تو
ہوگا ترے نصیب بھی یہ خواب دیکھنا

ای چشم تمسے یوہین جو بہتا رہیگا خون
تو شہر شہر غرقۂ خون ناب دیکھنا

تو بیقراری اپنی پہ کرتا تو ہے غرور
گر ہمسکو لہر آئی تو سیماب دیکھنا

کس منہ سے میرے یار کے ہوتا ہی روبرو
چہرے کے داغ اپنے تو مہتاب دیکھنا

بسمل کی طرح جان ہی دیگا تڑپ تڑپ
آخر کو یہ مرا دل بیتاب دیکھنا

دامن مین اشک چشم مین خون اور جان بلب
احوال کو حسن کے ٹک احباب دیکھنا

بزم مین تو دیکھ مجکو تنگ کیون ہونے لگا
مین ترا لیتا ہون کیا بیٹھا ہون ایک کونے لگا

مجکو باتون مین لیا ہی تھا لگا یارون نے اب
پر مین آیا آپ مین بارے جو پھر رونے لگا

آہ کیا شکوہ کرون مین ہاتھ سے اُسکے حنا
جب ہوئی میرے لہو کی رنگ تب دھونے لگا

چھوڑ بیخوابی مین مجکو بستر راحت پہ شوخ
کیونکہ تجکو کل پڑی کس نیند تو سونے لگا

بیخ بنیاد نہال عشق کو برباد دے
آہ مین تخم محبت دلمین کیون بونے لگا

ایک دو آنسو سے ہم چشمو نمین تھی ٹک آبرو
جذبۂ محو خیال اُسکو بھی اب کھونے لگا

اُسکے کوچہ مین بھی رقت کم نہوئی تیری حسن
روتے روتے وانسے آیا پھر یہان رونے لگا

عشق کا راز گر نہ کھل جاتا
اسقدر تو نہ ہمسے شرماتا

آکے تب بیٹھتا ہی وہ ہم پاس
آپ مین جب ہمین نہین پاتا

زندگی نے وفا نکی ورنہ
مین تماشا وفا کا دکھلاتا

مر گئے ہمتو کہتے کہتے حال
کچھ تو تو بھی زبان سے فرماتا

مین تو جاتا ہی آپ سے لیکن
تیرے کہنے سے اب نہین جاتا

سب یہ باتین ہین چاہ کی ورنہ
اسقدر تو نہ ہمپہ جھنجھلاتا

ہی عجب ماجرا کہ اپنا تو
تجکو مطلق کہا نہین بھاتا

اور ترا اختلاط ہر اک سے
کیا کرین ہمکو خوش نہین آتا

جیسے یہ میر کا سنا ہی شعر
گریہ بے اختیار ہی آتا

خواب مین بھی رہا تو آنے سے
دیکھنے ہی کا تھا یہ سب ناتا

مین نہ سنتا کسیکی بات حسن
دل جو باتین نہ مجکو سنواتا

دلکو صنم لیکے جدا ہوگیا ای مرے اللہ یہ کیا ہوگیا
قتل کیا تونے جو میرے تئین اسمین مگر تیرا بھلا ہوگیا
غیر پہ وہ مہر یہ ہمپر غضب دل انھین باتون سے خفا ہوگیا
خبطی و سودائی و مجنون غرض تونے جو کچھ مجکو کہا ہوگیا
دوست جسے دلسے ہین اپنے کیا جا اسنے دشمن وہ میرا ہوگیا
جھڑکی مگر کم تھی جو گالی بھی دی کام تو اسمین بھی ادا ہوگیا

کل جو حسن یار رہا ہمسخن
باتون ہین باتون ہین مزا ہو گیا

اُس کمان ابرو پہ جو قربان ہوا وہ شہید ناوک مژگان ہوا
خار سے پھوٹے پھپھولے پاؤن کے درد وہی آخر مراد رمان ہوا
آرسی مین دیکھکر اپنے تئین خود مثال آئنہ حیران ہوا
یان تلک گھر کر گیا دلمین کہ بس رفتہ رفتہ جان سے جانان ہوا

جسنے اُس قاتل کو اپنا دل دیا
پھر حسن وہ صورت بیجان ہوا

دل جلایا بھڑک جگر اُٹھا دیکھیو شعلہ یہ کدھر اُٹھا
یک بیک دلپہ کیا غضب ٹوٹا پھر یہ کچھ آہ سرد بھر اُٹھا
کیا بلا دن بہار کے آئے پھر دوانونکا شور و شر اُٹھا
رو ہی بیٹھے دل اپنے کو آخر ڈر سے گیا جبسے یہ نہ گھر اُٹھا
کل جو کوچے سے اُسکے مین اپنے ق دل غمگین کا نوحہ گر اُٹھا

روتے ہی روتے راہ مین آخر / کام اپنا تمام کر اُٹھا
اشک کے شست و شو سے داغ جگر / ق / اے حسن کیا ہوا اگر اُٹھا

اُٹھتے اُٹھتے ہی جیب و دامن سے
زور ہی کچھ بہار کر اُٹھا

کیا پوچھتے ہو یارو حالِ تباہ میرا / بے مہر ہوگیا ہے وہ رشک ماہ میرا
تیری یہ کم نگاہی اور میرا یہ تڑپنا / تو ہی بتا کہ کیونکر ہوگا نباہ میرا
سودا ہوا ہی مجکو زلفونکا تیری یانتک / نشتر لگے تو نکلے لوہو سیاہ میرا
گر راست مجھسے پوچھو قبلہ بھی اُسکو بھولے / دیکھے کبھی جو زاہد وہ کجکلاہ میرا

قسمت مین ہجر ہی تھا اپنی حسن وگرنہ
کیا جرم اسمین اُسکا اور کیا گناہ میرا

اس عشق مین جو قدم دھریگا / جیتا نہ بچیگا وہ مریگا
اول سے ہی ہی مجکو رونا / آخر کو یہ درد کیا کریگا

گر ہجر کی شب یہ ہی حسن تو
رو رو تو اپنے دن بھریگا

خط نے بہارِ حسن کو تیرے چھپا دیا / افراط نے دھوین کی یہ شعلہ بجھا دیا
ٹک جا نہ گرم بزم مین کی اُسکی جون شرر / نالے نے جو ہمارے ہین کو اُٹھا دیا
فرقت کی شب مین آ چکی پھر کیا جلاوینگے / دل کا دیا تھا ایک سو کل ہی جلا دیا
آنسو گرا کہ باد لگی اسیر آہ کی / دل کا چراغ میرے یہ کسنے بجھا دیا

اے چرخ دشمنی تھی تجھے کیا حسن کے ساتھ
جو سرتون کو خاک مین اُسکی ملا دیا

یہ نہ گل مین نہ باغ مین دیکھا / جو مزا اپنے داغ مین دیکھا

آتش دلکا ترے ہمنے پتنگ — رات شعلہ چراغ مین دیکھا

عکس اُسکا ہی پایا ہمنے حسن
بھر نظر جس چراغ مین دیکھا

تڑپے ہی بہت یہ دلِ افگار ہمارا — آجائے شتابی کہین دلدار ہمارا
بیرنگ ہی کچھ آئینۂ دلکا یہان عکس — ہے بو قلمون جلوہ مگر یار ہمارا
جذبہ ہی ستم کا کہ کشش جھرکی ہی وان — جاتا ہی جو دل ہو کے یہ ناچار ہمارا
گذری ہی جو کچھ غم مین ترے ہمپہ تعب ہاے — کس سے کہین اب کون ہی غمخوار ہمارا
آخر تو ہمین قتل کریگا کوئی دم مین — ٹک سُن تو لے احوال تو اکبار ہمارا
ہی زیست کا حظ تجھسے اگر تو ہی نہوئے — کیا جینا ہی دنیا مین پھر اے یار ہمارا

تو نام حسن لیتا ہی کیا زلف کا اُسکی
آگے ہی پریشان ہے دل زار ہمارا

ہر شب یوہین دیا سا جلتا اگر رہونگا — تو رفتہ رفتہ آخر ایکدن کو مر رہونگا
خالی نجائیگا یہ ہر شب لہو کا رونا — اِک روز دلکے ٹکڑے دامن مین بھر رہونگا
کوچے سے اپنے مجکو مت ہر گھڑی تو اُٹھوا — مین خود بخود یہانسے ایکدن گذر رہونگا
ناصح عبث نصیحت بیفائدہ نکر تو — دل مین جو کچھ مرے ہی آخر مین کر رہونگا
کہتا ہے تو کہ تجکو پاتا نہین کبھی گھر — یہ جھوٹ سچ ہی دیکھون آج اپنے گھر رہونگا

تجھسے حسن جدا ہو جا بیٹھونگا کہین اب
یون ساتھ تیرے کب تک مین دربدر رہونگا

ہوے ہم خاک تسپر بھی نہین ہوتا گذر تیرا — ستم جاتا نہین اب تک بھی اے بیداد گر تیرا
نہ پہونچی وانتو ٹک گرمی بھی اور یان آگ لگ اٹھی — کہین کیا آہ دیکھا ہمنے یہ اُلٹا اثر تیرا
لبِ شمشیر کا بوسہ لیا ہی کسکے مُنہ لگ کر — ہنسے ہی دے ہی ایدل آج کچھ زخم جگر تیرا

نہ رکھتا ہین تو ایسے دلکو پہلو مین کبھی ہرگز — نہوتا پاس خاطر جان کچھ مجکو اگر تیرا

دلِ صد چاک جبتک ہی ہمارا وقت تزئین کے — نہ لگنے دینگے ہاتھ ای شانے اُسکی زلف پر تیرا

لگا ہے تیر بر یان تیر ہی غربال ہی سارا — نشانہ ہی **حسن** کسکا یہ پہلو مین جگر تیرا

خط کا قاصد نہ جواب اُسکے اگر لاویگا — پھر بھلا اُسکی تو کچھ خیر و خبر لاویگا

غم کے داغون سے تو پھولا ہی جگر کا تختہ — دیکھیئے دلکا شجر کیا یہ ثمر لاویگا

اشک ہی دل نہین لانیکا فقط تیرے نیاز — ساتھ اشکونکے بہت لخت جگر لاویگا

کوچۂ یار ہے اور دیر ہے اور کعبہ ہے — دیکھیے عشق ہمین آہ کدھر لاویگا

بحر اشکون کی تو ای ابر **حسن** کی سوکھی — پانی اب کونسے چشمون سے تو بھر لاویگا

مین ہی نہ غم کو ہستی کا سامان دیچکا — دل ہی غریب اپنی اُسے جان دیچکا

گر پرزے پرزے اسکو جنون یا کہ تار تار — مین تیرے ہاتھ اپنا گریبان دیچکا

جانا نہ تھا تجھی کو تو ایسا ہے بیوفا — پرا بتو جان تجکو مین ایجان دیچکا

اب تجکو کیا دون ایک جو دل تھا سو پہلے ہی — روزِ فراق کو شبِ ہجران دیچکا

کیا چاہتی ہی اور تو اب مجھسے مین تجھے — جمعیت اپنی زلف پریشان دیچکا

وحشت کو سر پٹکنے کو کیا مانگین اس سے اور — ہمکو تو عشق کوہ و بیابان دیچکا

دردِ فراق زخم جگر داغ دل **حسن** — کیا کیا نہ وہ ہمین گلِ خندان دیچکا

لاشے کے ساتھ میرے کا ہیکو کوئی چلیگا — مردے پہ بیکسو نکے اب کسکا دل جلے گا

اشجار دوستی کے پھل سبکے لائے یا رب — میرا ابھی نخلِ امید اس سے کبھی پھلے گا

کہتے ہین دلکو لیلے بوسے کے بدلے ہمسے — لے لیگا اور کوئی جو تو اسے نہ لے گا

دل اشک و آہ و نالہ نکلے ہین سب اکٹھے
اب دیکھیے کدھر کو یہ قافلہ چلے گا

مرنیکا غم نہین ہی مجکو حسن کے پیارے
پر ساتھ اُسکے تیرا غم خاک مین رُلے گا

گر عشق یوہین دلپر جور و جفا کریگا
تو اس نگر مین کوئی کیونکر بسا کریگا

آسان نجانیو تو غافل یہ قتل میرا
اسکا بہت جہان مین غوغا رہا کریگا

باتونپہ تیری ابتو دلکو دیا ہے مین نے
دیکھین تو اسکے حق مین تو کیا بلا کریگا

دل ہی کہین نکلجاے ہو ٹکڑے ٹکڑے یارب
آنکھون سے خون میری کبتک بہا کریگا

اکدن کا ہوے غصہ تو ہو سکے یہ نت اُٹھ
کسکو دماغ ہے جو باتین سُنا کریگا

فرقت کی شب مین اُسکی کیا جانیے الٰہی
مانند شمع کبتک یہ دل جلا کریگا

دل دیکے اسلیے مین ملتا نہین کسی سے
یعنی کہ چرخ ایکدن آخر جدا کریگا

جس سے یہی ہے بہتر گوشے مین بیٹھ رہنا
دیکھینگے نہ کسیکو نہ کوئی ملا کریگا

بیطرح سوجھتا ہی کچھ مجکو ای حسن تو
کیا جانون اپنے دلپر رو رو کے کیا کریگا

یہ سینہ بھی جاے قدم تھا کسیکا
کبھی اس طرف بھی کرم تھا کسیکا

جنون لیگیا ہمکو طرف غزالان
کہ اُن خوش خرامون مین رم تھا کسیکا

دم مرگ تک روتے ہی روتے گذری
ہمین بھی قیامت الم تھا کسیکا

نہ تھمتی تھین آہین نہ رہتے تھے آنسو
حسن تجکو کیا رات غم تھا کسیکا

گر اسکا یہی آہ و افغان رہیگا
تو اک عالم اس دلسے نالان رہیگا

دکھا دینگے چالاکی ہاتھون کی ناصح
جو ثابت جنون سے گریبان رہیگا

وہ آشفتہ بلبل ہین جاتا ہون یانسے
کہ جس بن چمن سب پریشان رہیگا

کسی رنگ مین تو تجھے دیکھ لین گے
تو کبتک بھلا ہمسے پنہان رہیگا

یہی نوحہ گر دل ہی گر ساتھ تیرے
حسن گور مین بھی تو نالان رہیگا

آتش غم نے ملکِ دل پھونک دیا چلا دیا
باقی جو کچھ کہ رہگیا اشک نے لے بہا دیا

کہتے تھے ہم کہ روزِ ہجر کہتے ہین کسکو کیا ہی چیز
ہائے فلک نے سو وہ دن آج ہمین دکھا دیا

ایک یہی چراغِ دل جلتا تھا میرے حال پر
آہِ سحر نے میری آہ اُسکو بھی اب بجھا دیا

جان و دل و قرار و ہوش جو جو متاع خاص تھے
رہزنِ چشم نے تری پل مین اُسے لُٹا دیا

اور جو کچھ تھا سو تو تھا لیک یہ عینِ ظلم ہی
آنکھون نے تیری جو مجھے نظرونسے اب گرا دیا

میکشون مین تو شیخ آج آہی پھنسا تھا شکر کر
داڑھی یہ تیری رحم کر ہمنے تجھے بچا دیا

ٹکڑے جگر ہی کیون ترا غنچے کی طرح ای حسن
زہرِ غمِ فراق کا کسنے تجھے پلا دیا

کیا جانے اُسکے جی پہ کیا کچھ خیال گذرا
کچھ آپ ہی آپ اپنے دلپر ملال گذرا

خرمن پہ صبر کے یان بجلی سی گر گئی تب
ملکِ خیال مین جب تیرا جمال گذرا

مجنون سے پیشقدمی ہرگز نہ کی کسی نے
اُسکا بھی عاشقی مین حد سے کمال گذرا

ایسی ہی آہ باتین اُس بیوفا نے چھیڑین
روتے ہی روتے جسمین روزِ وصال گذرا

غیرون مین دیکھ تمکو بیٹھے ہوئے کہین کیا
ق
جو کچھ کہ اپنے دلپر گذرا سو حال گذرا

پر منصفی سے اتنا فرمائیے کہ بارے
خدمت مین آپکی بھی کچھ انفعال گذرا

کس تلخ کامیونسے راتین حسن نے کاٹین
پر تو نہ اُس تک اِکدن شیرین مقال گذرا

جسنے کہ مئے عشق سے اِک جام نپایا
اُس دور مین اُسنے تو کبھی نام نپایا

ہر ایک بدایت کی نہایت ہی ولیکن
اِس عشق کے آغاز کا انجام نپایا

کیا شکوہ کرین کنج قفس کا دلِ مضطر — ہمنے تو چمن مین بھی ٹک آرام نپایا
نہ رُخ پہ نظر کی نہ کسی زلف کو دیکھا — کچھ ہمنے تو لطفِ سحر و شام نپایا
اُس لب سے کسی بات کی کیا رکھئے توقع — جس لب سے کہ اکدن کبھی دشنام نپایا
جون چرخ مسافر ہی رہے ہمنے تو ٹک چین — تجھسے کبھی ای گردشِ ایّام نپایا

جز سبے سر و سامانی حسن ہمنے جہان مین
افسوس کہ کچھ اور سرانجام نپایا

حجابِ عشق گر حائل نہوتا — تو ملنا یار کا مشکل نہوتا
یہی آتا ہی اپنے دل مین پھر پھر — کہ کیا ہوتا جو اپنا دل نہوتا
ندیتے جان دشواری سے اتنی — ہمارے سر پہ گر قاتل نہوتا
نکرتا عشق سے گر علم تحصیل — تو کچھ تحصیل کا حاصل نہوتا
رہا مین بیدماغی سے تری چپ — نہین باتون مین تو قائل نہوتا
نہوتی یہ خبر بھی اپنی ہرگز — اگر تجھپر یہ دل مائل نہوتا

انکھین تھین حسن کے دل مین کیا کیا
ابھی تو کوئی دن بسمل نہوتا

اور تو کون مری بات کو پہچانیگا — بات عاشق کی تو عاشق ہی کوئی جانیگا
مجھ سوا کون مرے حال کو پہچانیگا — مین اگر سچ بھی کہونگا تو کوئی مانیگا
بولنے کے نہین ہم آج سے بس تجھسے کبھی — ہمسے اب جو کوئی بولیگا تو وہ جانیگا
جتنا نازک ہو مزاج اتنی کدورت ہو زیاد — اکرہ کرا کھاویگا وہی جو بہت چھانیگا
اپنے ہی تار نفس مین وہ رہیگا پابند — مکڑی کی طرح یہ جبالا جو کوئی تانیگا

اُس تلک مجکو تو لیجائیگا وہ شخص حسن
پہلے جو اپنے بھی مرنے کے تئین ٹھانیگا

افتادگی جو چاہے تو رکھ ہوشِ نقشِ پا
آئینہ خاکسارونکا ہی دوشِ نقشِ پا

بولیں نہ خاک چاٹ کے بھی مُنہ سے بات کچھ
ہم خاکسار جون لبِ خاموشِ نقشِ پا

کیا جانے انتظار میں کسکے پڑا ہی یہ
مانند چشم حلقۂ آغوشِ نقشِ پا

ازبسکہ گرم رو گئے ہیں رہروِ عدم
شاہد ہی اُنکے حال کا یان جوشِ نقشِ پا

کچھ نقشِ پا ہی یاد سے اُنکے نہیں گئے
ہو گئے ہین رفتگان بھی فراموشِ نقشِ پا

دے مست جو گئے ہیں اُسے چھوڑ راہ میں
تکتا ہی اُنکو دیدۂ مدہوشِ نقشِ پا

کچھ تو صدا ہی آہ تہ خاک بھی کہ جو
اودھر کو لگ رہا ہی حسن گوشِ نقشِ پا

آسان نہ سمجھیو تم نخوت سے پاک ہونا
اِک عمر کھو کے ہمنے سیکھا ہی خاک ہونا

کھِلتا برنگ گل یہ کب مژدۂ صبا سے
تھا اُسکی تیغ سے تو اِس دل کو چاک ہونا

کیا جانیئے کہ باہم کیون ہم مین اور اُسمین
موقوف ہو گیا ہی اب وہ تپاک ہونا

ہنس بول تو جو ہم ہون غمگین تو ہون بجا ہی
بیجا لگی ہی تجکو اندوہناک ہونا

آخر تو ایک دن ہی مرنا حسن یہ کیا ہو
گر ہاتھ سے لکھا ہو اُسکے ہلاک ہونا

مت پوچھ کہ رحم اُسکو مرے حال پہ کب تھا
اب کہنے سے کیا فائدہ جب تھا بھی تب تھا

اتنا بھی تو بیچین نرکھ دلکو مرے تو
آخر یہ وہی دل ہی جو آرام طلب تھا

کیا دلکے لگانیکا سبب پوچھے ہی ہمدم
بے چیز تو البتہ نہین کچھ تو سبب تھا

روتا تھا کبھی اور کبھی ہنستا تھا ہنٹ میں
شب عالمِ وحشت مین مرا حال عجب تھا

کعبے کو گیا چھوڑ کے کیون دلکو تو اے شیخ
ٹک جی مین سمجھتا تو سہی یان بھی تو رب تھا

غصہ بھی ترا یاد وہ حال ہی میرا
گریہ بھی نہوتا تو مری جان غضب تھا

مجنون کی بھلی بات لیئے پھرتا ہی اہاہ
سن حال نہ ٹک تازہ حسن کا کہ وہ اب تھا

پیغام نہ ملنے کا مجھے یار نے بھیجا
تحفہ یہ نیا میرے ستمگار نے بھیجا

تا ہو ترے اطراف مین پھر پھر کے معطر
نکہت کو ترے یان گل گلزار نے بھیجا

ناچار چھپا کبک دری شرم سے جا کر
کہسار مین اُسکو تری رفتار نے بھیجا

منصور تجھے عشق مین ٹک پا نہو احسان
پستی سے بلندی کے تئین دار نے بھیجا

قاصد نملا آہ تو پھر جی ہی کو اُس پاس
ناچار مجھی سے کسی ناچار نے بھیجا

رتبہ یہ شہادت کا کہان اور کہان مین
وانتک مجھے اُس شوخ کی تلوار نے بھیجا

کیا بندہ نوازی ہوئی اللہ یہ کیا تھا
نامہ ہمین آج اُس بت عیار نے بھیجا

میرا تو نتھا جی کہ مین اس رتبہ کو پہونچون
پر کوچۂ رسوائی مین دلدار نے بھیجا

کی یان تئین بکبک کہ حسن کھا نہ جھڑکی
خاموشی کو آخر تری تکرار نے بھیجا

جو مُنھ مین آیا اُسکے سو غصہ سے کہ گیا
کچھ مجکو بن نہ آئی مین رو رو کے رہ گیا

آگے زبان درازی تو اتنی نتھی کبھی
کیا جانے کسکے کہنے پہ وہ رشک مہ گیا

یہ سخت سست باتین سنائین کہ کیا کہون
دریا غضب کا تھا کہ مرے سر سے بہ گیا

قابل جو کچھ نکہنے کے تھا اور سننے کے
سو کہ گیا وہ شوخ مجھے اور مین سہ گیا

دل مین تو آئی تھی کہ حسن تو بھی بول اُٹھ
پر جی مین سوچ سوچ کے کچھ اپنے رہ گیا

لے صبح سے تا شام اُسی نام کو جپنا
اور شام سے تا صبح اُسی ورد مین کھپنا

اُس شوخ کے جانے سے عجب حال ہی میرا
جیسے کوئی بھولے ہوے پھرتا ہی کچھ اپنا

ہو جہ نہین غیر سے گرمی حسن اُسکی
جون ابر رُلا دیگا مجھے خوب یہ تپنا

کب قفس سے مین اُنھین دیکھ پکارا نگیا
ہمصفیرون سے لئے پر اِدھر کو گذارا نگیا

دین و دنیا سے کیا ہین نے کنارا لیکن
تیرے ملنے سے مرزجان کنارا نکیا

تا اشارے کو سمجھنے نہ لگے غیر کی وہ
ہین نے اس ڈر سے کبھی اُسکو اشارا نکیا

کب گئے باغ مین تجھ بن کہ ذرا ٹھہر کے دان
چشم حسرت سے جو ہر گل پہ نظارا نکیا

گو نہ پوچھا مجھے اُسنے تو بھلا شاد ہون مین
غیر کا بھی تو مرے ہوتے مدارا نکیا

کعبہ و دیر سے پھر پھر کے ترے در پہ جو مین
آکے بیٹھا تو مُنھ ادھر کو دو بارا نکیا

ضبط نالے سے جو کچھ مجھپہ ہوا ہین نے سہا
درد سر اور کو دینا تو گوارا نکیا

تمنے جھوٹے بھی کہا جس سے نہ مل ہم نہ ملے
پر کہا آپ نے اُس ڈھب کا ہمارا نکیا

اور سب کچھ کیا پر دل نہ چھڑایا تمسے
ہان مگر ایک یہ کہنا تو تمھارا نہ کیا

کونسی رات گئی کونسا وہ گذرا دن
مہر و مہ کو جو ترے چہرے پہ وارا نکیا

حوصلہ تھا یہ مرا ہی کہ اسیری مین حسن
سر کو دیوار قفس سے کبھی مارا نکیا

مجھسے ہوا نشے مین ہم آغوش آشنا
یارب اسی طرح رہے بیہوش آشنا

کم حوصلہ ہین ہمکو کہان دید کی نظر
ہی مصلحت جو ہمسے ہی روپوش آشنا

ای نوجوانو اتنا اکڑتے ہو کیون کبھی
ہمسے بھی اس جوانیکا تھا جوش آشنا

ظاہر مین گو لکھا نہ لکھا خط تو کیا ہوا
ہوتے ہین کوئی دلسے فراموش آشنا

کون اُٹھ گیا ہی مجمع عشاق سے کہ آج
آئے نظر سبھی مجھے خاموش آشنا

ہم درد کو سمجھتے ہین ملتا ہی جو مدام
ہو گا کسیکا بادۂ سر جوش آشنا

مستون کی بات کا نہین کچھ اعتبار دل
ہوتے ہین کب کسی کے یہ مینوش آشنا

بارے حسن کے نام کو وہ سنکے سوچ سوچ
بولا کہ ہان یہ نام تو ہی گوش آشنا

تھی مقدّر دلکی واشد دلستان کے زیر پا
کھل گیا غنچہ یہ آکر باغبان کے زیر پا

ایکدم ناقے کو ٹھہراتا نہین مجنونکے پاس
خار آجائے الٰہی ساربان کے زیر پا

مین لے جانا سادگی سے کچھ کشش الفت کی ہی
آگیا دامن جو تک اُس سرگران کے زیر پا

اور تو کیا کیجیے گر وہ قدم رنجہ کرے
فرش کیجے چشم و دل اُس میہمان کے زیر پا

سرکشی اس قطرۂ خونسے نہ کیجو ای حنا
دل بھی رہتا ہی مرا اُس مہربان کے زیر پا

ناتوان دلنے نپایا کھوج اُس یوسف کا آہ
مفت مین روندا گیا یہ کاروان کے زیر پا

دل ملا جاتا ہی میرا آج تو کچھ صبح سے
آگیا ہی کیا کسی سرو روان کے زیر پا

سنگ کا ہی فرش کیا راہ فنا مین ہمنشین
نقش جو پڑتا نہین ان رہروان کے زیر پا

خواب ہستی سے کہین اُٹھکر نہ رکھدے اسپہ پاؤن
شیشۂ مے کو نہ رکھ ساقی مغان کے زیر پا

پشت پا مارے ہی دنیا اور دین کو ای حسن
جا رہا ہی جبسے دل اپنا بتان کے زیر پا

اُسکی ہوا مین ای دل چشم پر آب رکھنا
اُس آبرو کو یکدم مثل حباب رکھنا

گستاخیون کو میری کرنا معاف پہلے
تب میرے سامنے تو ساقی شراب رکھنا

آباد گر وہ چاہے دلکو تو کر سکے ہی
منظور ہی پر اُسکو میرا خراب رکھنا

بھولے سے مین کہا تھا اُس سے کہ دل ہی میلا
کہنے لگا بغل مین اب اسکو داب رکھنا

یہ دل جو تیلیے ہو اُلفت کا ہی رسالا
طاق فراموشی پر مت یہ کتاب رکھنا

دل لیکے مجھسے کہنا تو ہی تو دیگیا تھا
یعنی مرے ہی سر پر اُلٹے عذاب رکھنا

مہر و وفا کا میرے جور و جفا کا اپنے
میری طرف سے اپنے دلمین حساب رکھنا

بھر بھر کے آہ و نالے غش کر چکی ہی بلبل
پیالے مین گل کے شبنم تھوڑا گلاب رکھنا

عرصہ ہی تنگ یانکا دنیا ہو یا کہ دین ہو
جس راہ مین قدم تو رکھے شتاب رکھنا

بزم شراب ہی اور تنہا ہی پاس مہرو
پردے ہی مین تو اپنا مُنھ آفتاب رکھنا

تیرے غمونکا عقدہ کھلجائیگا حسن تو
دل مین کسی طرحکا مت پیچ و تاب رکھنا

گو اب رہا تو کیا ہے پر اکروز جائیگا ۔ مجھپر قیامت ایک نہ اکدن وہ لائیگا
دیکھے سے دور ہی کے دھڑکتا ہی دل مرا ۔ کیا حال ہوگا جبکہ وہ نزدیک آئیگا
آنکھون کو جھوٹ موٹھ نہ مل ای ستم ظریف ۔ توہی تو میرے رونے پہ آنسو بہائیگا
خط کا جواب دیگا تو دیگا یہی وہ شوخ ۔ نامے کو پُرزے کرکے ہوا پر اُڑائیگا
تیرا سا دل مرا یہ نہین اسکو جان رکھ ۔ اسکو کریگا یاد جو تجھکو بھلائیگا
دلکو جلاکے ڈھونڈھے ہی کیا اسمین جان تو ۔ اک ڈھیر راکھ کا ہی یہان خاک پائیگا
گرتے تو قتل مجکو کیا ہی پر اب حسن ۔ کیا کیا نہ اپنے جی سے وہ باتین بنائیگا

اتنی جاگہ نہ ملی اور کہین مجھکو کیا ۔ تیری خاطر سے مین آتا ہون نہین مجھکو کیا
کوہ و صحرا سے تو گھبرا کے لے آیا تھا ابھی ۔ لیچلا پھر دل وحشی تو وہین مجھکو کیا
ملتفت غیر سے ہو میرے کھپانے کے لیئے ۔ تمنے باتین جو محبت کی کہین مجھکو کیا
یار تک مجھکو بہا کر تو کبھی لے نہ گئین ۔ ندیان اشک کی میری جو بہین مجھکو کیا
مین ہون آئینہ تو اپنا ہی تماشائی آپ ۔ تیری آنکھین جو مجھے دیکھ رہین مجھکو کیا
گھر سے باہر جو نکلتا ہی تو جلد اسسے نکل ۔ ورنہ دھونی مین لگاتا ہون یہین مجھکو کیا
تمتو لڑ بھڑ کے حسن یار سے بس ایک ہوئے ۔ مفت مین مین نے یہ باتین جو سہین مجھکو کیا

غیرونکا تو ڈر کیا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا ۔ خطرا مجھے تیرا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
تا مجھسے وہ پوچھے مری خاموشی کا باعث ۔ مجھکو یہ تمنا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
اظہار خموشی مین ہی سو طرح کی فریاد ۔ ظاہر کا یہ پردا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
آئینہ ہی جب ہو نہ تو کیا طوطی ہو گویا ۔ سارا سبب اسکا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
کچھ بات اگر تجھسے کہون مین تو غضب ہی ۔ اسپر تو یہ غصا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

کیا جانیئے کچھ منھ سے اگر نکلے تو کیا ہو
اس بات کا دھڑکا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

پھر چھیڑ کے الٹا تو گلا کرتا ہی مجھسے
بس چپ ہو یہ تھوڑا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

کیا پوچھے ہی مجھسے مری خاموشی کا باعث
کچھ تو سبب ایسا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

یون اور کوئی زلف تو دل چھین کے لیجائے
ر دمجھکو یہ اُسکا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

ق

کُ مُنھ سے ہزارون مجھے دیتا ہی وہ دُشنام
یہ حوصلہ میرا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

یہ بھی تو نہین اور ستم تمنے سُنا کچھ
پھر کہئیے تو کہتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

گر حال حسن اُس سے کہو نہین تو سنے وہ
پر مجھکو یہ سودا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

سیر سے آتے ہی تمہین سیر کو جانا کیا تھا
گو نہ ملتے تو نہ ملتے یہ بہانا کیا تھا

ہوش مین ہوش نہین جبسے سنا ہی مطرب
پھر تو اُتنا ہوا اُسکو وہ ترانا کیا تھا

تم تو کہتے تھے کہ مین تجھسے نہ بولونگا کبھی
پھر بھلا پیار یہ آنکھون مین جتانا کیا تھا

کون کہتا ہی پھر از لف کی زنجیر سے دل
مین نہ باور کرون ایسا وہ دوانا کیا تھا

مورد قہر و ستم مین تو ترا تھا ہی بھلا
غصہ ہو ہو کے مرے دل کو ستانا کیا تھا

زیست گر خواب تھی تو خواب عدم سے مجھکو
خواب کے واسطے ای شوخ جگانا کیا تھا

ابتدا حسن کی وہ اُسکی نئی تیری وہ چاہ
ہائے کیا دن تھے حسن اور وہ زمانا کیا تھا

وہ سے باغ جہان دکھلا کے دیوانا کیا
متصل جانے نبایا ہین کہ ویرانا کیا

ایک مجلس کے ہین حسن و عشق آہین عیب کیا
شمع گر تجھکو کیا تو ہمکو پروانا کیا

دیکھتے ہی مئی کو ساغر کا نہ کھینچا انتظار
مارے جلدی کے مین اپنا ہاتھ پیمانا کیا

طرفہ تر ہی یہ کہ اپنا بھی نجانا اور یونہین
اپنا اپنا کہکے مجھکو سب سے بیگانا کیا

ہاتھ آیا بس اُسی سے کچھ شب راحت کا لطف
جسنے اپنا ہاتھ تیری زلف کا شانا کیا

کچھ بہک کر نشے مین بولون تو ہون معذور مین
مجھکو مستی نے تری آنکھون کی مستانا کیا

ایک بھی مانی نہ میری بات تو نے تو کبھی
مین ہی ایسا تھا کہ تیری سیکڑون مانا کیا

بیوفائی نے یہ کسکی تجھکو سمجھایا حسن
اندنون کیون تو نے کم اُس طرف کا جانا کیا

جاتا تھا اُسکی کھوج مین مین بیخبر چلا
بارے اُسی نے ٹوک کے پوچھا کدھر چلا

گذری تمام شب مجھے کس پیچ وتاب مین
مذکور زلف کا جو کسی بات پر چلا

جس اشتیاق سے کہ مین آتا ہون تیرے یان
کیا ہو جو آوے تو بھی یونہین سیر گھر چلا

غیرون مین اُسنے مُنھ تو چھپایا تھا مجھکو دیکھ
پر مین بھی اُسکی چھیڑ سے مُنھ ڈھانپکر چلا

کس مین رکھونگا اب می حسرت کو مین بھلا
شیشہ تو دل کا خون جگر ہی سے بھر چلا

لکھنے کی یان نہ تاب پڑھنے کا وان دماغ
کہدینگے کچھ زبانی اگر نامہ بر چلا

ق
کچھ رات غیر کی جو کہین نکلی اُس سے بات
سُن سُن کے مین خفا ہو وہین روٹھ کر چلا

غصہ مین دیکھ مجھکو لگا کہنے اور لو
اِکبات بس کہی نہ کہی یہ تو مر چلا

ق
دِلّی سے تازہ آئی تھی یہ میر کی غزل
کسکا یہ شعر ہوش سے بیہوش کر چلا

یہ چھیڑ دیکھ ہنس کے رخ زرد پر مرے
کہتا ہی میر رنگ تو کچھ اب نکھر چلا

اب کوئی آوے یا کہ نہ آوے حسن کو کیا
بیچارہ اپنی جان سے آپ ہی گذر چلا

انصاف تیرے مُنھ سے سچ ہی کلام تیرا
نالایقون کو لائق کرتا ہی کام تیرا

گر ہین بُرے تو تیرے اور ہین بھلے تو تیرے
نیکی بدی مین اپنی شامل ہی نام تیرا

جی چاہتا ہی جیسا آنکھون مین خوشنما ہی
کرنا سلام میرا لینا سلام تیرا

گو زلف و رخ سے تیرے ہون دور پر نہین غم
آنکھون ہی مین تصور ہی صبح و شام تیرا

کچھ ایک حاضرون پر تیری نہین نوازش
نزدیک و دور سب پر ہی لطف عام تیرا

سو بات سوجھتی ہی دم مین حسن تجھے تو
لیجائے کون اُس تک ہر دم پیام تیرا

تماشا کر نگاہ لطف سے اکبار نرگس کا
کہ تا اہل چمن مین گرم ہو بازار نرگس کا

کسی کی چشم یاد آویگی ای ہمدم تو رُو دونگا
نہ لیجو نام تو آگے مرے زنہار نرگس کا

خدا جانے ہوا آنکھونسے کس کس کے بہادیگا
ترا نیمہ گلابی اور یہ تیرا ہار نرگس کا

وہ کیفیت جو تھی آنکھون مین تیری سو نہ دیکھی کچھ
نظارا گو کیا گلشن مین سو سو بار نرگس کا

تری آنکھونکا عاشق ہون ترے رُخ کا ہون دیوانہ
نہ سودائی ہون مین گل کا نہ مین بیمار نرگس کا

دیا ہی وعدۂ دیدار کسنے آج گلشن مین
کسے دیکھے ہی جھک جھک دیدۂ بیدار نرگس کا

مجھے اُسوقت یاد آتی ہی صحبت خوش لگا ہوگی
دھرا دیکھے ہون جب دستہ سر بازار نرگس کا

نہ دکھلا آنکھ بیمارون کو گلشن کے خدا سے ڈر
بڑھا مت رشک سے اپنے صنم آزار نرگس کا

رہے محروم ہم جبسے حسن دیدار سے اُسکے
رکھا منظور تبسے دیکھنا ناچار نرگس کا

مطلب کچھ اور عشق سے تھا کام کچھ ہوا
آغاز اسکا کچھ ہوا انجام کچھ ہوا

ہی بیقراری آج تو دلکو خوشی کے ساتھ
شاید کہ اُسکے ملنے کا پیغام کچھ ہوا

بندا بتونکا کسکے کہے سے ہوا یہ دل
حق کی طرف سے کیا اسے الہام کچھ ہوا

دو تین دن سے آہ نظر اُسکی وہ نہین
شاید خفا وہ مجھسے گل اندام کچھ ہوا

ق

پوچھا حسن سے ایک نے کیون ابتو وصل ہی
بارے کہو تو دلکو تو آرام کچھ ہوا

ہنسکر لگا وہ کہنے کہ مت پوچھ ای عزیز
ک نام کو تو وصل کا ہان نام کچھ ہوا

پر ایکدم بھی نہ بیٹھے نہ ہم سے ملے بےہراس
گر صبح کچھ ہوا تو خلل شام کچھ ہوا

ہوا نہ غم سے تجھے کچھ میری جانگداز یکا
صنم مین کشتہ ہون تیری بھی بے نیاز یکا

بڑی ہی دلکی بھی کرنی خوش آمدان وزدون
زمانہ اہتو رہا ہی زمانہ سازیکا

کہان لگایا ہی دل جاکے اُس ستمگر سے
غرض دوانا ہون اپنی بھی جان بازیکا

کیا ہی خاک نے حیرت زدون کی چاک جگر
جہان پڑا ہی قدم تیرے ترک تازیکا

کھلی ہی رہتی ہی چشم حباب دریا مین
ہوا ہی جبسے تجھے شوق آب بازیکا

مین اپنے یون ہین بھلا ہون نئ لائیو تشریف
خیال کیجیو مت میری دلنوازیکا

مثال خاک حسن رہ یہان بقول میر
رکھے ہی دل مین اگر قصد سرفرازیکا

قاصد یہی کہتا ہی شب وہ نہین آینکا
کا ہیکو رہونگا مین جب وہ نہین آینکا

دل لیکے مرا مجھکو دیتا ہی تسلی یون
روتا ہی تو کیون دلکو اب وہ نہین آینکا

بیخود رہونگا جبتک تب تک تو وہ آویگا
جب آپ مین آؤنگا تب وہ نہین آینکا

غیرون کی طرح ہمسے کس طرح خوش آمد ہو
جو ڈھب ہی انھین ہمکو وہ ڈھب نہین آینکا

گو مین نے کہا اسکو غیرون مین نہ آیا کر
کہنے سے حسن میرے وہ کب نہین آینکا

یہ جو کچھ قیل وقال ہی اپنا
وہم ہی اور خیال ہی اپنا

حال دشمن کا یہ نہو یارب
اُسکے جو غم سے حال ہی اپنا

یاس کوئی مگر ہوئی تازہ
آج پھر دل نڈھال ہی اپنا

آج وہ گل جو مل گیا ہی تو بس
اس گھڑی دل نہال ہی اپنا

پوچھ مت کچھ کمال ہمسے حسن
بیکمالی کمال ہی اپنا

آشنا بیوفا نہین ہوتا
بیوفا آشنا نہین ہوتا

تو خفا مجھسے ہو تو ہو لیکن
مین تو تجھسے خفا نہین ہوتا

گو بھلے سب ہین اور مین ہون برُا — کیا بھلون مین برُا نہین ہوتا
لذتِ وصل سے تو بالاتر — کوئی جگ مین مزا نہین ہوتا

دل جدا اگر ہوا حسن تو کیا
وہ تو دل سے جُدا نہین ہوتا

تیرہ بختی کو اپنی کھو نہ سکا — اس سیاہی کا داغ دھو نہ سکا
تو رہا دل مین دل رہا تجھ مین — تسپہ تیرا ملاپ ہو نہ سکا
ہنسنا اور بولنا تو ایک طرف — سامنے اُسکے مین تو رو نہ سکا
وہ رہا سامنے مرے تو کیا — مین ان آنکھونسے دیکھ تو نہ سکا

بختِ خفتہ کے ہاتھ سے مین حسن
چین سے ایک رات سو نہ سکا

پڑا تھا کیا عدم مین آتشِ غم سے تری پالا — کہ ہین نکلا لیے دلکو برنگِ غنچۂ لالا
جلا ہون اسکہ مین آنکھونسے راہِ عشق مین اُسکی — بجائے اشک ہر نوکِ مژہ پر ہی مری چھالا
بھلی ہی مجلسِ دنیا مین سچ پوچھو تو بیہوشی — کہ متوالا وہی اس بزم مین ہی جو ہی مت والا
پھر وتم کیون نہ اب ہنستے ہوے ہر اِک کے رونے پر — کسی تاثیر والیکا نہین تمنے سنا نالا
وفائے وعدۂ خوبانِ خودسر کا بھروسا کیا — بھرا ہی زر سے اور خالی ہی زر سے گل کا یہ پیالا
ذرا انصاف سے تو دیکھ زاہد دیکھکر اُسکو — بھلا ہوگا کہان جنت مین یہ آتش کا پرکالا
ہزارون پل مین آنسو موتیون کی طرح گرتے ہین — نظر جبسے پڑا ہی مجھکو رستے مین وہ دُر والا

نہ پوچھا تو نے اتنا بھی حسن کو اس طرف آکر
کہ یان جو بیچتا تھا دل گیا کیدھر وہ دل والا

یہ مت کہنا کہ میرا دیکھنا کن کو نہ ملتا تھا — اُسی عالم کے اِک ہم ہین نہ اب جنکو نہ ملتا تھا
لگے کیون دیدہ و دانستہ تجھسے چشم و دل میرے — خدائی مین صنم کیا دوسرا انکو نہ ملتا تھا

عبث اکبار کیون ملکر حسن کے سر بلا ڈالی
اُسے معلوم ہی اور وہ اسی دنکو نہ ملتا تھا

ق

اسکے باتون مین جب پھلیل پڑا
آتش دلبہ اور تیل پڑا

گنجفہ باز چرخ سے کے ہاتھون
رنگ بازیکا کچھ کمیل پڑا

سوختہ ہو گئے تمام یکلو بند
اور ہی بازیونکا کھیل پڑا

دلبری مین حسن وہ ہی نوسکھ
پاپڑ اُسکے لئے تو بیل پڑا

جسنے ملنے پہ تمھارے دو جہان چھوڑ دیا
تمنے ملنا بھی اب اُس دل سے بتان چھوڑ دیا

دل ہی دل مین تجھے اب یاد کیا کرتے ہین
نام لینا ترا اب ہمنے میان چھوڑ دیا

جس سے اب چاہون ملون تمکو پریکھا ہی عبث
تمتو کہتے ہو کہ چھوڑا نہ تجھے ہان چھوڑ دیا

مین نے پایا نہ اُسے شہر مین نہ صحرا مین
تو نے لیجا کے مرے دلکو کہان چھوڑ دیا

ریجھ کر یہی اُلٹی تو بھلا آج سے لے
مین نے الفت کا تری نام و نشان چھوڑ دیا

چھوڑ دے کوئی کسیکے لئے جس طرح سے کچھ
ہمنے منت مین تری کون و مکان چھوڑ دیا

رہ گئے دن جو کسی کی ہمین سدھ رہتی تھی
اٹھو سب ذکر فلان ابن فلان چھوڑ دیا

تیرے دلسے تو مجھے بات یہ لگتی ہی بعید
تو نے کس دلسے حسن کو مری جان چھوڑ دیا

ق

سرسبز ذکر کب ہو مجنون کی آفتونکا
درجہ بڑا ہی اُس سے میری مصیبتونکا

دونون طرف سے دلکا لگنا بلائے جان ہی
ہرگز نہ کوئی پھنسیا ماران الفتونکا

قسمت کا اپنی شکوہ کرتے ہین دل جلے ہم
مذکور کچھ نہین ہی تیری شکایتونکا

آنکھون مین بھر کے آنسو دیکھین ہو نہین فلک کو
کرتا ہی ذکر کرئی جب اپنی صحبتونکا

تھوڑا ستم کیا ہی تو نے بہت سمجھکر
احسانمند ہون مین تیری مروتونکا

ورنہ سزا تھی اسکی وہ چنداس سے زیادہ دعوی کیا تھا مین نے تیری محبتونکا

پہلے پہلکا دلکے لگنا تو یاد ہوگا
کیا تھا حسن زمانہ وہ عیش و عشرتونکا

صبا کے ہاتھ سے خط گلعذار کا پہونچا خزان رسیدونکو مژدہ بہار کا پہونچا
عجب لکھا تھا اُنھونکا جنھین جواب لکھا ہمین تو ایک بھی پرزہ نہ یار کا پہونچا
مثال نامہ بہت جی مین اُسنے بل کھائے خط اُسکو جب مرے احوال زار کا پہونچا
خرام ناز کو اُسکی صبا بعجز و نیاز سلام شوق مرے انتظار کا پہونچا
لکھا نہ اُسنے جو نامہ تو بس ہوا معلوم کہ وعدہ اپنے دل بیقرار کا پہونچا
صبا گلی سے تری گرد راہ کو لائی ہماری آنکھون کو سرمہ غبار کا پہونچا
ہماری دلّی کا یہ دل انار تحفہ ہی یہ تحفہ اُسکو صبا اس دیار کا پہونچا
کسی نے بات کہی اور رو دیا اسنے یہ حال اب دل زار و نزار کا پہونچا

حسن کو زیر قدم اپنے جو رکھا تونے
دماغ عرش یہ اُس خاکسار کا پہونچا

تونے بھی عشق کا خیال کیا مجھپر احسان یہ کمال کیا
سر اُٹھانے دیا نہ دوران نے اس طرح مجھکو پائمال کیا
سرخرو کیون نہون کہ جب تونے مُنھ تماچون سے میرا لال کیا
مین نے دیوانگی سے اپنی غرض نام مجنونکا پھر بحال کیا
اشک گلگون بھر آئے آنکھون مین یاد تیرا جو سان جمال کیا
عشق مین تیرے ای صنم ہمنے اپنا قربان جان و مال کیا
مجھکو دیتا ہی کیون جواب تلخ حق نے تجھکو شکر مقال کیا
کل کسی نے کہا حسن سے میان ق تیری خاطر یہ اپنا حال کیا

رکھ کے ماتھے پہ ہاتھ کہنے لگا
میرے جی سے تے مجھے نہال کیا

عشق نے پہلے یہ شگون کیا
دل ہی دل میں جگر کو خون کیا

میری دیوانگی ہی بہتر تھی
تو نے کیا عقل اور فنون کیا

جب میں دل اپنا دیچکا اُسکو
تب سبھوں نے کہا زبون کیا

مرکز کن ستون ہی اُسکا
چرخ کو کسنے بے ستون کیا

آج رندون سے تو نے نچوا کر
شیخ داڑھی کو اپنی اون کیا

سچ جو پوچھو تو آج میر حسن
ق
ایک تم پر نہیں جنون کیا

اُسنے خلعت پہن کے عباسی
کتنے ہی سیدونکا خون کیا

ہجر کا رونا اُسے آنکھون سے دکھلاتا رہا
بوند سا دن وصل کا پل مارتے جاتا رہا

غیر سے وہ گرم سرگوشی رہا کل دیر تک
میں پڑا زانو بدلتا اور گھبراتا رہا

وہ جو کچھ اُسنے سُنا تھا گرچہ وہ بگڑا ہولے
جب تلک کہتا رہا کچھ کچھ تو شرماتا رہا

تھا وہ کل غیرونپہ غصے مجھسے نادانی ہوئی
میں کھسک آیا ادھر او دھر وہ جھنجھلاتا رہا

پوچھتا کیا ہی کہ گذری رات کیونکر مجھ بغیر
شعر کچھ پڑھتا رہا کچھ سر کو ٹکراتا رہا

ایکتو غیرونکی گرمی دیکھ میں جلتا رہا
تسپہ تو اُنکی حمایت لیکے بھڑکاتا رہا

ایک تن میں ہوں اگر دو دل تو نکلے کام کچھ
یا تو اپنے تاؤ میں ہر ایک بل کھاتا رہا

جی اگر اُس سے لگا یار شک سے دل جل گیا
دل اگر اُسکو دیا جی ہاتھ سے جاتا رہا

مارے ضد کے تیغون میں آکے اپنی اے حسن
جو نہ مجھسے ہو سکا وہ کام فرماتا رہا

نہ کچھ منھ سے کہا اُسنے نہ مجھکو ہاتھ سے مارا
ادا وہ کی کہ جی ہی جی میں دل ٹکڑے ہوا سارا

نہین اپنا کوئی اپنا وہی جو اپنے دلمین ہی — وہی جیوڑا وہی جانی وہی دلبر وہی پیارا
مرے نالے کے شعلہ سے چھپی جا ابر مین بجلی — مری بیتابی دل سے کے نہ ٹھہرا سامنے پارا
بس اب چوپڑ اُٹھاؤ اور کچھ باتین کرین صاحب — جو مین جیتا تو تم جیتے جو تم ہارے تو مین ہارا
مرے آئینہ دل کا اُسے منظور تھا لینا — جو غیرون مین کہا ڈھونڈا ابرا بدرنگ ناکارا
اُٹھا بالونکو چہرے سے دکھا دے چاند سا ٹکڑا — سرِ شام آج آتا ہی نظر نہان مجھے تارا
عجب عیار ہی تو دن دیے نظرونکے آگے سے — لئے جاتا ہی باتو مین دلونکا باندھ پشتارا
کوئی دیتا نہین اُس بت کو دل کچھ اپنی خواہش سے — جو یون مرضی خدا کی ہو تو پھر بندیکا کیا چارا

حسن بھی آدمی ہی کچھ خفا ہوتے ہو تم جس سے
خراباتی جنونی باؤلا سودائی آوارا

کسی کو ہی غم کا مرے غم ہوا — کہ عالم مین کیا اسکا عالم ہوا
مرے حق مین اُسنے تغافل کیا — وہ محرم ہی تھا پر نہ محرم ہوا
پھٹا دل لگے زخمونکا انگور کیا — کہ پھر چشم خون بستہ کچھ نم ہوا
ہمارے جو ساتھی سفر کر گئے — صفر مین ہمین تو محرم ہوا
وہی ڈھب جو ہی اُسکے ملنے کا ہی — نہ درہم ہوا اور نہ برہم ہوا
تجھے میرے رونے سے تھی کیا خبر — یہی تو نے دیکھا جو اسدم ہوا
مین آگے تو روتا تھا دو دو پہر — بہت اب تو رونا مرا کم ہوا

پیا مین نے پانی جو اُس بن حسن
اگر تھا وہ امرت ہی تو سم ہوا

کس نیک گھڑی سے شب مہتاب مین رویا — جو آنکھو نہ رکھا اُسکے قدم خواب مین رویا
کیا کیا نہ جدا دوست ہوئے پل کے جھپکتے — بھر بھر کے مین آنسو غم احباب مین رویا
کی آہ و فغان گھر مین کبھی اور کبھی باہر — ظاہر مین کبھی اور کبھی جلباب مین رویا

یاد آیا جو ساتھا اپنے مجھے اُسکا نہانا
کی سیر محبت کے رسالے کی جو مین نے
نالے کیے دریانے مری نوحہ گری سے
جس منعمِ ممسک نے نہ کھایا نہ کھلایا
اس طرح سے دل ڈوب گیا میرا کہ بیتاب
گریہ نے مرے مجھکو دیئے گوہرِ نایاب
آنکھیں تو بھر آئیں مری بیتابی سے لیکن

تنہا مین کھڑے ہو کے بہت آب مین رویا
سُرخی کی جگہہ خون ہر اک باب مین رویا
اس شور سے مین گردشِ گرداب مین رویا
سرپوش وہان ڈھانکے مُنھ قاب مین رویا
خود ہو کے وہ دلبر دلِ بیتاب مین رویا
ناحق مین تلاشِ دُرِ نایاب مین رویا
چون آئنہ کب صحبتِ سیماب مین رویا

ہر چند حسن مجھکو میسر تھے سب اسباب
پر بے مے و معشوق ہر اسباب مین رویا

اِدھر سے جو ٹک ہو کر وہ آج صنم گذرا
جنت مین کہان گو یا نزدیک ہمارے تو
غصہ تو نہو میری اس جان نکلنے پر
وہ مجھکو جلاتا ہی تو مجھکو رُلاتا ہی
اِس قید سے ہستی کی چھوٹا تو نکل بھاگا
جاتا تھا غرض مین نے عشق ایسے ہی دلبر کا
اُس گل کی ہوا نے آ برباد کیا وہین

غیرونکے تو بس دلپر گویا کہ ستم گذرا
کوچے کی طرف تیرے جو اپنا قدم گذرا
اس جانے مین اپنی بس تیری قسم گذرا
مین تجھسے بھی اور دل سے ای دیدۂ نم گذرا
پھر منھ نکیا اِدھر جو سوئے عدم گذرا
گر مجھپہ بہت گذرا غم اسمین تو کم گذرا
جب دھیان مین کچھ لطفِ گلزارِ ارم گذرا

رہتا ہی کوئی خامہ لکھ اور غزل اب تو
سچ ہی کہ حسن جسدم گذرا تو قلم گذرا

مین نے جو کہا مجھپر کیا کیا نہ ستم گذرا
ہنس کھیل کے کٹجاوے جو دم سو غنیمت ہی
کچھ لطف زمانیکا دیکھا تو وہی دیکھا

بولا کہ ابے تیرا روتے ہی جنم گذرا
جو دم کہ گیا پھر وہ آتا نہین دم گذرا
جو ساتھ جوانی کے تجھ ساتھ بہم گذرا

ہر وقت نہین لازم ہر وقت ستم کرنا
جو وقت کہ آگے تھا وہ وقت صنم گذرا

مین کوچے ہی کا ٹہونگا ای غیر یہ سن رکھنا
جسروز ترا اُسکے کوچہ مین قدم گذرا

اِکدن بھی نہ کی تونے وعدہ پہ وفا ظالم
ہر وقت تجھے کرتے آرسے و نعم گذرا

جب بیت لکھی اُسکے تعریف مین ابرو کی
تب شوق سے وان اپنے سرہی سے قلم گذرا

جسنے کہ رکھی حرمت کچھ کعبۂ دلکی یان
وہ راہ سے دل ہی کے جاسوے حرم گذرا

کب مصحفِ رو کی مین تعریف لکھی اُسکی
جو شوق سے وان اپنے سرسے نہ قلم گذرا

کیونکر نہ حسن روؤن مین اپنے نصیبونکو
غم رشک سے غیرون کے دلپر مرے کم گذرا

غمخانۂ دل عیش کا گھر ہوویگا یارب
آباد کبھی یہ بھی نگر ہوویگا یارب

جب دیکھو ہون اُسکو تو مجھے آتا ہی یہ رشک
کس کس کا یہ منظورِ نظر ہوویگا یارب

بگڑی تو ہی غیروں سے اور اب ہمسے و لیکن
کیا جانیئے وہ شوخ کدھر ہوویگا یارب

جان و دل و دین کھو دیے اِک اُسکی نظر پر
ایسا بھی کوئی اوربشر ہوویگا یارب

رونے سے مرے سنگ تلک ہوگئے پانی
دلمین کبھی اُسکے بھی اثر ہوویگا یارب

داغون کو ترے غم کے جو رکھے تر و تازہ
یہ میرے سوا کسکا جگر ہوویگا یارب

روتے ہی گذرتی ہی شب و روز حسن کو
اور اس سے تو کیا حال بتر ہوویگا یارب

ظلمت و نور سب آجائے نظر آخر شب
خواب غفلت سے کھلے آنکھ اگر آخر شب

شب اول تو توقع پہ ترے وعدے کے
سہل ہوتی ہی بلا ہوتی ہی پر آخر شب

رشک اُس مرغ چمن پر ہی کہ جو گل کے حضور
داستان کہتے گیا جیسے گذر آخر شب

نالہ بھر بھر کے نہو کیونکہ خموش آخر دل
بیشتر رہتا ہی سنسان نگر آخر شب

وصل کی شب کا مزا ہوتا ہی اول جیسے
ویسے ہی ہوتا ہی احوال بتر آخر شب

سر پہ آوے جو سفیدی تو نہو کیونکہ تمام
تجربہ ہمنے تو دیکھا نکچھ اسکا لیکن
اول اول کی جو مستی کا ہی عالم اُسکی

زندگی شمع کی ہوتی ہی بسر آخر شب
کہتے ہین نالے مین ہوتا ہی اثر آخر شب
گر تو جلتے گا تو ہووےگی خبر آخر شب

تھا سر شب ہی سے معلوم یہ ہمکو کہ حسن
شمع و پروانہ کا ہوویگا سفر آخر شب

تم نہ ہنستے ہو کچھ نہ کہتے ہو بات
ہجر ہی مین تمام ہوگئی عمر
تو نہ کر طعنہ درد دل پہ میرے صنم
آہ سرد اپنی ہی سے تھی وہ باد
چال مین عشق کے جو ہو قائم
زلف مشکین کے ہیچ مین تیرے
شاہ ہووے غلام کا بندا

گذری جاتی ہی مفت مین یہ رات
کس خرابی سے یہ کٹی اوقات
جی رہونگا جو ہوگی میری حیات
اب ہلے کیون نہ ہر درخت کا پات
اُسکی ہووے کبھی نہ بازی مات
آگیا دل تو لے حمیدہ صفات
کون بوجھے ہی عاشقی مین ذات

وعدہ آنیکا ہی حسن مت رو
ہو نہ اُسکو بہانۂ برسات

ایک دل تو لے گیا میرے خدایا قسمت
دیکھیے جیوین کہ مرجا ئین نہین کچھ معلوم
جب لگے ہونے جدا حضرت دل ہمنے کہا
عشقبازی مین ترے مایہ بساط اپنے جو تھا
نامہ بر سکے پھرے نامہ و پیغام لے اور

ہوگیا وہ بھی نصیبون سے جدا یا قسمت
اب تو جاتے ہین ترے در سے بھلا یا قسمت
پھر بھی ملیگا کبھی ہمسے کہا یا قسمت
ایک دل سو بھی تو وہ ہار دیا یا قسمت
میرا قاصد جو گیا سو نہ پھرا یا قسمت

کس توقع سے حسن آیا تھا اور یون افسوس
تیرے دیدار سے محروم چلا یا قسمت

شور ہی ملک دل مین چارون کھونٹ
ڈ تکھیئے بیٹھتا ہی کس کل اونٹ

دم رُکا جاتا ہی نکل ای آہ
بس دھوین ہین زیادہ جی کو نہ گھونٹ

دل جلا کسکا کشت پر دہقان
ہولی ہو کر جو نکلے آیکے بونٹ

شیخ پر اسکے جرم کا رکھ بوجھ
ق
اور پیا کر حسن شراب کے گھونٹ

پھر جو وہ کچھ کہے تو بکنے دے
بڑ بڑاتے ہین لادنے مین اونٹ

دل دیا ہمنے تجھکو یار عبث
تلخ کی عمر خوشگوار عبث

شوخ سنتا نہین کسیکا حال
اُس سے کہنا ہی بار بار عبث

تیرے بھانوین ہی کچھ نہین مطلق
دل جلاتا ہی تجھپہ یار عبث

مین تو آگے ہی پیچ و تاب مین ہون
بل نکو از لف مشکبار عبث

وہ تو کر دیگا خاک سے یکسان
ہی بنانا مرا مزار عبث

ان بتون کے لیے خدا کو مان
ہو حسن تو نہ اتنا خوار عبث

روشن نہین ہین دیدۂ نمناک کے باعث
چون آئنہ ہی مجھکو جلا خاک کے باعث

گرمی ہی ترے حسن کی ہم ہی سے کہ ہی یان
شعلے کو ترقی خس و خاشاک کے باعث

یون ہو گئے ویران کہ گویا نہ تھے آباد
دلکے نگر اس غمزۂ صفاک کے باعث

ہی گردشِ دامن سے ترے گرد بھی بیچین
ماٹی بھی پھرے ہی مری اس چاک کے باعث

کیا کیا غم و اندوہ گذرتے ہین شب و روز
یان نامِ خدا اُس بت بیباک کے باعث

وہ باد جو نالونکی بندھی تھی کوئی دن آہ
سو جاتی رہی اس دلِ صد چاک کے باعث

گردش سے تری چشم کی رہتے ہین سدا خوار
آوارہ نہین گردشِ افلاک کے باعث

غصہ مین پسینہ جو ہوا چہرے پہ اُسکے
طوفان ہوا یان روے عرقناک کے باعث

ہون مست حسن اپنے ہی اشکونسے مین ہردم
مستی ہی مجھی اپنی اسی تاک کے باعث

ہوا کیا خوب تم آئے یہان آج
نہین تو ہم چلے تھے مہربان آج

کمر پر سیلکے دامن ہاتھ مین تیغ
چلے ہو قتل پر کسکے میان آج

خفا جس بات پر تم کل ہوے تھے
ہوئی وہ بات بھی ہمپر عیان آج

ہوا ہی جی یہانتک زیست سے تنگ
جو کل لیتے تھے جی لیوین بتان آج

چھپاوین کیون کسی سے ڈر ہی کیا اوہ
گئے تھے اُسکے کوچہ مین تو ہان آج

ہوے تھے نامور جو کل جہان مین
نپایا اُنکا کچھ نام و نشان آج

گلی مین اُسکے کل بیٹھے تھے محفوظ
اُٹھا لائی ہمین قسمت یہان آج

فلک کی بھی یہ کیا کیا گردشین ہین
کہان بیٹھے تھے کل آئے کہان آج

حسن کو سونپ کر کنجِ قفس مین
کدھر پھرتا ہی تو ای آسمان آج

کوئی خدا کہے ہی کوئی رام وقت صبح
کافر یہ دل جپے ہی ترا نام وقت صبح

بلبل گلو نپہ بیٹھی ہی کیا پھول پھول تو
صیاد لے پہونچتا ہی اب دام وقت صبح

زلفونکے بعد دیکھئے چہر یکا اُسکے رنگ
کھلتا ہی شب سے زیادہ وہ گلفام وقت صبح

پھر ہم کہان اور آہ پری بھی یہ پھر کہان
ساقی پلادے ہمکو کوئی جام وقت صبح

آہِ سحر کے ساتھ نکلجائے کیون نہ جی
چلنا مسافرونکا تو ہی کام وقت صبح

اک ذرہ دیکھ آدین اُسے چلکے ہمنشین
آیا ہی مہروش وہ لبِ بام وقت صبح

خوابِ گران مین ہوئے اگر وہ تو ای نسیم
دیجو نہ تو مرا اُسے پیغام وقت صبح

سن داستان بلبل مجروح گل نمک
دیوے تبسم اپنے سے انعام وقت صبح

مثل پتنگ کیونکہ نہ دون جان مین حسن
جاتا ہی پاس سے وہ دل آرام وقت صبح

ہم گئے بھول اُسے دیکھ کے پرواز کی طرح
لیگیا دلکو وہ بس آتے ہی شہباز کی طرح

اُٹھ سکے دیکھئے کس طرح یہ اب لسے مرے
بیطرح آئی نظر مجھکو ترے ناز کی طرح

دل تجھے کسنے لگایا ہی کہ ایدھر کی اودھر
اور اودھر کی ادھر کہتا ہی غماز کی طرح

تو ہی تو بولے ہی پردے مین نہین غیر کوئی
یار پہچانتے ہین یار کی آواز کی طرح

پیرہن پہنے اگر لکتا ہی ارزل تو بھی
گفتگو سے نہ چھپے اسکی تو بوباز کی طرح

مُنھ تھتھا کر تو نہ تو پاس مرے بیٹھا کر
یہ تو بھاتی نہین ہی دلکو ترے ناز کی طرح

ہو چکا تو تو حسن چین مرے دلکے تئین
ہی اگر اُسکی یہی عشوہ و انداز کی طرح

خلق کا خون کر رہا ہی شوخ
رنگ چہریکا تیرے کیا ہی شوخ

دلکو لیجا کے پھر مُکر جانا
یہ بھی اِک طرفہ ماجرا ہی شوخ

ان بتون مین نہ کیجئے اسکے تئین
وہ قیامت ہی اک بلا ہی شوخ

آپ یہ کہنا اپنی خو بد ہی
یہ بھی اک طرح کی ادا ہی شوخ

اور تو خوبیان ہی ہین یہ حسن
ایک یہ ہی کہ بیوفا ہی شوخ

لعل و یاقوت ایسے کب ہین سرخ
جیسے اُس شوخ کے وہ لب ہین سُرخ

اشک خونی سے عندلیبون کے
در و دیوار باغ سب ہین سُرخ

خون دل بھر رہے کہ یا نہ رہے
دیکھ لے چشم میری اب ہین سُرخ

قتل کسکو کیا ہی شوخ نگاہ
آج آنکھین تری غضب ہین سُرخ

دل حسن خون ہو گیا کہ جگر
آج آنسو یہ کس سبب ہین سُرخ

مرنے کے بعد گل کے ہوا و ہوس کے بیچ
بلبل کے پر ہی اُڑتے ہین کنج قفس کے بیچ

جیسے کہ آج وصل ہوا کیا نہ چاہیے
اِکدن بھی آوے ایسا اگر سو برس کے بیچ

تصویر بول اُٹھے جو کرے اُس سے بات وہ
ہی یہ بھی معجزہ مرے عیسی نفس کے بیچ

ہو ضبط نالہ کیونکہ دلِ ناتوان مین آہ
آتش کہین چھپائے سے چھپتی ہی خس کے بیچ

ہان دل تو چاہتا ہی تجھے کوئی کچھ کہے
موجود ہون یہ بات تو کہنے کو دس کے بیچ

مندیل پر یہ شیخ نے طرہ نہین رکھا
گنبد کی اپنے شان دکھائی کلس کے بیچ

نالان ہون مین حسن خلش دل کے ہاتھ سے
دل بیقرار ہو تو صدا ہو جرس کے بیچ

کسی کی سنتے نہین آہ یہ بتان فریاد
انھون کے ہاتھ سے لیجاؤن مین کہان فریاد

لیا ہی دام مین کس کس طرح سے دلکو مرے
تمھارے ہاتھ سے اے زلف مہوشان فریاد

ہمیشہ جلتے ہی اس بزم مین رہے ہمتو
و لے نہ نکلی کبھی مُنھ سے شمع سان فریاد

اثر سے آہ کے اور اشک کی شرارت سے
کرے ہی نوحہ زمین اور آسمان فریاد

عصاے آہ بن ابتو نہین یہ اُٹھتی آہ
ہوئی ہی یان تئین اس دلکی ناتوان فریاد

مرے بھی رونے پہ مت جاؤ سامنے اُسکے
کرو نہ تم بھی ٹک اے نالہ و فغان فریاد

جب آہ و نالہ حسن کر کے ٹک رہون ہون چپ
صدا نکلتی ہی پھر دل سے یون کہ ہان فریاد

خط اُسے لکھنے کو جسوقت منگایا کاغذ
آہ نے پھونکا اور اشکون نے بہایا کاغذ

منتشر آہ سے یون ہو کے اُڑے دل کے ورق
پھر جو ڈھونڈھا تو کہین اُسکا نپایا کاغذ

پرزہ اک ہمنے کہین بھیجا تھا چھپکر اُسکو
سو بھی وان تک نگیا اور پھر آیا کاغذ

جس طرح چاہا لکھین دل نے کہا یون مت لکھ
سیکڑون بار دھرا اور اُٹھایا کاغذ

ق

در و دیوار پہ کوچے مین حسن نے اُسکے
اپنے احوال کا لکھ لکھ کے لگایا کاغذ

تو بھی اُسنے نہ نظر کی نہ اُدھر ٹک دیکھا
نہ کھڑے ہو کے کسی سے وہ پڑھایا کاغذ

کس توقع بھلا اب کوئی لکھے نامہ
وان برابر ہی لکھا یا نہ لکھا یا کاغذ

جز اشک بلبل اب نہین گل شاخسار پر
کیا اوس پڑ گئی ہی چمن مین بہار پر

دلکی یہ بیقراری ترا قول سو وہ کچھ
دامن کو تیرے چھوڑ دیے پھر کس قرار پر

کس وقت مین بسا تھا الٰہی یہ ملک دل
صدمے ہی پڑتے رہتے ہین نت اس دیار پر

دامن سے کوئی جھٹکے ہی پھیرے ہی کوئی مُنھ
کیا کیا ہین خواریان مرے مشتِ غبار پر

ہوتے ہی اُسکے سامنے جاتا رہے ہی یہ
کچھ اختیار اپنا نہین اختیار پر

تیرے ہی زلف و رو کی مدد سے تو عصر مین
رونق دوچند ہو گئی لیل و نہار پر

جو اہلِ دل ہین اُنکی نصیحت تو ہی یہی
تحقیق جان ایک سے لے تا ہزار پر

پروانگی تپنگ سے لیوے نہ جب تلک
لاوے نہ کوئی شمع کسی کے مزار پر

وعدہ پر اُسنے کی ہی وفا بھی کبھی حسن
تو اعتبار کرتا ہی کس اعتبار پر

دیتا ہی یون دھوا نسا یہ دلکا داغ جلکر
گل ہوئے جس طرح سے کوئی چراغ جلکر

اُڑتی پھرا کریگی محشر مین راکھ میری
گردش سے کوئی ہو گا مجھکو فراغ جلکر

بادِ سموم غم سے ہی اب یہ دلکی حالت
ہو جائے کوئی جیسے ویران باغ جلکر

کیا جانے آتشین لب یاد آئے کسکے سکو
ہاتھون سے گر پڑا جو میرے ایاغ جلکر

کہنے پہ شیخ کے کچھ مت مست ہوش رکھو تو
بیفائدہ بکے ہی وہ تو اُلاغ جلکر

جائے عجب نہین گر بندھ جائے گرم مضمون
ہوتا ہی شعر اکثر دل اور دماغ جلکر

اک حال سوز دلکا پوچھے ہی کیا حسن تو
چون شمع ہم سراپا ہو گئے ہین داغ جلکر

ای دل خفا نہ ہونا ابنی کدورتون پر
رہتا ہی رنگ یکسان کب یانکی صورتون پر

اس گنجفہ کا پاس نکے ہی کھیل اور ہی کچھ
دیتے ہین جان ناحق انسان مورتون پر
دون جی کو کون اپنے کھوتا ہی ایک ہی بر
دے بیٹھتے ہین سر بھی اپنی ضرورتون پر
سا تجھے پہ دلبرون کے افشان نہین جبین پر
تحریر ہی طلائی قرآن کی سورتون پر

بھجڑیان ہین آج چلکر دلکو حسن تو بہلا
نکلے ہین سیر کرنے سب خوبرورتون پر

وصل بھی ہوگا حسن تو ٹک تو استقلال کر
حال اپنا ہمسے کہہ کہ ہمکو مت بیحال کر
ساربان گرم حدی ہی اور جرس ہی نعرہ زن
تو بھی ٹک محمل کے آگے گرد مجنون حال کر
شمع سان جتنا سنایا حال درد اُسکو مین
اُٹھ گیا آخر وہ سب باتین ہنسی مین ٹال کر
مشق جور و ظلم تو کرتا ہی جاتا ہی وہ شوخ
تو بھی دل صبر و تحمل کا اب استعمال کر

عیش و عشرت کو نہ دے تو راہ دل مین ای حسن
درد و غم ہی سے کسی کے اِسکو مالامال کر

ای گرد باد طرفِ چمن ٹک گذار کر
بلبل سے کہہ پڑے ہین گلون پر نثار کر
آئے تجھے عیش کے لیے سو تو نہ یان ملا
پھر غمکدہ کو اٹھ چلے ہم اپنے بار کر
کیا مسکرا کے ٹالے ہو اب پھر کب آئیگا
دل بیقرار ہوتا ہی کچھ تو قرار کر
داغون سے دلکے سینہ تو ہی رشک لالہ زار
ہان اشک سرخ تو بھی تو اپنی بہار کر
دھجی بھی ایک چھوڑی نہ دامان و جیب کی
دستِ جنون نے لوٹا مجھے تار تار کر
وہ بھی نہ آیا اور نظر آنے سے رہگیا
دیکھا مزانہ اور دل اب انتظار کر

بے چیز تو نہین یہ حسن اُس گلی مین روز
جا جا کے بات کرتے ہر اک سے پکار کر

لگا رکھو دلکو میرے زلف چشم یار کی خاطر
انار تحفہ ہی کام آئیگا بیمار کی خاطر
جگر کے داغ دلکے زخم رو زانہ دیکھتا ہو نین
مجھے پیدا کیا تھا حق نے اس گلزار کی خاطر

مجھے تو دید تھی منظور تیری ای فدا تیرے
یہ باتین ہین کہ مین آؤنگا بھر احوال پرسی کو

نہ آیا تھا یہان کچھ مین در و دیوار کی خاطر
تمھین کیا ہی عزیز ایسی دل افگار کی خاطر

نہ کی خاطر ہماری ایکدن بھی خوش کبھی اُسنے
فدا جی تنگ کیا ہینے حسن جس یار کی خاطر

ہی دمیان جو اپنا کہین ای ماہ جبین اور
جانا ہی کہین اور تو جاتا ہون کہین اور

جب تو ہی کرے دشمنی ہمسے تو غضب ہی
تیرے تو سوا اپنا کوئی دوست نہین اور

مین حشر کو کیا روؤن کہ اُٹھ جاتے ہی تیرے
برپا ہوئی اک مجھپہ قیامت تو یہین اور

وعدہ تو ترے آینکا ہی سچ ہی ولیکن
بازو کے پھڑکنے سے ہوا دلکو یقین اور

آخر تو کہان کوچہ ترا اور کہان ہم
کر لیوین یہان بیٹھ کے اک آہ حزین اور

تمھارو سے زمین تنگ زبس ہمنے نکالی
رہنے کے لیے شعر کے عالم مین زمین اور

نام اپنا لکھا دے تو لکھا دیہ تو میرے
اس نام کو بہتر نہین اس سے تو نگین اور

ابرو کی تو تھی چین مرے دلپہ غضب پر
مژگان سے نمودار ہوئے خنجر کین اور

نکلے تو اُسی کوچے سے یہ گم شدہ نکلے
ڈھونڈھے ہی حسن دلکو تو پھر ڈھونڈھو وہین اور

غزل ہذا در تعریف پل میان الماس

دور ستا ہی تو نکا فرض ہی جانا وہان گل پر
جھگڑا ہی خدائیکا میان الماس کے پل پر

بہار شعر و یان دیکھ اس تختے کی مرتے ہین
نہ گل کا جی ہی بلبل پر نہ بلبل کا ہی جی گل پر

لئے جاتے ہین دل سوگ لگا کر وانکے بازاری
تکلم پر ترحم پر تبسم پر تغافل پر

گھر وںسے اپنے بن بن کر نکلنا ماہرویونکا
اکڑنا ناز پر انداز پر اپنے تجمل پر

کھڑے رہنا کہین عاشق کا اور معشوق کا یکجا
کسی عالم کی باتین بیچ مین لانا توصل پر

کہین لے لے کے پنجرے عشقبازونکا کھڑے ہنا
گلون کا رام کرلینا سدا آوازِ بلبل پر

حسن وان شام کو ایسی ہی کیفیت کہ گیا کہیے
سمان یہ ہی نہ زلفون پر نہ یہ عالم ہی کاکل پر

ہین ترے ابرو و غمزہ جیسے صنم شمشیر و تیر
دیکھنے مین ایسے تو آئے ہین کم شمشیر و تیر

دیکھیے کیونکر بچے دل میرا اُس قاتل کے آہ
قتل پر میرے ہوئے ہین ہمقسم شمشیر و تیر

جنبش ابرو و مژگانکا تصور کسکے ہی
آج نظرون مین پھرے ہین دمبدم شمشیر و تیر

عشق ہی کی جاگری ہی یہ کہ جبتئی ہی جنگ
کھاتے ہین بے حاصلِ دام و درم شمشیر و تیر

اس طپانچہ بند کا جیسے ہوا ہی دور دور
تب سے دنیا مین ہوے ہین منعدم شمشیر و تیر

ہمسری کیجو نہ میرے آہ و نالے سے کہین
رہئیے دیجو کوئی دم اپنا بھرم شمشیر و تیر

وہ کہے مین چھوٹون پہلے وہ کہے مین جا لگون
واپہ لڑتے ہین مرے اُسکے بہم شمشیر و تیر

نیم بسمل ہی یہ دل پھر بھی اسے ٹک دیکھیو
رکھیو اسکے حال پر اپنا کرم شمشیر و تیر

راست کہتا ہون نہین اسمین حسن حرف کجی
شعر کے میدان مین ہین دست و قلم شمشیر و تیر

جس طرح ہو کوئی حیران روے حیران دیکھکر
دل پریشان ہو گیا زلفِ پریشان دیکھکر

وصل کے شب کے مزے کو ہمنشین پہونچیگا وہ
جو کوئی جیتا بچیگا روزِ ہجران دیکھکر

دل مین کیسا تو تو ہوتا ہوگا اپنے شاد شاد
عاشقون کے دمبدم چاکِ گریبان دیکھکر

جھڑتے ہین پلکونسے موتی دخترِ رز کی یاد مین
یہ ہوا یہ موسم اور یہ ابرِ نیسان دیکھکر

کل کی ہی یہ بات جو پھرتے تھے یونہین ہم بھی آہ
تم قدم رکھیو تو گورستان مین یاران دیکھکر

پابرہنہ ساتھ ناقے کے چلا آتا ہی قیس
اک طرف کردے صبا خارِ مغیلان دیکھکر

دامنِ صحرا سے اُٹھنے کو حسن کا جی نہین
پانون دیوانے نے پھیلائے بیابان دیکھکر

اُس شوخ نے پھیکا ہی مگر تیر ہوا پر — جاتا ہی جو دلکا مرے نخچیر ہوا پر

جز دو دِ دلِ سوختۂ آتشِ حرمان — دیکھی ہی کسینے کہین زنجیر ہوا پر

ہی دلمین نکچھ غم ہین سبھون کے نہ خوشی ہی — موقوف ہی ہر ملک کی تاثیر ہوا پر

ٹک کیجو حذر نالۂ جانسوز سے میرے — ہی برق کے مانند یہ شمشیر ہوا پر

ظاہر مین تو اُڑتا ہون ولے اُڑ نہین سکتا — بے بس ہون مین جون طائرِ تصویر ہوا پر

پھراوے ہی یہ حسن کے لشکر کا نشان دیکھ — لہراوے ہی جو زلف گرہگیر ہوا پر

ساقی بھی ہی اور ابر بھی ہی تو بھی تو مطرب — کر زمزمۂ راست کی تحریر ہوا پر

جگنو کی چمک یہ تو نہین رات کو تجھبین — ہی یہ شررِ نالۂ شبگیر ہوا پر

اس ریختی کی ارکھ کے حسن مین نے بنا کی — سو فکر سے ہر بیت کے تعمیر ہوا پر

نہ رہا گل نہ خار ہی آخر — اِک رہا حسن یار ہی آخر

اب جو چھوٹے بھی ہم قفس سے تو کیا — ہو چکی وان بہار ہی آخر

آتشِ دل پہ آپ سے دوڑا — دیدۂ اشکبار ہی آخر

ضد سے ناصح کی مین نے کر ڈالا — جیب کو تار تار ہی آخر

کیون نہ ہون تیرے در پہ ہونا ہی — ایکدن تو غبار ہی آخر

کام آیا نہ جائے شمعِ مزار — یہ دلِ داغدار ہی آخر

شمع و پروانہ سان پروانہ — ہو گئے ہم نثار ہی آخر

شمع سان دل تو کیا کہ جل جلکر — ہو گیا جسم زار ہی آخر

وہ نہ آیا ادھر حسن افسوس — رہ گیا انتظار ہی آخر

کیا مغرور اُسکو آپ اپنا حال کہہ کہکر — مجھے آتا ہی غصہ اپنی نادانی پہ رہ رہ کر

مثل مشہور ہی خود کردہ را درمان نمی باشد
کیا ظالم تجھے ہم ہی نے ترا ظلم سہہ سہہ کر

حسن کے دلکو تو مت خاک مین ہردم ملایا کر
کچھ اسکے رو نہین آتے کہ آئین گے یہ بہ بہ کر

ہم قتل ہوگئے نہین تجھکو خبر ہنوز
باندھے پھرے ہی ہمیہ میان تو کمر ہنوز

سو سو طرح کے وصل نے مرہم رکھے ولے
زخمِ فراق ہین مرے ویسے ہی تر ہنوز

کھولی تھی خواب ناز سے کسنے یہ اُٹھ کے زلف
لاتی ہی بوے ناز نسیمِ سحر ہنوز

وعدو نیہ تیرے کام بھی میرا ہوا تمام
باتین ہی تو بنایا کیا یار پر ہنوز

جو دودھ کا جلا ہو پیے چھاچھ پھونک پھونک
ہون وصل مین پہ ہجر سے ہی مجھکو ڈر ہنوز

بھولے سے تونے پیار کی اِکدن کہی جو بات
روتا ہون دل ہی دل مین اُسے یاد کر ہنوز

اُجڑے ہزار شہر حسن اور پھر بسے
آباد پر ہوا نہ یہ دلکا نگر ہنوز

حد سے دہ گذرا ہمارا اس طرف عجز و نیاز
پر اُدھر سے بے نیازی ہی رہی سرگرم ناز

درد کی اب بات تھوڑی سی بھی لگتی ہی بہت
ہو رہا ہی بسکہ اک مدت سے دل اپنا گداز

گرچہ دلکو ہی یقین یہ خط نہین پڑھنیکا وہ
پر تقاضا شوق کا لکھنے سے کب رکھتا ہی باز

ظلم کب تک کیجیے گا اس دلِ ناشاد پر
ابتو اس بندہ پہ ٹک کیجے کرم بندہ نواز

اور دل لادین مگر کوئی کہین سے ای حسن
عشق کا ہمسے تو اسمین چھپ نہین سکتا ہی راز

ہی سینہ پر داغ نہین پیکرِ طاؤس
اُڑتا ہی اسے دیکھ کے رنگ پرِ طاؤس

آتے ہین یہ جب داغ لئے اشک جگر گون
پھرتا ہی تب آنکھون مین مرے لشکرِ طاؤس

نیرنگی جلوہ کو ترے دیکھ کے پیارے
خجلت سے جھکے پانون کے اوپر سرِ طاؤس

مین سوختہ دل خستہ جگر آہ حزین ہون
نہ نالۂ بلبل ہون نہ شور و شرِ طاؤس

جز سوز کے اور داغ کے خالی نہین اک جا
ہون کاغذ آتش زدہ مین یا پر طاؤس

کچھ گرد مین ہین آج کے سو رنگ کے جلکو
برباد ہوے ہی کہین خاکستر طاؤس

نیرنگ معانی ہین غزل مین تو حسن کی
ہی اسکو بجا ہے کہیے اگر افسر طاؤس

سرگرم مرے سینہ مین ہوتی ہی جب آتش
اشکون کی جگہ برسے ہی آنکھون سے تب آتش

مے آتش و رنگ آتش و یاقوت لب آتش
عاشق کے جلانے کو وہ رکھتا ہی سب آتش

غم دلکے مرے حال سے کچھ تجھکو خبر ہی
کس گھر کو لگاتا ہی تو اے بے ادب آتش

کیا خاک ہو آرام اُسے کیونکہ پڑے کل
بھڑکا کرے جس دل مین سدا روز و شب آتش

مین شمع و چراغ آہ نہین ہون مرے لسوز
کس واسطے دیتا ہی مجھے بے سبب آتش

پہلو مین جو بیٹھے کوئی ہمدم تو جلے وہ
ایسی ہی لگی ہی مرے دلمین غضب آتش

ہون دیدۂ تر سُلگون ہون رہ رہ کے جو غم سے
کرتی ہی کمی ورنہ جلانے مین کب آتش

نکلے ہی جگر سے مرے یون آہ بھبھوکا
گویا کہ بھڑک اُٹھی ہی پہلو مین اب آتش

گر روؤن تو دیکھے ہی حسن دونی تپ عشق
جون شمع لگی ہی مرے تن مین عجب آتش

نے فکر ہی معاد کی اور نہ غم معاش
جو ماسوا ہی انکے مجھے اُسکی ہی تلاش

جیسے لگی ہی ناوک مژگان سے اُسکی آنکھ
ہر پل مین ہی جگر پہ نئی طرح کی خراش

یا دل کو مین ہی بھولون کر یا اُسکو بھولے دل
اِن دونون باتون مین سے کہین ایک ہووے کاش

یون پرزے پرزے ہو گئے یہ قاتل کی تیغ سے
تا اس گلی سے اُٹھ نسکے میرے دلکی لاش

ہی چاک چاک روز ازل سے یہ دل مرا
جون خربزہ عیان ہی جدا ایک ایک قاش

بیکنٹھ ہو نصیب کہ تھا اُسکو سب سے اُنس
لالہ سروپ سنگھ تھا بھی زور یار باش

صدمہ تھا ہجر کا کہ یہ تھا کیا غضب حسن
یون دل جگر کو میرے گیا جسنے پاش پاش

ہی کون کون لون ہین کس کس کا نام مخلص
عالم تو ہو گیا ہی تیرا تمام مخلص

تم جانو یا نجانو پر ہمتو اپنے دل سے
بندے وہی ہین فدوی خادم غلام مخلص

پیارے کمی ہی تجھکو کیا اپنے مخلصون کی
تیرے ہی تو یہان ہین سب خاص و عام مخلص

اخلاص کی جو صورت ہووے تو اس عمل سے
کیونکر کرے نہ تمکو پیار رہے یہ رام مخلص

ٹک عزم مدعا پر اسکے بھی دھیان رکھنا
لایا ہی اپنے دل کا کچھ یہ پیام مخلص

دیتے نہین ہو کیون تم اسکو جواب شافی
کرتا ہی یہ جو تمسے پھر پھر کلام مخلص

حور و پری سے ہرگز لیوے حسن نہ صہبا
یہ چاہتا ہی تیرے ہاتھون سے جام مخلص

اب کہان لطف یار اور اخلاص
تھا کبھی ہمسے پیار اور اخلاص

لیگیا دلکو ہنستے ہنستے صنم
کرکے دار و مدار اور اخلاص

جیتے جی نا خوشی و ہجر نہو
مین ہون اور وہ نگار اور اخلاص

قہر اور مہر سے ترے دل مین
ہی ہمارے غبار اور اخلاص

ایک سورہ حسن کہ خوب نہین
دوستی بار بار اور اخلاص

ہمسے کر تو کہ یا نکر اخلاص
ہمکو ہی تجھسے یار پر اخلاص

اپنے مخلص کی بات کا ہرگز
مت برا مان ہی اگر اخلاص

پھر سے اور اسکے کیونکہ صحبت ہو
پنبہ سے کب رکھے شرر اخلاص

خون ہو کر بھی تیری طرف بہے
تجھسے رکھے تھے دل جگر اخلاص

ہی غنیمت رہے جو کوئی دن
ہم مین اور اسمین یکدگر اخلاص

وہ نہین وقت اب کہ ہر یک مین
دیکھتے تھے جدھر تدھر اخلاص

اس زمانہ مین ای حسن مت پوچھ
ہی محبت کہان کدھر اخلاص

جی لگا کر تجھسے جو کچھ کی سو کی دلنے غرض
ورنہ یان کسکو پڑی تھی تیرے ملنے کی غرض

ٹک کرم ایدھر بھی کیجو ای نسیم صبحدم
غنچۂ دل بھی رکھے ہی تجھسے کھلنے کی غرض

اور تو ایسا نہ تھا کوئی جو دل کو لے گیا
کی تنکی چوری تو یان اس تیرے ملنے کی غرض

تیرے در پر خاک کو بھی میرے اشکون نے رکھا
یہ وفاداری تو میری اب گلی نے کی غرض

مر گیا ہوتا نہوتی قہر مین شامل جو مہر
صحت دل اس دوا ے معتدل نے کی غرض

ہل رہا ہی اشک مژگان سے جدا ہو کس طرح
طفل کو ہوتے ہی گھوارے مین ہلنے کی غرض

زخم دل ناخن سے غم کے یون چھلے تو کیا حسن
گر نمک ہوتا تو لذت ہوتی سے چھلنے کی غرض

نہ باغ سے غرض ہی نہ گلزار سے غرض
ہی بھی جو کچھ غرض تو ہمین یار سے غرض

پھرتے ہین ہمتو دید کو تیرے ہی در پہ کچھ
رستے سے ہی نہ کام نہ بازار سے غرض

کہنے سے کیا کسی کے کوئی کچھ کہا کرے
ہمکو تو ایک اُسکی ہی گفتار سے غرض

جی ان دنون ہین آپسے بھی ہی خفا ولیک
بیزار جو نہین ہی تو دلدار سے غرض

پھر پھر کے آج پوچھتے ہو دل کا حال کیون
ہی خیر تمکو کیا دل بیمار سے غرض

آنیکا وعدہ کر کہ نکر ہمکو اب ترے
اقرار سے نہ کام نہ انکار سے غرض

ہمکو بھی دشمنی سے ترے کام کچھ نہین
تجھکو اگر ہمارے نہین پیار سے غرض

سر رشتہ جسکے ہاتھ لگا عشق کا اُسے
تسبیح سے نہ شوق نہ زنار سے غرض

دیندار جو رکھے نہ حسن تجھسے کام تو
کافر ہون مین بھی رکھون جو دیندار سے غرض

ہمنے لکھ لکھ کے نہ بھیجے کیا کیا خط
اُسنے پر ایک بھی نہ بھیجا خط

ایسی قسمت کہان ہی ای قاصد
آ چکا یان اور اُسنے لکھا خط

میرے نامہ کو دیکھکر مت پھینک
یہ سمجھ اتنو منھ پہ آیا خط

کل جو قاصد نے روبرو اُسکے
لیکے جو ہین وہ خط کو پڑھنے لگا
لگا کہنے مجھے نہین معلوم

ق

کسی حکمت سے جا کے پھیکا خط
دشمن اک بولا ہی یہ کیسا خط
میسری جانے بلا ہی کسکا خط

تو لکھے ہی حسن عبث نامہ
اُسکو دیوے گا کون تیرا خط

جانان سے دل حسن کا کہین ہین پھرا غلط
کیا بیش جاوے بات کسی کی ترے حضور
بیگانہ تو تو ایساہی نکلا کہ کیسا کہون
پوچھا جو مین حسن سے کہ آیا ہی تیرا یار
ہنس کر کہا تب اُسنے کہ ایسے کہان نصیب

ق

جسنے یہ حرف منھ سے نکالا کیا غلط
جو بات کہتے ہین سو تو کہتا ہی کیا غلط
سمجھے تھے اپنا تجھکو تو ہم آشنا غلط
افواہ یون اُڑا ہی یہ سچ ہی کہ یا غلط
باندھا ہی مجھپہ یارون نے یہ طوطیا غلط

وے یار ب جنکے چہل ہی اکثر مزاج مین
ہنسنے کے واسطے انھون نے کہدیا غلط

گل کے آنے سے کب مین تھا محظوظ
رات مطرب پسر نے اک نغمہ
وصل کے خط کو ہم تو مرتے تھے
کس گرفتار کا سُنا نالہ
یاد مین تیری ای حمیدہ صفات
اپنی وارستگی سے طبع کی مین

ترے آنے سے اب ہوا محظوظ
ایسا چھیڑا کہ کر دیا محظوظ
ہجر نے خوب پر کیا محظوظ
دل پہ چمن مین ہوا جو نا محظوظ
دل رہے ہی مراسدا محظوظ
جس طرح مین رہا رہا محظوظ

عشق مین تو تبون کے صادق ہی
تجھکو رکھے حسن خدا محظوظ

قیامت سنگدل کو دل دیا تو نے خدا حافظ
حسن پہ بار غم ناحق لیا تو نے خدا حافظ

کہین ٹپکے نہ آنکھونسے جو ہوا فشاے ازای دل
بہت خونِ جگر اپنا پیا تو نے خدا حافظ

یہ ثابت پھر نہین رہتا نظر آتا نہ مجھے ناصح
عبث چاکِ گریبان کو سیا تو نے خدا حافظ

کسی کی چشم سرمہ سا کا ہون کب یارہ مین عاشق
عبث باندھا ہی مجھپر طوطیا تو نے خدا حافظ

ندینا تھا تجھے دل ای حسن اُس شوخ دلبر کو
کدھر آئی طبیعت کیا کیا تو نے خدا حافظ

اوراق دلپہ لکھا ہی الفت کا میرے لفظ
ہمنے پڑھا ہی دلسے محبت کا تیرے لفظ

محشر کے حرف خوف کو ڑھولے ہی سربسر
آتا ہی جسکو یاد مروت کا تیرے لفظ

تو یون کہے نہ دیکھون قیامت کو تیرا مُنھ
کیونکر یہ نکلا مُنھ سے قیامت کا تیرے لفظ

حک ہوگیا ہی حرف ملاقات دلسے تب
جب آگیا ہی بزم مین عصمت کا تیرے لفظ

حرف دوئی لکھون مین کہان اب کہ سربسر
ہر لوح دلپہ ثبت ہی وحدت کا تیرے لفظ

جس لفظ سے کہ دل ہو مری جان باغ باغ
سو جانتا ہی کیا ہی وہ شفقت کا تیرے لفظ

تجھسا نہو نہ اسکو کرے رام ای حسن
جاری ہی ہر زبانپہ کرامت کا تیرے لفظ

جب چمن سے ہوا نگار وداع
ساتھ اُسکے ہوئی بہار وداع

دل سے رخصت ہوا وہ یون جیسے
شہر سے ہووے شہریار وداع

نام ہردم وداع کا تو نہ لے
ہو جیو کاش ایکبار وداع

اہل مجلس سے وقت صبح ہوئی
شمع رو روکے زار زار وداع

دل سے ہونے ندین وداع اُسکو
ہو اگر ہمسے وہ ھزار وداع

آج جاتا ہی اپنے گھر وہ شوخ
تم بھی ہو صبر اور قرار وداع

دل مین ٹھہری ہی اب یہی کہ حسن
ہم نہون گے جو ہوگا یار وداع

لازم نہین کہ ہوئے یہان خوانخواہ شمع
کافی ہی بس جو ایک ہی تو رشک ماہ شمع

کیونکر نہ دل خراب ہو سوزش مین آہ سے
رکھتی ہی باد تند سے حال تباہ شمع

جلتی ہی اور روتی ہی پھر کسکے واسطے
رکھتی نہین جو سوختگان پر نگاہ شمع

شعلہ اُٹھے ہی دلسے شب و روز ہمنشین
جلتی ہی اپنے بزم مین شام و پگاہ شمع

وہ تیرہ بخت ہون کہ حسن میری بزم مین
داغ سیہ چراغ ہی اور دود آہ شمع

ہی سُرخ میرے خون سے جو تیری نگار تیغ
مانند شاخ گل کے رکھے ہی بہار تیغ

مت پونچھ ابروِ عرق آلود ہاتھ سے
لازم ہی احتیاط کہ ہی آبدار تیغ

خطرہ نہین ہی زخم سے مجھکو برنگ گل
لالا ڈرا تو سر پہ مرے گو ہزار تیغ

چلتی نہین ہی عاشقِ مسکین پہ جبتلک
قبضہ مین تیرے بھی نہین رکھتی قرار تیغ

نالہ بھی میرا کیا ہی غضب ہی کہ جسکی آہ
رکھتی ہی حکم دلکے لئے برق وار تیغ

بیاری وفا کو دیکھ کے میری ہزار بار
جاتی ہی میرے سر پہ تری وار وار تیغ

دو چار سر قدم ہی پہ آ گلتے ہین حسن
نکلے ہی گھر سے ہاتھ مین جب لیکے یار تیغ

مشتعل یون ہوا ہی دلکا داغ
جس طرح سے بھڑک اُٹھے ہی چراغ

زلف کی کشمکش ہی مین ہے ہم
ایکدن بھی نہ دیکھا رہے فراغ

دل خدا جانے کس طرف کو گیا
کس سے ہم لیوین اُسکا آہ سراغ

ناصحا مت بکا نہ مجھے چل جا
بات کہنے کا اب نہین ہی دماغ

یار جب ہوئے تب ہو لطف حسن
ورنہ بیفائدہ ہی سیر باغ

سبکو ہی منظور اُس رخسار گلگون کی طرف
دیکھتا ہی کون میری چشم پرخون کی طرف

ساتھ ناقہ کے خدا جانے کدھر رم کر گئی
گرد محمل بھی نہ پہونچی آہ مجنون کی طرف

جان و دل ہین بے طرح بگڑی ہی تیرے عشق ہین
کھینچیے دل کی طرف یا جان محزون کی طرف

زلف و رخ ہی روز و شب کیا دیکھتے رہتے ہو تم
منصفی سے ٹک تو دیکھو اپنے مفتون کی طرف

خضر ٹک کیجو مدد تو بھی کہ تا بھولے نہ راہ
ناقۂ لیلیٰ چلا ہی آج مجنون کی طرف

گرچہ ہین تیری ہی گردش سے نگہ کی ہم خراب
پر اشارہ اسکا کر دیتے ہین گردون کی طرف

کیونکہ آوے چین تیرے وحشیونکو بعد مرگ
خاک ہو کر جب تلک جاوین نہ ہامون کی طرف

نام ہین بھی ہی عیان عاشق کی آشفتہ سری
دیکھتے تو ہو گئے اکثر بید مجنون کی طرف

بسکہ اُسکی زلف کے آشفتہ ہین ہم ای حسن
شعر ہین بھی وصیان ہی پیچیدہ مضمون کی طرف

کہتا ہی کوئی شمع اسے کوئی داغ عشق
دل ہی مرا الٰہی کہ یہ ہی چراغ عشق

کب ہی دماغ گلشنِ دنیا کی دید کا
رہتی ہی ہمکو رات دن اب سیر باغ عشق

اُس رشک مہ نے ٹک جو لگایا ہی منھ ہمین
پہونچا ہی آسمان پر اپنا دماغ عشق

آنکھون سے ہمکو حسن نے تیرے بتا دیا
پایا نہین کچھ آپ سے ہمنے سراغ عشق

جی آرہا ہی غم سے کسی کے لبون پر آہ
لبریز ہو رہا ہی ہمارا ایاغ عشق

ہم خاک ہو گئے نہ گئی پر ہوائے دوست
حاصل ہوا نہ مر کے بھی ہمکو فراغ عشق

کیا سمجھے لطف نکہتِ گل اور خراشِ خار
دیکھا نہووے جسنے حسن باغ و راغ عشق

مثلِ پتنگ ہووے گا آخر نثار عشق
مرجائیے گا تڑپ کے دل بیقرار عشق

جی چاہتا ہی گرد اُسی کے پڑے رہین
بھاتا ہی جیسے ہمکو سوادِ دیار عشق

مت چشم کم سے دیکھو داغون کو میرے تو
پھولی ہی باغ دل ہین یہ اپنے بہار عشق

ہنسیو نہ میری جان کسی آن ہین کبھی
دیکھے کبھی کسی کو جو زار و نزار عشق

مجنون کی خاک کو نہ کہین خاک قیس کی — بتلا یہ تب تھا عشق کا اب ہی مزار عشق
فرہاد سے نے تو سر سے اُٹھایا پہاڑ کو — پر اُٹھ سکا نہ اُس سے کسی طرح بار عشق

چشم سفید و بخت سیہ یہ نہین حسن
عشاق اسکو کہتے ہین لیل و نہار عشق

دل بچھڑ کر جو چلا اُس بت مغرور تلک — دیکھتا ہین بھی گیا اُسکے تئین دور تلک
جان جاوے کہ نہ جاوے رہے سر یا نہ رہے — پہ چھوڑنے کے نہین ہم تجھکو تو مقدور تلک
اب نہین وقت تغافل کا سن اے یار عزیز — پہونچیو جلد ذرا اِس دل رنجور تلک
ہم بھی تب تک ہین کہ یان جلوہ ہی جب تک تیرا — ہستی سایہ بھی سچ پوچھو تو ہی نور تلک
زخم دل عشق کے گھر کا تو در دولت ہی — بھیج مرہم کو نہ ہمدم مرے ناسور تلک
قاصد و نامہ و پیغام کی سُت کہہ کہ صبا — اہتو وانسے نہین آتی دل مہجور تلک

مر گئے دن ہی کو ہم ہجر مین صد شکر حسن
کام پہونچا نہ ہمارا شب دیجور تلک

جب تلک تیر ترا آوے ہی نخچیر تلک — لے یہ نخچیر ہی آ پہونچا ترے تیر تلک
دست و پا مارے بہت چاہ زنخ مین دلنے — ہاتھ لیکن نگیا زلف کی زنجیر تلک
شکر صد شکر کہ عقدے یونہین حل ہوتے گئے — کام پہونچا نہ ہمارا کبھی تدبیر تلک
اُسکی صورت کا دوانا ہون کہ جسکا خط و خال — نگیا مانی و بہزاد کی تحریر تلک
ہی ہی شوق شہادت کا اگر دل ہین تو عشق — لے ہی پہونچیگا ہمین بھی تری شمشیر تلک
اِک مسلمان کا جی جاتا ہی الفت ہین تری — جا کہے کوئی یہ اُس کافر بے پیر تلک
جب تلک زر ہی تو سب کوئی ہی پھر کوئی نہین — سچ ہی مکھی بھی رہے ہی شکر و شیر تلک
اس طرح بیٹھ گیا خانۂ دل میرا کہ بس — کام پھر اُسکا نہ پہونچا کبھی تعمیر تلک
خون ہو ہو کے ٹپکتا ہی یہ سو رنگ سے دل — تا کسی رنگ مین پہونچے تری تصویر تلک

مین بھی اک معنیِ پیچیدہ عجب تھا کہ حسن
گفتگو میری نہ پہونچی کبھی تقریر تلک

ٹک دیکھ لین چمن کو چلو لالہ زار تک
کیا جانے پھر جئین نہ جئین ہم بہار تک

قسمت نے دور ایسا ہی پھینکا ہمین کہ ہم
پھر جیتے جی پہونچ نہ سکے اپنے یار تک

لیجاؤن اب مین یا لسے کہان اپنا آشیان
دشمن ہی اس چمن مین مرا خار خار تک

دست ستم دراز کیا جب جنون نے
چھوڑا نہ میرے پاس گریبانکا تار تک

ق
پھر بھی ٹک آتنا اُسکو تو کہدیجیو صبا
جاوے اگر ہمارے تغافل شعار تک

جینے کی صورت اُسکی ٹھہرتی ہی کوئی دم
اسوقت مین بھی پہونچیو اُس بیقرار تک

کہ اسس زمین مین ایک غزل اور بھی حسن
ہی تیری طبع کہنے پرا تبو ہزار تک

آباد شہر دل تھا اُسی شہریار تک
اب کوئی آبھرے نہ اِس اُجڑے دیار تک

جب تک ہی انتظار تبھی تک ہی جون حباب
ہی زندگی مری ترے ہی انتظار تک

دیکھا جو وان نہ اُسکو گمان سو طرف گیا
آئے نہوتے کاشکے ہم کوے یار تک

مرکر بھی بیکسی ہی سے ہم آشنا رہے
آیا قدم کسی کا نہ اپنے مزار تک

دلبر تلک وہ پہونچے بھلا کیونکہ ہمنشین
پہونچے نہ اپنے جو دلِ زار و نزار تک

غافل سمجھ کے دیجیو جامِ شراب عشق
آخر کو کام پہونچے ہی اسکا خمار تک

پہچان جائیگا کہین وہ تجھکو دردمند
حسرت سے تو حسن نہ اُسے بار بار تک

رکھتا ہی صلح سب سے دل اُسکا پہ مجھسے جنگ
غیرون کے حق مین موم ہی اور میرے حق مین سنگ

کیسا وصال کسکا فراق اور کہانکا عشق
تھی عالم جوانی کے بس یہ بھی ایک ترنگ

کیا تب ملیگی آہ مجھے آرزوے دل
مرجائیگی تڑپ کے مرے جیکی جب اُمنگ

حیران مین اپنے حال پہ جون آئینہ نہین
عالم کے منھ کو دیکھ کے مین رہگیا ہون دنگ

آتا ہی کیا نظر اسے شعلہ مین شمع کے
دیتا ہی جان بوجھ کے کیون اپنا جی پتنگ

لیتا تھا نام غیر نکل آیا میرا نام
آخر جھلک گیا ہی محبت کا رنگ ڈھنگ

واقف نہین نشان سے مین اُس نگار کے حسن
جسکے لئے اُڑا دیا سب اپنا نام و ننگ

دیکھکر باغ مین نگار کا رنگ
اُڑ گیا رشک سے بہار کا رنگ

کچھ جو ٹھہرے تو تجھکو بتلادون
اس دل زار و بیقرار کا رنگ

رشک کھاوے ہی ابر ژالہ بار
دیکھ کر چشم اشکبار کا رنگ

ہجر کی شب نہ دیکھی ہووے جسنے
وہ حسن دیکھے زلف یار کا رنگ

ہی بیکسی کے غم سے یہ از بس تنگ دل
کرتا ہی اپنے جی ہی سے پھر پھر کے جنگ دل

ہوتے ہی اسکے سامنے کچھ چپ ہی رہگیا
رکھتا تھا اپنے جی مین یہ کیا کیا اُمنگ دل

کیا خاک اسے زیادہ طپش ہو گی عشق کی
دیکھے تو ہی ہمیشہ سے آتش کے رنگ دل

اس خوگرفتہ غم سے نپوچھ عیش کا نشان
رکھتا ہی اسکے نام سے بھی ابتو ننگ دل

مت سمجھیو تو داغ یہ ہین اسکی چشم وا
از بسکہ ہو رہا ہی تجھے دیکھ دنگ دل

رو رو کے مین ہی شمع صفت گھل گیا حسن
پگھلا نہ میرے حال پہ ٹک بھی وہ سنگ دل

نتو آہ و نالہ ہی نکلے ہی نہ اُٹھے ہی کل سے صدائے دل
تو خبر تو سینہ مین لے حسن کہین چل بسا نہو ہائے دل

جل ہی بجھتے کاشکے ایکبار تو جلنا ہوتا نہ ہر گھڑی
کوئی شعلہ دیتی قضا بلا کے ہمارے سینہ مین جائے دل

نہو تیغ نالہ کے سامنے مرے غیر سینہ کوئی سپر
نہ خدنگ آہ کے روبرو ہو نشانہ کوئی سوائے دل

جیئے کوئی کیونکہ بھلا تو کہیو اب ان بلاؤن کے ہاتھ سے
تری چشم ہی سو بلا کی جان تری زلف ہی سو بلائے دل

ٹک ایک آن ہی ہین ادا و غمزے سے اُسکے کیسا یہ ملگیا
تجھے ہم نہ کہتے تھے ای حسن سو یہ دیکھی تونے وفائے دل

بندھ گیا جسکا ترے داغ سے دل
جاگتے ہین نصیب آج ترے
پیتے پیتے مدام خونِ جگر
رشک صد شمع سوز ہر مو ہے
رہ گئے جستجو سے ہم تری

نہ کھلا اُسکا سیر باغ سے دل
اُسکے کوچہ مین سو فراغ سے دل
بھر گیا آخر اس ایاغ سے دل
لگ گیا ہی یہ کس چراغ سے دل
نہ پھرا پر ترے سراغ سے دل

مُنھ لگا یا ہی ٹک جو اُسنے حسن
آج پھرتا ہی کس دماغ سے دل

نہ غرض مجھکو ہی کافر سے نہ دیندار سے کام
باغ مین کوئی نہ لیجاؤ قفس کو میرے
رستمی اپنی پر اب کیون نکرے رستمِ ناز
تارِ کاکل کو ترے جانے ہین اک دین اپنا

روز و شب ہی مجھے اُس کاکل خمدار سے کام
مجھ گرفتار کے تئین کیا گل و گلزار سے کام
نہ پڑا اُسکو کبھی شوخ کی تلوار سے کام
اور نہ تسبیح سے مطلب ہی نہ زنار سے کام

دیکھیئے حق مین مرے کیا کرے اللہ حسن
آ پڑا اب تو مجھے اُس بتِ عیار سے کام

کیا کہین پوچھ مت کہین ہین ہم
کیا کہین اپنا ہم نشیب و فراز
وہم مین اپنے تھے بہت کچھ لیک
ہمکو ناکارہ جان مت لے لے
مین جو پوچھا کہان ہو تم تو کہا
اپنے عقدے کسی طرح نہ کھلے

تو جہان ہی غرض وہین ہین ہم
آسمان گاہ گہ زمین ہین ہم
خوب دیکھا تو کچھ نہین ہین ہم
تیرے ہی نام کے نگین ہین ہم
تجھکو کیا کام ہی کہین ہین ہم
کس دل آزار کی جبین ہین ہم

ہم نہ تیرِ شہاب ہین نہ سموم — نالہ و آہِ آتشین ہین ہم
بود و نابود مین غرض اپنے — جس طرح سے کہ ہمنشین ہین ہم

کیا کہین پوچھ مت بقول ضیا
ایکدم ہین سو واپسین ہین ہم

شمع سان شب کے میہمان ہین ہم — صبح ہوتے تو پھر کہان ہین ہم
تم بن ای رفتگانِ ملکِ عدم — ہستی اپنی سے سرگران ہین ہم
باغبان ٹک تو بیٹھنے دے کہین — آہ گم کردہ آشیان ہین ہم
دیکھتے ہین اُسی کو اہلِ نظر — گو نہان ہی وہ اور عیان ہین ہم
نہ کسی کی سُنین نہ اپنی کہین — نقشِ دیوارِ بوستان ہین ہم
جنس آسودگی نہین ہم پاس — درد اور غم کے کاروان ہین ہم
دل سے نالہ نکل نہین سکتا — یان تلک غم سے ناتوان ہین ہم
کیا کہین ہم حسن بقول ضیا — ق — جس طرح سے کہ اب یہان ہین ہم

داغ ہین کاروانِ رفتہ کے
نقشِ پائے گذشتگان ہین ہم

خانہ ویرانو کو اتنو کرتے ہو ناشاد تم — ملک دل کو کسلئے کرتے ہو میان آباد تم
تم تو چھوٹے ہمصفیرو موسمِ گل مین بھلا — ہم تمھارے غم سے چھوٹے اور ہوے آزاد تم
ساتھ پھرنے سے ہمارے اتنو ہو ناخوش دلے — کوئی دن مین اس سمین کو بھی کروگے یاد تم
بس وہی اک نالہ بھر کر چپ رہا سو چپ رہا — اب بھی سنتے ہو کہین دل کی مری فریاد تم
خاک اُڑاتے اور ہم سر پھوڑتے آدین کدھر — اُٹھ گئے ہو کس طرف ای قیس اور فرہاد تم
اپنے کہنے مین تو دل مطلق نہین کس سے کہین — کیا کرین ای ناصحو کچھ تو کرو ارشاد تم
ملک خوبان مین بلا انصاف کس کس کا حسن — کب تلک کرتے پھروگے داد اور فریاد تم

فائده آنے سے ایسے آکے پچتائین ہین ہم
اُٹھ گئے جب یان کے گذرے آہ تب آئین ہین ہم

اور کچھ تحفہ نتھا جو لاتے ہم تیرے نیاز
ایک دو آنسو تھے آنکھون مین سو بھر لائین ہین ہم

طرفہ حالت ہی نہ وہ آتا ہی نہ جاتا ہی جی
اور یہان بیطاقتی سے دل کی گھبرائین ہین ہم

جس طرف جاتے وہان لگتا نہین کیا کیجیئے
اس دلِ وحشی کے ہاتھون سخت اُکتائین ہین ہم

دیکھیے اب کیا جواب آوے وہان سے ہمنشین
نامہ تو لکھکر حسن کا اُسکو پہونچائین ہین ہم

زلف سے تہا ہی پہ کاکل نے دیا غم پر غم
تہ بان خون کی غمزون نے بہا دین دل مین

کوہ و صحرا مین جو کل جا کے ترے بن رویا
ایک تو تلخی جان تسپہ ترا زہر فراق

پیچ پر پیچ پڑا اور ہوا خم ہر خم
قاصدِ اشک مرے کہتے ہین آدم پر دم

سیل پر سیل چلے اور بہایم پر یم
اس دلِ زار کو ملتا ہی رہا سم پر سم

اُس پری رو کی حسن پہ ہوئی ہی شیخ نظر
کچھ تو کر تو بھی دعا پڑھ کے اُسے آ دم پر دم

نزع مین دیکھ کے تو مجھکو نہ رو دم پر دم
تند خوئی کو تری دیکھ کے ظالم نہوئے

پیچ در پیچ تری زلف ہوئی ہی جب سے
داغ دل ہی وہ کہ ہر ایک کو ہی اسکی فکر

مرتے مرتے بھی نہ چھوٹے اور نہ سے غم پر غم
ایک عالم ہی ہوا تجھسے تو بر ہم پر ہم

رشتۂ جان مین مرے پڑ گئے ہین خم پر خم
کون اس زخم پہ رکھتا نہین مرہم پر ہم

یہ جو کہتے ہین نہین سو تو نہین لیک حسن
رشتۂ دوستی بھی ہوتا ہی محکم پر کم

سوز دل کا ذکر اپنے مُنہ پہ جب لاتے ہین ہم
شمع سان اپنی زبان سے آپ جل جاتے ہین ہم

دمبدم اُس شوخ کے آزردہ ہو جانے سے آہ
جب نہین کچھ اپنا بس چلتا تو گھبراتے ہین ہم

بیٹھنے کو تو نہین آئے ہین یان ای باغبان
کیون خفا ہوتا ہی اتنا ہمسے تو جاتے ہین ہم

دل سے ہم چھوٹ جائین یا دل ہمسے چھوٹ جاوے کہین
اسکے اُلجھیڑے سے اب تو سخت اُکتاتے ہین ہم

دل خدا جانے کدھر گم ہوگیا ای دوستان
ڈھونڈھوتے پھرتے ہین کبسے اور نہین پاتے ہین ہم

دونون دیوانے ہین کیا سمجھین گے آپس ہین عبث
ہمکو سمجھاتا ہی دل اور دل کو سمجھاتے ہین ہم

یاد مین اُس گلبدن کی آج کل تو ای حسن
باغ مین پھر پھر کے اپنے دل کو بہلاتے ہین ہم

بس دل کا غبار دھو چکے ہم
رونا تھا جو کچھ سو رو چکے ہم

تم خواب مین بھی نہ آئے پھر ہائے
کیا خواب مین عمر کھو چکے ہم

ہونے کے رکھین توقع اب خاک
ہونا تھا جو کچھ سو ہو چکے ہم

کہسار پہ چلکے روئیے اب
صحرا تو بہت ڈبو چکے ہم

پھر چھیڑا حسن نے اپنا قصہ
بس آج کی شب بھی سو چکے ہم

جگر سوختہ ہین اور دلِ بریان ہین ہم
شعلہ کی طرح سدا دیدۂ گریان ہین ہم

متصل لختِ جگر کرتے ہین آنکھون سے سدا
آہ کس عاشقِ غمدیدہ کی مژگان ہین ہم

کبھی ہنستے ہین کبھی روتے ہین جلتے ہین کبھی
گل ہین شبنم ہین کہ یا آتشِ سوزان ہین ہم

ہم مین ہی عالم اکبر ہوے گو جرم صغیر
مظہرِ جلوۂ حق حضرتِ انسان ہین ہم

دہر پر شور ہی ہاتھون سے ہمارے ای آہ
آفرینش ہین مگر نالہ و افغان ہین ہم

فکرِ جمعیتِ دل ہمکو کہان آہ حسن
خاطرِ آشفتۂ گیسوے پریشان ہین ہم

دل غم سے ترے لگا گئے ہم
کس آگ سے گھر جلا گئے ہم

ماتم کدۂ جہان مین چون شمع
رو رو کے جگر بہا گئے ہم

مانندِ حباب اس جہان مین
کیا آئے تھے اور کیا گئے ہم

کھو یا گیا اسمین گو دل اپنا
پر یار تجھے تو پا گئے ہم

آتا ہی یہی تو ہمکو رونا
یون موت کا غم بھلا گئے ہم

افسانۂ سر گذشت چون شمع
رو رو کے بہت سُنا گئے ہم

تھا ہم ہین اور اُسمین وہ جو پردہ
سو اُسکو حسن اُٹھا گئے ہم

جب اُدھر وے بندہ پر در اپنے لاتے ہین قدم
اپنے ہم آنکھون سے تب اُنکے لگاتے ہین قدم

اُسکے جب کوچہ مین جاتے ہین تو ہی وان کی یہ چال
سو بہانے کرتے ہین جب اِک اُٹھاتے ہین قدم

کیون نہ ہم اپنے قدمبوس آپ ہون ای ہمنشین
جانتا ہی تو یہ کس کوچہ سے آتے ہین قدم

نا توانی سے کبھی یارب نہو وین یہ دو چار
گرد اُسکے یہ مجھے لیکر پھر آتے ہین قدم

گرم رو ہین وہ جو اس میدان کے مانندِ شمع
مجھکو آوارہ یہ پھر پھر کر بناتے ہین قدم

یہ تو انکا سر پہ ہی احسان میرے ای حسن
مجھکو کس کس ملک کی سیرین دکھاتے ہین قدم

آن کر غمکدۂ دہر مین جو بیٹھے ہم
شمع سان اپنے تئین آپ ہی رو بیٹھے ہم

عشق کے ہاتھ سے کشتیِ شکستہ کی طرح
آپ اپنے تئین رو رو کے ڈبو بیٹھے ہم

گر یہی تیرے اشارے ہین تو مجلس سے تری
کوئی نہ کوئی آکے اُٹھا دیویگا گو بیٹھے ہم

تم جو اُٹھنے کو ہوے تھے تو چلے تھے ہم بھی
اب جو یون آپ کی مرضی ہی تو لو بیٹھے ہم

سینہ خالی نہین ہوتا ہی نہ تھمتے ہین اشک
کب سے روتے ہین دلِ خونشدہ کو بیٹھے ہم

غیر کہتے ہین کہ ہم بیٹھنے دیوینگے نہ یان
اب تو اس ضد سے جو کچھ ہووے سو ہو بیٹھے ہم

اشک آنکھون سے تو معدوم ہوئے تھے کد کے
ہاتھ اب گریۂ خونی سے بھی دھو بیٹھے ہم

اور تو کچھ نہین یان اتنا خفا ہوتے ہو کیون
کیا ہوا آپ کے نزدیک جو ہو بیٹھے ہم

آرزو دل کی بر آئی نہ حسن وصل مین اور
لذتِ ہجر کو بھی مفت مین کھو بیٹھے ہم

جب سے تیرے در پہ آ بیٹھے ہین ہم
اپنے جیسے ہاتھ اُٹھا بیٹھے ہین ہم

اُٹھ گئے اس بزم سے کیا کیا رفیق
بیخبر افسوس کیا بیٹھے ہین ہم

دیکھیے مارے پڑین یا بچ رہین
اُس نگہ سے دل لگا بیٹھے ہین ہم

برق مت ہو تند گل کی آگ سے
خانمان اپنا جلا بیٹھے ہین ہم

ناصحا جا اسگھڑی مت بول تو
جان سے اپنی خفا بیٹھے ہین ہم

جون چراغ صبح گاہی ای نسیم
عازم ملک فنا بیٹھے ہین ہم

اُٹھین گے آخر تو کوچے سے ترے
رہنے دے اکدم ذرا بیٹھے ہین ہم

کیون نہ ہم افسوس سے روئین حسن
خاک مین دل کو ملا بیٹھے ہین ہم

صیاد کی مرضی ہی کہ اب گل کی ہوس مین
نالے نکرین مرغ گرفتار قفس مین

اک وقت مین تھی نالۂ مجنون سے ہم آواز
اب تک ہی اثر اسلیئے آوازِ جرس مین

اِس ملنے سے ہو دل کو بھلا کیونکہ تسلی
اکبار کہین چھپ کے ملے لاکھ برس مین

رسمین ہین عجب ملک مین خوبان کے ہمدم
سم دیتے ہین الفت مین جسے چاہے ہین رس مین

دم رُکتا ہوا آتا ہی لب تک مرے غم سے
عقدے ترے ہین بسکہ مرے تارِ نفس مین

دل اپنا انھین باتون سے اُٹھ جاتا ہی تجھسے
جا بیٹھے ہی تو مل کے جو ہر ناکس و کس مین

وہ اور زمانہ تھا کہ خوبان مین تھی اُلفت
ایسا نظر آتا نہین اب ایک بھی دس مین

پھر کل کے تو وعدے کی قسم کھانے لگا آج
کیا بھول گئین اپنی تجھے کل کی وہ قسمین

اشکون سے نہو کیونکہ حسن رازِ دل افشا
پانی کے چھڑکنے ہی سے بو ہوتی ہی خس مین

گل ہی زخمی بہار کے ہاتھون
دل ہی صد چاک یار کے ہاتھون

دمبدم قطع ہوتی جاتی ہی
عمر لیل و نہار کے ہاتھون

جان بلب ہو رہا ہون مثلِ حباب
ہین ترے انتظار کے ہاتھون

ایکدم بھی ملا نہ ہمکو قرار
اِس دلِ بیقرار کے ہاتھون

اپنی سرگشتگی کبھی نہ گئی
گردشِ روزگار کے ہاتھون

اِک شگوفہ اُٹھے ہی روز نیا
اِس دلِ داغدار کے ہاتھون

دلپہ کیا کیا ہوے ہین نقش و نگار
ناوکِ دلفگار کے ہاتھون

ہو رہا ہی خراب خانۂ دل
دیدۂ اشکبار کے ہاتھون

ق

گر کبھی لگ گیا ترا دامن
میری مشتِ غبار کے ہاتھون

چھوٹنا ہی پھر اِسکا امرِ محال
اس ترے خاکسار کے ہاتھون

اِک دلِ خار خارہ ہون مین حسن
اپنے اِس گلعذار کے ہاتھون

اس دل مین اپنی جان کبھی ہی کبھی نہین
آباد یہ مکان کبھی ہی کبھی نہین

غیرون کی بات کیا کہون اُسکی تو یاد مین
اپنا بھی مجھکو دھیان کبھی ہی کبھی نہین

وہ دن گئے جو کرتے تھے ہم متصل فغان
اب آہِ ناتوان کبھی ہی کبھی نہین

جس آن مین رہے تو اُسے جانِ مغتنم
یان کی ہر ایک آن کبھی ہی کبھی نہین

ایّامِ وصل پر تو بھروسا نہ کیجیو
یہ وقت میری جان کبھی ہی کبھی نہین

عادت جو ہی ہمیشہ سے اُسکی سو ہی غرض
وہ ہمپہ مہربان کبھی ہی کبھی نہین

اس دوستی کا تیری تلوّن مزاجی سے
اپنے تئین گمان کبھی ہی کبھی نہین

مغرور ہو جیو نہ اس اوجِ حشم پہ تو
یان کی یہ عزّ و شان کبھی ہی کبھی نہین

عاشق کہین ہوا ہی حسن کیا ہی اسکا حال
یہ آپ مین جوان کبھی ہی کبھی نہین

ضعف سے نالے نہین گو اب دلِ ناشاد مین
جب یہ تھے تب کیئے کیا کچھ تھا اثر فریاد مین

عشق کا اب مرتبہ پہونچا مقابل حُسن کے
بن گئے بت ہم بھی آخر اُس صنم کی یاد مین

ہی مراتب جب وطرفی چاہ ہو وے ہمنشین
کچھ نمک پایا نہ عشقِ شیرین وفرہاد مین

ایک خط تصویر کا اُسکی جو اُنسے کھنچ سکے
توت و قدرت کہان یہ مانی وبہزاد مین

ہجر مین کیونکر نہووے درد دل ای ہمنشین
درد ہجر آخر کو دیکھا ایک ہی تعداد مین

گفتگو اپنی برابر کب ضیا کے ہو سکے
ق
فرق ہوتا ہی بہت شاگرد اور اُستاد مین

مین ہی جانون ہون کہ یا جانے ہی میرا دل حسن
اک ادا کا فر ہی ایسی اُس ستم ایجاد مین

اُسکے جب بزم سے ہم ہو کے تبنگ آتے ہین
اپنے ساتھ آپ ہی کرتے ہوے جنگ آتے ہین

حسن مین جب تئین گرمی نہو جی دیوے کون
شمع تصویر کے کب گرد پتنگ آتے ہین

دل کو کس بوقلمون جلوہ نے ہی خون کیا
اشک آنکھون سے جو یہ رنگ برنگ آتے ہین

آہ تعظیم کو اُٹھتی ہی مرے سینہ سے
دلپہ جب اُسکی نگاہون کے خدنگ آتے ہین

شرط اگر پوچھو تو ہی اسمین بھی قسمت ورنہ
عاشقی کرنے کے ہر ایک کو ڈھنگ آتے ہین

نخل وحشت بھی مگر انکا ثمر رکھتا ہی
ہر طرف سے جو یہ دیوانہ پہ سنگ آتے ہین

حیرت افزا ہی عجب کوچۂ دلدار حسن
جو وہان جاتے ہین اُس طرف سے دنگ آتے ہین

کسی موسم کی وہ باتین جو تیری یاد کرتا ہون
اُنھین باتون کو پھر پھر کہہ دل اپنا شاد کرتا ہون

نہین معلوم مجھپر بھی یہ احوال اپنی زاری کا
کہ مین مثلِ جرس کسکے لئے فریاد کرتا ہون

یہ دل کچھ آپ ہی ہو جاتا ہی بند اور آپ ہی کھلتا ہی
نہ مین قید اسکو کرتا ہون نہ مین آزاد کرتا ہون

جگر جلکر ہوا ہی خاک اور تسپر مین آہون سے
جو کچھ باقی رہے ہی گرد سو برباد کرتا ہون

غبارِ دل کو آبِ تیغ سے اُسکے ملا کر مین
نئے سر سے عمارت دل کی پھر بنیاد کرتا ہون

مرے آباد دل کو کر خراب اُسنے کہا ہنس ہنس
کہ مین اس ملک کا نام اب خراب آباد کرتا ہون

کبھی تیرے بھی دل مین یہ گذرتی ہی کہ مین ناحق
بھلا دلپر حسن کے اتنی کیون بیداد کرتا ہون

یا صبر ہو ہمین کو اُس طرف جو نہ نکلین
یا اپنے گھر سے بن بن یہ خوبرو نہ نکلین

ہوتی نہین تسلّی دل کو ہمارے جب تک
دو چار بار اُسکے کوچہ سے ہو نہ نکلین

دل ڈھونڈھنے چلے ہین کوچہ مین تیرے اپنا
ڈرتے ہین آپکو بھی ہم وان سے کھو نہ نکلین

کوئی بھی دن نہ گذرا ایسا کہ اُس گلی سے
زخمی ہو مبتلا ہو جو ایک دو نہ نکلین

دل اور جگر لہو ہو آنکھون تلک تو پہونچے
کیا حکم ہے اب آگے نکلین کہو نہ نکلین

بستی مین تو دل اپنا لگتا نہین کہو پھر
صحرا کی طرف کیونکر اے ناصحو نہ نکلین

گر وہ نقاب اُٹھاوے چہرے سے تو حسن پھر
کچھ غم نہین مہ و مہر عالم مین گو نہ نکلین

ہم نہ ہنستے ہین اور نہ روتے ہین
عمر حیرت مین اپنی کھوتے ہین

کھاکے غم خوان عشق کے مہمان
ہاتھ خونِ جگر سے دھوتے ہین

وصل ہوتا ہی جنکو دنیا مین
یا رب ایسے بھی لوگ ہوتے ہین

کوس رحلت ہی جنبش ہر دم
آہ تسپر بھی یار سوتے ہین

دل لگا اُس سے مردمِ دیدہ
ساتھ اپنے ہمین ڈبوتے ہین

آہ و نالہ سے وہ خفا ہی عبث
کانٹے ہم اپنے حق مین بوتے ہین

یاد آتی ہین اُسکی جب باتین
دل حسن دونون ملکے روتے ہین

اپنے دل سے تو کبھی ہم ترا شکوا نکرین
ہون گر آزردہ بھی ایسے ہی تو بولا نکرین

حاصل اس باغ کے آنیکا تو ہی دید بھلا
گلشنِ ہستی کا ہم کیونکہ تماشا نکرین

راز دل کہتے تو ہر اک سے کہا مین نے پر اب
مجھکو یہ ڈر ہی کہ وے ہی کہین رسوا نکرین

مین تو اک دم بھی جدا ہون نہ ترے قدمون سے
غیر عالم مین گر اس بات کا چرچا نکرین
بن کہے بنتی نہین کہتے تو سنتا نہین وہ
حال دل اُس سے ہم اظہار کرین یا نکرین
کوئی دم تو یہ بتان پاس یوہین بیٹھے رہین
اپنے اُٹھ چلنے سے فتنہ کہین برپا نکرین
مثل پروانہ نہون جب تئین سرگرم وفا
حُسنِ جانسوز کے پھر عشق کا دعوا نکرین
اپنا گر بس ہو تو یہ حکم جہان پر ہے کیجے
کہ سوا اپنے اُسے غیر یہ دیکھا نکرین

روز و شب ہمکو اسی فکر مین گذرے ہی کہ ہم
عشق مین اُسکے حسن کیا کرین اور کیا نکرین

تم تو کہتے ہو کہ مین جور و جفا رکھتا ہون
مین وفا کا بھی گھمنڈ ایک بلا رکھتا ہون
بیٹھنا تیرا تو ہوتا نہین ناچار ترے
مین تصور ہی کو اس دل مین بٹھا رکھتا ہون
اسکی بیتابیان دیکھی نہین جاتین مجھسے
اسلیئے آپ سے مین دل کو جدا رکھتا ہون
کیا کہون آہ نہین کہنے کی کچھ بات غرض
مین دل آزردہ بہت تجھسے گلا رکھتا ہون
ابتو تم دیکے قسم اپنا چھڑا ہاتھ چلے
ق
خیر ابکی تو تمھارا مین کہا رکھتا ہون
پر کبھی پھر تمھین اس طرح نجانے دونگا
یاد رکھیے گا اسے مین یہ سنا رکھتا ہون

خط مرا کیونکہ حسن پہونچے وہا تک مین تو
نہ کوئی دوست نہ قاصد نہ صبا رکھتا ہون

جس روز سے اس بزم مین ہشیار ہوا ہون
مین سخت اذیت مین گرفتار ہوا ہون
کعبہ مین نہ کافر ہو نہ یون دیر مین دیندار
جس طرح کہ مین در پہ ترے خوار ہوا ہون
کوئی بھی دوا راس نہین آتی مجھے ہاے
کیا جانیئے کس چشم کا بیمار ہوا ہون
حیرت مری طینت مین ہی تخمیر ازل سے
مین آئینہ سان دیدۂ بیدار ہوا ہون

جب تک کہ نہو یار حسن زیست کا کیا لطف
اس طرح کے جینے سے تو بیزار ہوا ہون

میرے رونے سے تجھے یار خبر ہی کہ نہین	دیکھ لے اشک سے دامن مرا تر ہی کہ نہین
کسی عنوان سے کٹتی نظر آتی نہین رات	کیا بلا ہجر کی اس شب مین سحر ہی کہ نہین
مسکراتا ہی تو کیا ہمسے تو کہہ ای ظالم	دل کا لینا تجھے منظور نظر ہی کہ نہین
عندلیبون کے تو نالون سے اُڑا گل کا رنگ	دل کہین آہ مین تیری بھی اثر ہی کہ نہین

رات کو لو ہو بہت رویا ہی تو آہ حسن
دیکھ تو ٹک ترے سینہ مین جگر ہی کہ نہین

داغ فراق دل مین اور درد عشق جی مین		کیا کیا نہ ہمنے دیکھا دو دن کی زندگی مین
ہر چند حال اپنا رو رو اُسے سُنایا		پر اُسنے سُنکے باتین سب ٹالدین ہنسی مین
کیا جانیئے کہ کیسی ہو دے گی آج آفت		بیو جب تو نے دیکھا منہ اپنا آرسی مین
ہی جان بلب بچارا جانا ہی تو پہونچ جلد	ق	بیرحم ہی کہین بھی ٹک رحم تیرے جی مین

چلتے ہی چلتے تو نے یان دن لگا رکھے ہین
وان کام ہی حسن کا آخر کوئی گھڑی مین

بس گیا جب سے یار آنکھون مین	تب سے پھولی بہار آنکھون مین
نظر آنے سے رہگیا از بس	چھا گیا انتظار آنکھون مین
چشم بد دور خوب لگتا ہی	طوطیا ہے نگار آنکھون مین
چشم مست اُسکی دیکھی تھی اک روز	اسکا کھینچا خمار آنکھون مین

مجھکو منظور ہی حسن جو ملے
خاک پاے نگار آنکھون مین

پھرے ہی جب سے کہ وہ گلعذار آنکھون مین	مژہ کھٹکتے ہین جون نوک خار آنکھون مین
خوشی کی آنکھ تو پھڑکی ہی پر مین تب جانون	نظر پڑے جو کہین وہ نگار آنکھون مین
دو چار ہوے کہین مجھ سے گر وہ نرگس چشم	تو کیا تماشے کی پھولے بہار آنکھون مین

یہ کم نگاہیاں نظرون مین ہین بھلا دیکھین — رہو گے کب تئین تم شرمسار آنکھون مین

نظر سے اُسکی حسن گر چکا ہی تو جون اشک
رہا نہین ترا کچھ اعتبار آنکھون مین

مر گئے یون ہی تیرے ہم غم مین
خنجر یار ٹک تو لگ نے گلے
کون گاڑا ہی نیم بسمل یان
جی دیا کس پتنگ نے اپنا
کیون جھٹکتا ہی ہمسے دامن ہاے
دو سے جلنے لگے یہ زخم جگر

حسرتین کتنی رہ گئین ہم مین
پھر تو مر جائین گے کوئی دم مین
زلزلہ جو اُٹھے ہی عالم مین
شمع روتی ہی کسکے ماتم مین
خاک بھی تو نہین رہی ہم مین
کیا نمک تھا ای صبح مرہم مین

قطرۂ خون حسن تو اُسکو نجان
دل یہ آیا ہی دیدۂ نم مین

ترے بن باغ مین جسوقت غنچے گل کے کھلتے ہین
نہ لیٹا اس طرح منھ پر زلف کو بکھرا کے ای ظالم

خراش ناخن غم سے جگر کے زخم چھلتے ہین
زرا اُٹھ بیٹھ تو اسدم کہ دونون وقت ملتے ہین

خدا جانے حسن درد و الم کو ضد ہی کیا مجھسے
خدائی چھوڑ کر سارے یہ میری طرف چلتے ہین

سمان تھا کل عجب ہونے سے تیرے شوخ محفل مین
نہ ہٹا سکے تڑپنے سے ٹک اک نزدیک آنے دے
مشابہ تیرے چہرے کے نہو منھ خال کے باعث
پگھلتا سنگ بھی ہوتا اگر مجنون کے نالون سے

کہ سو سو آرزو وین مضطرب پھرتی تھین ہر دل مین
کہ تا حسرت نرہجاوے تری دوری کی بسمل مین
کہ یہ تو کچھ تماشا ہو گیا ہی ایک ہی تل مین
نہین معلوم یارب کون کا فر دل ہی محمل مین

حسن رکھیو قدم ہر گز نہ صحراے محبت مین
کہ ہی سر سے گذرنا رسم یان کی راہ و منزل مین

جو نالہ تیرے غم کے بیمار کھینچتے ہین
گویا وہ اپنے دلبر ملوار کھینچتے ہین

غیرون کے ساتھ آتا ہی کوئی یہ عیادت
اِس وضع سے تو دو نا آزار کھینچتے ہین

بے طرح رشتۂ جان میرا یہ چشم تیری
مستی سے بل کے دونون ہر بار کھینچتے ہین

چنگے نہون گے ہمتو اِس عشق کے مرض سے
تصدیع ہمیہ ناحق غمخوار کھینچتے ہین

ہم جذبۂ نگہ سے یہ لطفِ حسن تیرا
آنکھون کے راہ دل تک لدا کھینچتے ہین

آغوش سے ہماری کھینچے ہی کیا کنارہ
ہم ہی کنارہ تجھسے ناچار کھینچتے ہین

اُس گل سے کیونکہ ہوئے صحبت حسن ہماری
مفلس سے آپ کو یہ زردار کھینچتے ہین

شام کو دیکھ کے اُس مہ کی جھلک پانی مین
چھپ گیا شرم سے خورشید فلک پانی مین

ایک دن عکس ترا دیکھا تھا دریا مین کہین
خضر ڈھونڈھے ہی اُسے آج تلک پانی مین

بند ہو گئے خون کے یون دیدۂ تر مین قطرے
اشک جون شمع کے جم جائین ڈھلک پانی مین

جوش کھا دل سے مری چشم مین یون گرتے ہین اشک
جیسے ساغر سے پڑے پانی چھلک پانی مین

پھل نپایا کبھی رونے کا حسن چشم نے کچھ
گرچہ ڈوبی رہی نت اُسکی پلک پانی مین

وصل ہونے سے بھی کچھ دل کے تئین سود نہین
اب جو موجود وہ یان ہی تو یہ موجود نہین

بند کی راہ رقیبون نے جو وانکی تو کیا
راہِ آمد شدِ دل اپنی تو مسدود نہین

ہمنے سو طرح سے خوبان جہان کو دیکھا
ہر طرح مین کوئی اُس شوخ سے افزود نہین

روبرو کسکے کہون درد دل اپنا مین آہ
کوہکن یان نہین مجنون نہین محمود نہین

دل کو کس کس کے ترے طرف سے ناخوش مین کرون
کوئی ایسا نہین یان تجھسے جو خوشنود نہین

لب نوخط کے ترے بوسۂ شیرین کی طلب
کیا کرے کوئی کہ وہ حلوۂ بے دود نہین

سیر گلگشت چمن کیا کرین ہم خاک حسن
اپنی قسمت مین تو وان بھی گل مقصود نہین

ہی سزا دل کی جو زلفون کے گیا پھرے مین
شب کو کیون نکلا اکیلا جو پھنسا پھرے مین

دل کا لگنا ہی کسی سے ہی تری قید فرنگ
پھر نچھوٹا کبھی جوا سکے پڑا پھرے مین

عشق ہی کا ہی یہ پھرا کہ پھنسے جسمین جی
ورنہ ہوتی ہی کہین بند ہوا پھرے مین

اُس فرنگی بچہ کے کوچہ مین جو کوئی گیا
نقش پا کے نمط اُس جا پہ رہا پھرے مین

مردم چشم نے پلکون کی چڑھا سنگینین
ایک عالم کو نظر بند کیا پھرے مین

ق

عشق نے جرم محبت پہ دیا ہی غم کے
دل جدا پھرے مین اور دیدہ جدا پھرے مین

تھا عدم مین تو ہر اک بند سے آزاد حسن
قید ہستی نے مرے مجھکو دیا پھرے مین

صیاد ہمکو لے تو گیا لالہ زار مین
پردہ قفس کا پر نہ اُٹھایا بہار مین

گنتا نہین جو اپنے غلامون مین مجھکو تو
لاتا نہین مین اپنے تئین بھی شمار مین

دل ایوین جس غریب کا اُسسے نہ پھر ملین
دیکھی عجب خدائی بتون کی دیار مین

آنا جو ہو تو ویسی ہی کہہ اور نہین تو خیر
دل کو مرے جلانہ عبث انتظار مین

تھا ہجر ہی بھلا کہ ہمین تھی امید وصل
پھر ہجر کا خیال بندھا وصل یار مین

دیوانے گاہ رخ کے رہے گاہ زلف کے
یہ عمر کٹ گئی اسی لیل و نہار مین

فرہاد و قیس و وامق و محمود ہون جدھر
ہم بھی رہین الٰہی اُنھون کی قطار مین

ق

سو بار یونہین کہتا رہا ہان بھلا بھلا
سچا ہوا نہ پر کبھی قول و قرار مین

پھر اب جو وعدہ کرتا ہی تو کہہ تو ای عزیز
لاؤن مین کیونکہ بات تری اعتبار مین

اب تو غبار دل سے کہین صاف کر کہ بس
باقی نہین ہی خاک بھی اس خاکسار مین

گلشن مین بھی نہووےگی ایسی بہار تو
جیسے کہ ہی بہار دل داغدار مین

ق

کل مین کہا بتان سے کہ دل لے چلو مرا
آوے قرار تا کہین اس بیقرار مین

کہنے لگا دوانا ہی چل چل خبر لے تو
لاتا ہی کون تیرے تئین یان شمار مین

بے اختیار اپنا تو جی لگ پڑے ہی وان
رہتا ہی ہمکو دیکھ کے جو اختیار مین

ق

یون دل جو آپ سے کوئی دیوے تو لطف کیا
آ جائے ہان ہمارے جو کوئی رہگذار مین

تو تو ہم اُسکا دین و دل و صبر لوٹ لین
پھر سو مین خواہ ہووے کہ یا وہ ہزار مین

پوچھا جو مین سبب تو کہا مول لیکے صید
گر ذبح کیجیے تو نہین اعتبار مین

اُڑتے ہوے کو جب تئین لاوین نہ دام مین
تب تک مزا ہمین نہین آتا شکار مین

یہ گرد باد خاک پہ میرے نہین حسن
ہین ڈھونڈھتا ہون آپ کو اپنے غبار مین

دل مرا آج میرے پاس نہین
مجھمین کچھ ہوش اور حواس نہین

دل لگایا جہان جفا دیکھی
کیا بلا عشق مجھکو راس نہین

پاس ہی پاس گرد ہی دل کی
اور اب کوئی آس پاس نہین

آپ تو اپنا عرض کرے حال
دل ہمین تاب التماس نہین

یون خدا چاہے تو ملا دے اُسے
وصل کی پر ہمین تو آس نہین

مین بھی کچھ ہو گیا ہون پژمردہ
دل ہی میرا فقط اُداس نہین

کیا ملے تجھسے کوئی دلدادہ
آشنائی کی تجھمین باس نہین

ہی غفور رحیم تیری ذات
سب سے ہی یاس تجھسے یاس نہین

ایک ڈر ہی تو دوست کا مجھکو
دشمنون سے تو کچھ ہراس نہین

تیرے خاطر یہ سب سے دور ہوا
تو بھی تجھکو حسن کا پاس نہین

رہتے ہین خوار خستہ بیمار دل کے ہاتھون
ہم کھینچتے ہین کیا کیا آزار دل کے ہاتھون

جانا نہین کچھ اُسکے کوچہ مین اختیاری
جاتے ہین وان کھنچے ہم ناچار دل کے ہاتھون

شعلہ سے شمع کے جون فانوس جل بجھے ہی
بیٹھے ہین یون جلا ہم گھر بار دل کے ہاتھون

سینے کے داغ میرے مت دیکھ چشم کم سے
احسان ہی یہ تیرا جو اسکو لیگیا تو
بھاتی نہین مجھے تو دنیا مین زیست اپنی
پہونچے نہ پہونچے اُس تک کہہ ای خیال جانان

بھرلی ہی اس چمن مین گلزار دل کے ہاتھون
اُکتا رہے تھے ہم بھی دلدار دل کے ہاتھون
مین جیسے ہو رہا ہون بیزار دل کے ہاتھون
بھیجے تھے وہ جو لکھ لکھ طومار دل کے ہاتھون

گر دل حسن نہوتا اپنا تو خوب ہوتا
اب جو خرابیان ہین سو یار دل کے ہاتھون

پہ چل دل اُسکی گلی مین رو آوین
گو ابھی آئے ہین یہ ہی جی مین
دل کو کھویا ہی کل جہان جاکر
پند گو میرا مغز کھانے کو
ہمتو باتون مین رام کرلین اُنھین
گو خفا ہی ہوا کرے پر ہم
جب ہم آوین تو اپنے دل مین رکو
باز آئے ہم ایسے آنے سے

کچھ تو دل کا غبار دھو آوین
پھر بھی ٹک اُسکے پاس ہو آوین
جی مین ہو آج جی بھی کھو آوین
کاش آوین تو ایک دو آوین
یہ بتان اپنے پاس جو آوین
اِک ذرا اسکو دیکھتو آوین
ق اور نہ آوین تو پھر کہو آوین
ہان جو واقف نہووین سو آوین

کب تلک اُس گلی مین روز حسن
صبح کو جاوین شام کو آوین

نظر کر وحدت و کثرت بہم شامل ہین شیشہ مین
دل نازک مین عاشق کے نہین ہی سخت جانی یہ
نجا تو جام پر جمشید کے آدیکھ مینا کو
لکھا ہی اپنے دل مین نام تیرا مین نے صنعت سے
نہین ہی داغ یہ دل مین کہ جس سے سینہ روشن ہی

اگر شیشہ ہی محفل مین تو یہ محفل ہی شیشہ مین
فسون فکر سے اُتری ہوئی اک سل ہی شیشہ مین
یہان کیفیت ہر دو جہان حاصل ہی شیشہ مین
وگرنہ حرف کا لکھنا بہت مشکل ہی شیشہ مین
جو دیکھا خوب تو عکس مہ کامل ہی شیشہ مین

پر پری وشیشۂ دل مین تو ہی پر کیونکہ دیکھون مین
کہ جب دیکھون تو اپنا عکس ہی حائل ہی شیشہ مین

حسن گر پارسا ہون مین تو ناچاری سی ہون ورنہ
نظر ہی جام پر میری سدا اور دل ہی شیشہ مین

یون جلوہ گر ہی وہ مرے چشمِ پُر آب مین
آئے ہی جس طرح سے نظر منہ حباب مین

اپنے دنون کو بیٹھ کے روتا ہون زار زار
پاتا نہین جو تمسکو شبِ ماہتاب مین

جس روز پر دیا ہی مجھے وعدۂ وصال
شاید وہ روز ہی نہین تیرے حساب مین

ان تو خطون کو مشق رہے کیون نہ قتل کی
سرخی یہی تو پھیلی ہی اُنکی کتاب مین

جو کچھ سمین خیال مین دیکھون ہون مین ترے
دیکھی نہو گی سیر کسی نے یہ خواب مین

گر چشم دور مین ہی تو آنکھ اُٹھا کے دیکھ
ہارے یہ کون بولے ہی چنگ ور باب مین

موے سپید نے نمک اسمین ملا دیا
کیفیت اب وہ ہی نہین جام شراب مین

گھبرا گیا مین دیکھ کے صورت کو یار کی
جاتے رہے حواس حسن اضطراب مین

عشق کے جبسے پیچ وتاب مین ہین
تب سے ہمتو نپٹ عذاب مین ہین

سیکڑون ڈھب خراب کرنے کے
اِس دلِ خانمان خراب مین ہین

ہین بہت تیرے طالبِ دیدار
ہم بچارے تو کس حساب مین ہین

ذرہ ذرہ مین دیکھ ہین موجود
وہی جلوے جو آفتاب مین ہین

ہم تمھارے ہی بندے ہین صاحب
آپ ہمسے عبث حجاب مین ہین

نسخۂ دل کو سرسری مت دیکھ
سیکڑون علم اس کتاب مین ہین

جاؤ پوچھو اُنھون سے وانکا حال
روز شب اُسکی جو رکاب مین ہین

دوستو پوچھتے ہو کیا ہمسے
ان دنون ہمتو کچھ عتاب مین ہین

عاشقی کے حسن مزے جو کچھ
ہین سو بس عالم شباب مین ہین

غافل تو آسمان مین جا یا زمین مین
ہوگا وہی جو لکھا ہی لوحِ جبین مین

جو ہی سو حسن ہی کا غرض ہی فریفتہ
کیا جانے کسکا جلوا ہی روئے حسین مین

یو نتو خدائی اُسکی ہی معمور پر صنم
تجھسا بھی اور بت نہوا ہوگا چین مین

آنکھون سے ہمتو آ دین تمھارے قدم کے پاس
دیکھو جو اک نظر ہمین تم دور بین مین

عیش و نشاط و خرمی و خوشی کے عوض
بھر دی ہین حسرتین مری جانِ حزین مین

کیا جانے عاشقون کی ترے ہی جگہ کہان
دنیا ہی مین ندیکھے ہون انکو نہ دین مین

تو اِس بزرگی اپنی سے بچتے کے مت ڈرا
ہین شیخ تجھسے کتنے مری آستین مین

ق

پوچھا کسی نے اُس سے حسن ہی ترا غلام
اسکو بھی گن تو اپنے کہین و مہین مین

کہنے لگا وہ یونہین جلاتا پھرے ہی دل
تیرہ[۱۳] مین ہی نہ وہ تو مرے اور نہ تین مین

نہ برگ ہون مین گُل کا نہ لالے کا شجر ہون
مین لختِ دلِ ریش ہون اور داغِ جگر ہون

ہون دیر مین نہ کعبے مین نہ دل ہی مین اپنے
کیا جانون تجسس مین تری آہ کدھر ہون

پیدا ہوے اور جاتے رہے سیکڑون مجھسے
آتشکدۂ دہر مین اِک مین بھی شرر ہون

نہ زیست کا حظ ہی نہ مجھے موت کا آرام
ہون نزع مین جیسے کہ اِدھر ہون نہ اُدھر ہون

وان دھیان کبھی تجھکو گذرتا نہین میرا
مین ہون کہ تری یاد مین یان آٹھ پہر ہون

نہ دود ہون مجمر کا نہ مین شمع کا شعلہ
مین نالۂ شبگیر ہون اور آہِ سحر ہون

خالی نہین مجھسے حرم و دیر و دل و چشم
مین مظہرِ حق ہون کہ جدھر دیکھو ادھر ہون

پاتا ہی نہین راہ کسی دل مین الٰہی
مین کس دلِ ناکام کی آہِ بے اثر ہون

نہ شیشۂ مے ہون نہ حسن ساغرِ لبریز
مین اک دلِ پر درد ہون اور دیدۂ تر ہون

کہین جو دل نہ لگا دین تو پھر اُداس پھرین
و گر لگا دین تو مشکل کہ بے حواس پھرین

ہمین بھی ہوئے اجازت کہ شمعر و تجھ
پتنگ کی نمط اکدم تو آس پاس پھرین

تری گلی مین بھلا آتی تو ہمین ہو راہ
کہ جبتک اپنا دہان جی ہو ہیر اس پھرین

اٹھاوے ہمسے جو نیٹھے ہوون کو اکبی فلک
تو آرزو ہی یہ جیمین کہ بیقیاس پھرین

نہ خط کسی کا پڑھے ہی حسن نہ وہ عرضی
کہان تلک لئے ہم اپنا التماس پھرین

جی نکلتا ہی اِدھر اور وہ گذر کرتا نہین
مرتے ہین ہم اور اُسے کوئی خبر کرتا نہین

طاقت و صبر و قرار و ہوش سب جاتے رہے
آہ پر دل سے کسیکا غم سفر کرتا نہین

دیکھو بے اعتنائی ناقۂ لیلی کی آہ
کاہ پر بھی خاکِ مجنون کی نظر کرتا نہین

دن بدن غصے ہی بیر لاتا تو جاتا ہی اُسے
کون کہتا ہی مرا نالہ اثر کرتا نہین

کونسی وہ رات جاتی ہی کہ جسمین تیرے بن
شام سے چون شمع رو رو مین سحر کرتا نہین

ہوگیا خم آسمان اور بیٹھ گئی ڈر سے زمین
پر مرے نالہ سے اک تو کچھ حذر کرتا نہین

اپنی اپنی سب حکایت کہہ چلے کیا ہی حسن
تو جو قصہ غم کا اپنے مختصر کرتا نہین

کون کرتا ہی سرِ زلف کی باتین دل مین
جی پہ کٹتی ہین عجب طرح کی راتین دل مین

کوئی ترکیب ملاقات کی بنتی نہین اور
وصل کے روز کیا کرتے ہین گھاتین دل مین

گو ہمین تو نے یہ ظاہر مین نوازا پر ہم
دھیان مین اپنے تری کھاتے ہین لاتین دل مین

طرفہ شطرنج محبت کی ہی غائب بازی
شاطرِ عشق کو ہو رہتی ہین ماتین دل مین

کونسی آن و ادا ہی کہ نہین جی کو لگی
گھُب رہی ہین وہ تری سب حرکاتین دل مین

ذات گر پوچھیے آدم کی تو ہی ایک وہی
لاکھ یون کہنے کو ٹھہرائیے ذاتین دل مین

وصل کا صاد بھی ہوئیگا حسن صبر کرو
دفترِ عشق کی دوڑین ہین براتین دل مین

اس ضد سے بھلا فائدہ بنتی ہی کہین یون — جو بات مین کہتا ہون سو کہتے ہو نہین یون
ای نور نظر ٹک نظر آ ہمکو بھی بارے — کبتک رہیگا چشم مین تو گوشہ نشین یون
کیا جانیے کسکے لئے اس حجرۂ تن سے — گھبرا کے نکل بھاگی تو ای جان حزین یون
کونین کے ہی کام مین یان شرط ریاضت — ملتی ہی نہ دنیا ہی مری جان نہ دین یون
کوچہ مین رہون تیرے کہ یا گھر مین ترے بن — آرام مجھے ہی نہ یہین یون نہ وہین یون
پھرتا تھا کنہین روز ون مین وارستہ یہ کیا دل — اب عشق اتالیق ہوا اسپہ تعین یون
ہر چند کہا تمنے کہ آؤنگا ولیکن — ق — جب تک کہ نہ آؤ تو کب آتا ہی یقین یون
آگے بھی یو نہین کہتے رہے اور نہ آئے — باور ہو مجھے کیونکہ پھر ای ماہ جبین یون

ای شوخ حسن کی تو ہر اک جا پہ ہی عزت
پر ایک ذلیل اسکو جو دیکھا تو یہین یون

کیا قیامت ہی کہ تجھسے یار اب بنتی نہین — اور بن دیکھے ترے ناچار اب بنتی نہین
تو نے کیا جانے کیا ہی دل کو میرے سحر کیا — تجھ سوا جو اور سے دلدار اب بنتی نہین
ناصحون کے ہاتھ سے چھوڑینگے رہنا شہر کا — دیکھتے ہین اور دن دو چار اب بنتی نہین
لاکھ بار آگے بگڑ جاتی تو بنتی لاکھ بار — بگڑے ہی سو بار تو اک بار اب بنتی نہین
کب تلک چپکا رہون کوئی تو اس سے جا کہے — بن کیے بھی حال دل اظہار اب بنتی نہین
ای خوشا وہ دن کہ ہین گھر دن تجھے اور تو کہے — بن کیے تجھسے مجھے اقرار اب بنتی نہین

جب تلک بیٹھے تھے تب تک دل سے بیٹھے تھے حسن
گو کہے کچھ کوئی پر زنہار اب بنتی نہین

ہم نہ نکہت ہین نہ گل ہین جو مہکتے جاوین — آگ کی طرح جدھر جاوین دہکتے جاوین
ای خوشا مست کہ تابوت کے آگے جسکے — آب پاشی کے بدل می کو چھڑکتے جاوین
جو کوئی آوے ہی نزدیک ہی بیٹھے ہی ترے — ہم کہانتک ترے پہلو سے سرکتے جاوین

غیر کو راہ ہو گھر مین ترے سبحان اللہ
اور ہم دور سے در کو ترے تکتے جاوین

وقت اب وہ ہی کہ اک ایک حسن ہو کے تنگ
صبر و تاب و خرد و ہوش کھسکتے جاوین

دلدار دل اس طرح ہم آئے نظر مین
جس طرح گہر آب مین اور آب گہر مین

اکبار بھی دیکھا نہ اُسے پاس سے جاکر
آیا ہی نظر وہ تو کہین راہ گذر مین

ہر چند کہ ہی شام و سحر وہ ہی پر اُس بن
وہ لُطف نہ اب شام مین ہی اور نہ سحر مین

قسمت سے مدد چاہتا ہون اتنی کہ ہر وقت
مانندِ صبا ساتھ رہون اُسکے سفر مین

اکبار تو نالے کی ہو رخصت ہمین صیاد
پنہان رکھین ہم کب تئین فریاد جگر مین

ہوش و خرد و صبر و توان اُٹھ چلے اک ایک
جاتے ہی ترے چال پڑی دل کی نگر مین

کیدھر کو نکل جاوین حسن کیا کرین ہم آہ
باہر ہی یہ دل اپنا نہ لگتا ہی نہ گھر مین

نہ ہم دعا سے اب نہ وفا سے طلب کرین
عشق بتان مین صبر خدا سے طلب کرین

دل خاک ہو گیا ہی تری رہگذار مین
گر جا سکین وہان تو صبا سے طلب کرین

آخر خوشی تو عشق سے حاصل نکچھ ہوئی
ہم اب غم و الم ہی بلا سے طلب کرین

غمزے نے لیکے دل کو ادا کے کیا سپرد
غمزے سے دل کو لین کہ ادا سے طلب کرین

دولت جو فقر کی ہی سو ہی اپنے دل کے پاس
وہ چیز یہ نہین کہ گدا سے طلب کرین

دروازہ گو کھلا ہی اجابت کا پر حسن
ہم کس کس آرزو کو خدا سے طلب کرین

دل کو اُس شوخ کے کوچہ مین دھرے آتے ہین
شیشہ خالی کیے اور اشک بھرے آتے ہین

سرکشی دلنے سیہ چشم سے کیا کی ہی کہ جو
فوجِ غمزہ کی بندھے اسپہ پرے آتے ہین

دل جو تو چاہے تو جا بزم مین اُسکی ہمتو
دیکھ اُس صورت مجلس کو ڈرے آتے ہین

کشتۂ زہر غم ہجر نہین تو تو حسن
سخت دل کیون ترے اشکون مین ہرے آتے ہین

مزا بیہوشیٔ الفت کا ہشیارون سے مت پوچھو
عزیزان خواب کی لذت کو بیدارون سے مت پوچھو

ہمین کچھ دخل ان باتون مین سنتے ہو نہین مطلق
حقیقت بیوفائی کی وفادارون سے مت پوچھو

جو پوچھو تو عزیزان دل سے پوچھو یا کہ تم ہمسے
ہماری اور اسکی بات اغیارون سے مت پوچھو

گئے وے دن جو رہتے تھے جہان آباد مین ہم بھی
خرابی شہر کی صحرا کے آوارون سے مت پوچھو

گلون کو کب خبر ہی حال زار عندلیبون سے
حقیقت مفلسون کی آہ زردارون سے مت پوچھو

وہ دل رکھتے ہین اپنا پاس اپنے بلکہ غیرون کا
حقیقت بیدلون کی آہ دلدارون سے مت پوچھو

خبر دل کی اگر چاہو مرے اشکون سے تم سن لو
یہ واقف خوب ہین اس گھر سے ہرکارون سے مت پوچھو

انھونکا جل رہا ہی دل خدا جانے کہ کیا بولین
مرا احوال کوئی میرے غمخوارون سے مت پوچھو

یہ اپنے حال ہی مین مست ہین انکو کسی سے کیا
خبر دنیا و ما فیہا کی میخوارون سے مت پوچھو

ہوا ہی ان دنون وہ آشناؤن سے بھی بیگانہ
خرابی کو حسن کی آجکل یارون سے مت پوچھو

غم نے کیا ہی کسکے زار و نزار دل کو
آتا ہی دیکھ رونا بے اختیار دل کو

ہی انتظار کسکا کیا جانیے اسے ہاے
آنکھون ہی مین کٹے ہی لیل و نہار دل کو

تڑپے تو تھا ابھی یہ کیون رہگیا تڑپکر
کیا ہوگیا الٰہی اس بیقرار دل کو

زخمون کے گل کھلے اور داغون کے لالے پھولے
غم نے ترے دکھائی کیا کیا بہار دل کو

ہی یہ شکار تیرا مت چھوڑ خاک خون مین
فتراک سے لگا لے ای شہسوار دل کو

رو رو کے سو گیا ہی ای نالہ کوئی صدمہ
پھر آوے گر تو دیجیو ٹک تو پکار دل کو

آ ای حسن کہ ہم تو کوچہ مین اب کسی کے
رو دین گلے سے لگ کر پھر زار زار دل کو

کمی حسن جا کرے بارش تو یہ کہدے بجود ہقان کو
کہ اپنی کشت پر لیجائے میری چشم گریان کو

بھلا ای اشک دریا جوش کیا کہئیے تری دولت
جو سنتے تھے سو دیکھا اپنی آنکھون بہتے طوفان کو

زمین پر اُگنے سے سنبل کے ہمکو یون ہوا ظاہر
کہ گاڑا ہی فلک نے یان کسی خاطر پریشان کو

بھڑک معلوم ایسے رنگ گل ہین باغبان سچ کہ
لگی ہی آگ نالہ سے یہ کسکی اس گلستان کو

کھلے ہی وہ صبا سے اور یہ تیری تیغ کے دم سے
مقابل گل سے کیونکر کیجے اپنے زخم خندان کو

نہین ملتا کوئی ہمدم کہ نالے کیجئے ملکر
لگی قسمت سے میری یک قلم آتش نیستان کو

دل صد پارہ میرے کی تو پہلے فکر کرنا صح
رفو کیجو پھر اسکے بعد تو چاک گریبان کو

حسن جی چاہتا ہی روئے پڑھ کوئی غزل ایسی
بھرا ہو جسکے ہر مصرع مین سوز و درد حرمان کو

صبا اب سوگ ہی کس کا چمن مین عندلیبان کو
پڑین ہین برگ گل سے جو یہ منھ پر لیکے دامان کو

رہی یہ چشم نت تمسے ولے افسوس ای آنکھون
کبھی تمنے نہ دھو یا دل سے میرے داغ ہجران کو

اِدھر یہ منھ کا پڑنا ہی اُدھر وہ سر اُٹھاتے ہین
مین تھا ہون اشک کو یارب کہ روکون آہ و افغان کو

نہین تقصیر کانٹون کی مرا چھالا ہی پائون کا
بہ رنگ کہربا کھینچے ہی خود خار مغیلان کو

فریب وعدہ بس دیتے کسی لو رہی کو اب جا کر
میان ہم خوب سمجھے ہین تمھارے عہد و پیمان کو

مری ہی زیست وابستہ اسی سے اسکو رہنے دو
نکل جاوے مرا جی ہی اگر کھینچو گے پیکان کو

نہین معلوم یہ کسکا ہی اتنا منتظر یارب
کہ ہین موندتے نہین دیکھا حسن کی چشم حیران کو

وصل مین جسکو بیقراری ہو
ہجر مین کیسی اُسکی خواری ہو

اُسکے بھاوین ہی کچھ نہین ہرگز
خواہ نالہ ہو خواہ زاری ہو

روبرو ہو نہ ایک تیغ فراق
اور خنجر ہو یا کٹاری ہو

یون پھنسا دین نہ دل کو ہم جبرًا
آہ گر عشق اختیاری ہو

کیا کرے آہ و نالہ وہ دل کھول
جسکا دقت نفس شماری ہو

تو مژہ تر نہ کر کہ میرے لئے
اور خنجر کی آبداری ہو

ہو حیاتِ دوبارہ ہمکو حسن
پھر اگر وصل ایک باری ہو

وفادار ہو یا جفاکار تم ہو
جو کچھ ہو سو ہو پر مرے یار تم ہو

اُجاڑو مرے دل کو یا پھر بساؤ
مری جان اِس گھر کے مختار تم ہو

جدا سب سے ہو اور سب سے ملے ہو
غرض کیا کہوں ایک عیار تم ہو

خدا جانیئے دلپہ کیا گذرے آخر
یہ اہلِ وفا ہو ستمگار تم ہو

بنے اس طبیعت سے کیونکر کسی کی
ذرا جی میں منصف تو دلدار تم ہو

خفا ہوتے ہیں ہم تو خوش ہوتے ہو تم
جو خوش ہوتے ہم ہیں تو بیزار تم ہو

نہیں بے سبب یہ حسن سرد آہیں
کہیں ان دونوں میں گرفتار تم ہو

دوستان مجھکو تم اُس شوخ تلک جانے دو
عشق کرنے کا مزا بھی تو ذرا پانے دو

غرض سو بار سُنی ہو گی کہ بیٹھا ہی کوئی
پر نہ آیا کبھی جی میں کہ کہے آنے دو

دل سمجھنے کا نہیں ناصحوں کے کہنے سے
آپ ہی سمجھے گا آخر انھیں سمجھانے دو

منع جو عشق سے کرتے ہیں وہ بندے ہی نہیں
صاحبی کرتے ہیں اُنکے تئیں فرمانے دو

بوے پیراہن یوسف کے سوا کنعان کو
مصر سے کوئی جو کچھ لاوے تو مت لانے دو

جب تلک دیکھے نہ وہ آن کے تب یک یارو
اُسکے کوچہ سے مری لاش نہ اُٹھوانے دو

کل کہا اُس سے کسی نے کہ حسن مرتا ہی
ہنس کے کہنے لگا ہیں کیا کروں مر جانے دو

جگر کے ٹکڑے کرنے کو اور اپنے جی کے کھونے کو
غرض بیٹھے ہیں کوچے میں ترے دل دیکے رونے کو

عماراتِ جہان کی پائداری پر تو ای منعم — نظر سے مت گرا دینا کسی کے دل کے کونے کو
ترے ہی بزم مین اِس خوف سے تو رو نہین سکتے — مبادا تو کہے بیٹھا ہی میرا گھر ڈبونے کو
خدا جانے پلک سے کیونکہ لگتی ہی پلک ہمدم — کبھی آنکھون سے ہنسنے تو نہ دیکھا اپنے سونے کو
شبِ وصل صنم تھی اور کیا کیا آرزوئین تھین — دھری تھی یہ کہان کے ایسی دشمن صبح ہونے کو
اِدھر ای ابر مین رو رو کے دامن تر کرون اپنا — اُدھر تو مستعد رہ دامن صحرا بھگونے کو

حسن مت بستر و بالین کو تو ہر وقت ڈھونڈھا کر
تری خاطر پھرون گا مین لیے کیدھر بچھونے کو

غمِ نگار سے جو دل کہ داغدار نہو — درخت خشک ہی اُسمین کبھی بہار نہو
نروئین گر ترے غم سے یہ چشم خون پالا — تو کوہ و دشت کے دامن مین لالہ زار نہو
اس آہ و نالہ سے جلجاوے جان و دل یکسر — رفیق میرا اگر چشم اشکبار نہو
تبسمِ نمکین کو وہ تیری کیا جانے — کہ جسکا تیر نگہ سے جگر فگار نہو
عجب مزے سے کٹین بلبلون کے لیل و نہار — چمن مین غنچہ و گل کے جو ساتھ خار نہو
کہا حسن سے مین اک روز کیون تو روتا ہی — ق — ملیگا یار ترا اتنا بیقرار نہو

دیا جواب یہ ہنس کر کہ ای تسلی بخش
مین کیا کرون جو مرا دل یہ اختیار نہو

مجھکو عاشق کہکے اُسکے روبرو مت کیجیو — دوستان گر دوست ہو تو یہ کبھو مت کیجیو
جس ادا کا کشتہ ہون مین وہ رہے میرے ہی ساتھ — اُس ادا کو مبتذل ای خوبرو مت کیجیو
وقت رخصت دلنے اتنا ہی کہا رو کر کہ بس — اب پھر آنے کی مرے تو آرزو مت کیجیو
مین تو یون نہین تمسے دیوانہ سا بکتا ہون کہین — اُسکے آگے دوستان یہ گفتگو مت کیجیو
زلف کے کوچہ سے ہو گلشن مین گذرے ہی صبا — آج وان جاکر گلون کو کوئی بو مت کیجیو
گل کے جھگڑے مین بھلا ہی کسکے یارو حق بطرف — واجبی جو ہو سو کہیو میری رو مت کیجیو

وان حسن ہرگز نہین ہی ڈھیل پھر جانے مین کچھ
آشنائی پر بھروسا اُسکی تو مت کیجیو

ہوئے ہین عشق کے بیمار دیکھیے کیا ہو
بہت برا ہی یہ آزار دیکھیے کیا ہو

چھٹے قفس سے اگر ہمصفیر و تم تو چلو
ابھی تو ہم ہین گرفتار دیکھیے کیا ہو

نہ قلق جاتا ہی دل کا نہ جی کی بیتابی
یہ کچھ بھلے نہین آثار دیکھیے کیا ہو

ہم اک کرشمۂ ابرو سے جسکے مرتے تھے
اب اُسنے کھینچی ہی تلوار دیکھیے کیا ہو

دل اور جان کو لاتا تو ہون ترے آگے
تجھے اب ان مین سے درکار دیکھیے کیا ہو

ہمین تو یان بھی نتھا صبر اُس نے محشر پہ
دیا ہی وعدۂ دیدار دیکھیے کیا ہو

بلایا تمنے رقیبون کو آہ اپنے حضور
کھڑے ہین ہم پسِ دیوار دیکھیے کیا ہو

اِدھر مرے ہی حسن غم سے اور اُدھر ہائے
تڑپ رہا ہی دلِ زار دیکھیے کیا ہو

کہیو صبا یہ ساقیِ غفلت شعار کو
دون کس روش جواب مین ابکی بہار کو

فرہاد و قیس سے مین گیا عشق مین الگ
صحرا کو چھوڑا ادہر اودھر کوہسار کو

کیا ملک دل کی ہمسے خبر پوچھتا ہی تو
مدت ہین تو چھوڑے ہوے اُس دیار کو

ناقہ سے دور رہگیا آخر نہ قیس تو
کہتے نہ تھے کہ پاؤن سے مت کھینچ خار کو

اس سے بھی کام اپنا نہ نکلا کسی طرح
ہم خوب طرح دیکھ چکے انتظار کو

کیا جانے دیکھنے کے لئے کس عذاب کے
رکھا ہی میری آنکھون مین جانِ نزار کو

پھر پھر فلک تو ہجر ہی لاتا ہی تو بھی دل
رکھ طاق پر اب آرزوے وصلِ یار کو

سرسبز جس طرح سے رکھا جیتے جی فلک
رکھیو نہ سبز یون تو ہمارے مزار کو

سو بار اُسکے کوچہ مین لے لے گیا حسن
آیا نہ پر قرار دلِ بیقرار کو

غیر کو تم نہ آنکھ بھر دیکھو | کیا غضب کرتے ہو ادھر دیکھو
خاک مین مت ملاؤ دل کو مرے | جی مین سمجھو ٹک اپنا گھر دیکھو
دیکھنا زلف و رخ تمھین ہر وقت | شام دیکھو نہ تم سحر دیکھو
گل ہوے جاتے ہین چراغ کی طرح | ہمکو ٹک جلد آنکر دیکھو
آپ پر اپنا اختیار نہین | جبر ہی ہمپہ کسقدر دیکھو
رام باتون مین تو وہ ہو نہ سکا | نقش و افسون بھی کوئی کر دیکھو
محنت دل تم نہ سمجھو مژگان پر | عاشقی کا یہ ہی ثمر دیکھو
وصل ہوتا نہین بھلا کیونکر | اپنی ہستی سے تو گذر دیکھو
دیکھتے ہی نہین تو کیا کہیے | کہیے تب حال کچھ اگر دیکھو
ڈھلتے ہو تم بتان اُدھر دل سے | آجکل سب جسکے ہاتھ زر دیکھو

عشقبازی سے باز آؤ حسن
چھوڑ دو اپنا یہ ہنر دیکھو

مجھے چون ابر تصویر اب نہین ہی رخصت گریہ | مری آنکھون مین ورنہ کھنچ رہی ہی صورت گریہ
گئے وے دن جو آنسو بھی ان آنکھون سے نکلتے تھے | بجاے اشک اب تو رہگئی ہی حسرت گریہ
جلے جبتک نہ دل تب تک نہ نکلے چشم سے آنسو | مجھے چون شمع ہی آتش سے غم کی قوت گریہ
نہین کچھ مین نے دیکھا اسسے حیرت کے سوا ناحق | مری آنکھون پہ مردم باندھتے ہین تہمت گریہ
نہ آگ اسکی بجھائی اور نہ دھویا کچھ غبار اپنا | ہمارے دلپر اور ہمپر ہی پھر کیا منت گریہ
جلون مین حال پر دل کے کہ روؤن چشم گریان کو | ادھر یہ حدت نالہ ادھر وہ شدت گریہ
مزا ہی تجھکو ہنسنے کا تجھے رونے سے کیا میرے | تو اے بیدرد کیا جانے کسی کی لذت گریہ
مجھے ہردم وہ روتے دیکھ یون ہنس ہنس کے کہتا ہی | ق | کہ دیوانے تری کیجے کہانتک عزت گریہ
مرے ہونے نہونے پر نہین موقوف یہ رونا | تجھے تو ان دنون کچھ ہو گئی ہی عادت گریہ

حسن مین خواب مین بھی دیکھتا ہون چشم کو گریان
ہوئی ہی مجھکو رفتہ رفتہ یا تنک الفت گریہ

وہ پیار اب رہا نہ ترا اور نہ چاہ وہ
باتین ہی ایک رہ گئین کہنے کو آہ وہ

پوچھا جو حال اُسنے تو مین اور چپ ہوا
تا ضد مین آکے لگ ہی پڑے خوانخواہ وہ

بیچین ہمکو آپ ہی کرتا ہی ناز سے
رکھتا ہی اور سر پہ ہمارے گناہ وہ

کہیو صبا کہ جسکو تو بھولا گیا تھا سو
چون نقش پا پڑا تری دیکھے ہی راہ وہ

مدت سے اُسکی ابرو سے واقف ہی ہم نہین
شمشیر کی رہی نہین ہمکو نگاہ وہ

احوال کہکے اپنا سبک ہون مین کس لئے
کیا دیکھتا نہین مرا حال تباہ وہ

یکتا ہی ایک اُسکو سمجھتا ہون خوب مین
اُستاد اپنے کام مین ہی رشک ماہ وہ

توڑی سی نہین ہی صاف رکھی ہی ابھی لگی
آتا ہی اس طرف بھی نکل گاہ گاہ وہ

تو ہی نباہ اُس سے جو چاہے تو کر حسن
اسپر نہ بھولیو کہ کریگا نباہ وہ

مجھسے اب وہ نرہی اُس بت عیار کی آنکھ
پھر گئی آہ زمانہ کی طرح یار کی آنکھ

کس سے تو آنکھ ملاتا ہی نظر مین میری
مین سمجھتا ہون تری اب وہ نہین پیار کی آنکھ

تا کہ عبرت کرین اور غیر نہ دیکھین تجھکو
جی مین آتا ہی نکلوائیے دو چار کی آنکھ

خفگی نظرون مین ظاہر ہی تری مجھسے نہ چل
وہ تو چتون مین نہین چھپتی ہی بیزار کی آنکھ

سامنے لی ہی یہ کس گل نے جمائی اسکے
جھکی پڑتی ہی جو یون نرگس بیمار کی آنکھ

یار بالک پل بھی نہ اوجھل ہو نظر سے میری
جیسے بھاتی ہی مجھے اپنے طرحدار کی آنکھ

عشق کا داغ ہوا سینہ تو کچھ سوجھ پڑی
بارے اُس گل نے تو کھلوائی دل زار کی آنکھ

جو نظر باز ہین اُنکو نہین پرسش پہ نگاہ
من وعن سب کہے دیتی ہی گنہگار کی آنکھ

گریہ کرتا ہی حسن زیر درخت بادام
یاد آئی ہی اُسے کیا کسی دلدار کی آنکھ

دل کے مانند کہین ہو نہ فگار آئینہ
ابروِ یار سے ہوتا ہی دوچار آئینہ

جس گھڑی دیکھے ہی وہ لالہ عذار آئینہ
آپ مین دیکھے ہی وہ رشکِ بہار آئینہ

جھاڑ کر گرد کو وہ اسلیے دیکھے ہی اُسے
روبرو تا نہ رکھے میرا غبار آئینہ

منھ دیا تو ہی نے جو آنے لگا منھ پہ ترے
ورنہ تھا ایسا کہا نکا ترا یار آئینہ

اُسکی مژگان سے تو ہوتا ہی مشبک یہ دل
مثل قندیل کے گو رکھتا ہی چار آئینہ

ہمنے دیکھا تو خزان ہی مین چمن کو دیکھا
دید مین اپنی تو اک بار بہار آئی نہ

زلف کا کسکے حسن عکس پڑا ہی اسمین
دن کو آتا ہی نظر مین شبِ تار آئینہ

منھ دیکھتے ہی اُسکا آنسو مرا بہا نہ
رونے کا یارب اپنے اب کیا کرون بہانہ

تو ہو چکا ہی میرا جی دیکے تجھکو لونگا
دل دے رکھا ہی تجھکو آگے ہی مین بیعانہ

نہ دام کے کشش تھی اور تھی نہ میری خواہش
لایا قفس مین مجھکو صیاد آب و دانہ

عالم مین ہر کسی سے سُن سُن کے میرا قصّہ
کہنے لگا وہ ناحق کیون ہو گیا دوانہ

جی چاہتا ہی اُس سے چھپکر کہین سنون مین
دیکھون تو کیا کہے ہی وہ مجھکو غائبانہ

افسوس رفتگان کے احوال پہ ہی ناحق
ایسا ہی تھا عزیزو آگے بھی گر زمانہ

کیا جانیے پریشان کس کس کا دل کریگا
اُلجھا ہی بیطرح سے زلفون مین سر سے شانہ

کہ اِس زمین مین ایسی کوئی غزل حسن تو
ہر بیت مین ہو جسکے احوال عاشقانہ

کہتا نہ تھا مین ای دل تو اُس سے جی لگا نہ
اُسکا تو کیا گیا اب تیرا ہی جی گیا نہ

سو بار مین نے جھانکا چلون سے اُسکو لیکن
اتنا کہا نہ اُسنے کیا دیکھتا ہی آ نہ

مین خوب رو چکا ہون ظالم بس اب مجھکو
آزردگی کی باتین کہ کہ کے تو رُلا نہ

جاتے ہی یار کے تو کہتا تھا مر رہونگا
وقتِ وداع ای دل آخر تو مر گیا نہ

کل مین نے ہنستے ہنستے پوچھا کہ کوئی دم یان — ق — فرمائیے تو مین بھی بیٹھا رہون کہ یا نہ
تیوری چڑھا کے بولا چل چل خبر ہے اپنی — جی لگ رہا ہی تیرا جیدھر تو اپنے جا نہ

کہتا نہ تھا کہ ہر دم اُسکی گلی مین مت جا
اس بات کا اب آخر چرچا حسن ہوا نہ

دید کی سد راہ ہی یہ مژہ — خارِ پائے نگاہ ہی یہ مژہ
نت تقاطر ہی اس سے رہتا ہی — رگِ ابرِ سیاہ ہی یہ مژہ
چشم میری وہ بحر ہین مواج — جسکے لب کی گیاہ ہی یہ مژہ
آنکھین تیری وہ لڑنے والی ہین — ساتھ جنکے سپاہ ہی یہ مژہ
ہر طرح دل مین کھپ رہی ہی ترے — خواہ برچھی ہی خواہ ہی یہ مژہ
آنکھین مل مل چھپاتے ہو تم کیون — دیکھنا کیا گناہ ہی یہ مژہ

دل مین کانٹا سا کچھ چبھے ہی مرے
کہو حسن کس کی آہ ہی یہ مژہ

ہو کر ترے جلوہ کے خریدار ہمیشہ — آنسو ٹپکتے ہین ہم سرِ بازار ہمیشہ
کرتا ہی رہا مین تو اُسے پیار ہمیشہ — پر مجھسے رہا شوخ وہ بیزار ہمیشہ
تو مان بھلا یا کہ برا مین ہین تو — ہو جانا ترے کوچہ مین اکبار ہمیشہ
تو دل مین ترا اور دل کے تئین بوجھنے والے — وہ دل سے ترا دیکھے ہین دیدار ہمیشہ
اک دن بھی خود کہ یہ وفا کی کبھی تو نے — کرتا ہی رہا تجھسے تو اقرار ہمیشہ
غیرت تو بھٹکتی نہین اب پاس بھی تیرے — غیرون مین بھرا کر تو مرے یار ہمیشہ
کہتا رہا وہ گوشۂ ابرو سے بھلا اور — ہم کرتے رہے حالِ دل اظہار ہمیشہ
جس طرح وہ پھرتا ہی مرے دل مین ابھی — دیکھا کرون آنکھون سے وہ رفتار ہمیشہ
جب مانگتا ہون بوسہ تو کہتا ہی تجھے تو — رہتی ہی اسی بات کی تکرار ہمیشہ

نہ جام کی خواہش ہی کہ می کی مجھے ساقی
مین نشۂ ہستی سے ہون سرشار ہمیشہ

نالے نہین کرتے تو جدائی مین گلون کے
کیا کرتے ہین پھر مرغ گرفتار ہمیشہ

ہر آن مین ہی عالم جدا باغ جہان کا
اِک رنگ پہ رہتے نہین گلزار ہمیشہ

بیٹھے ہی جہان تیرا ہی لے بیٹھے ہی قصّہ
سنتے ہین حسن سے یہی گفتار ہمیشہ

ہمدم نہ پوچھ مجھسے غرض اک بلا ہی وہ
جو روبرو ہوا اُسکے سو جانے کہ کیا ہی وہ

بیگانہ وار بھی نہ ملا ہمسے وہ کبھی
ہم سادہ دل یہ جانتے تھے آشنا ہی وہ

ہجران تو ہی پہ یہ نہین معلوم کچھ ہمین
ہم آپ سے جدا ہین کہ ہمسے جدا ہی وہ

پھر پھر کے پوچھتے ہو عبث آرزوے دل
تم جانتے تو ہو کہ مرا مدعا ہی وہ

مین نے تو بات بھی نہین کی اُس سے ہمنشین
اک یہ بھی چوچلا ہی کہ ناحق خفا ہی وہ

عاشق کو اپنے ٹوک کے بولا گر آپ سے
کم گو ہی بے نصیب ہی اور بے نوا ہی وہ

دل کی ہمارے کچھ تو خبر ہمکو بھی سُنا
جیتا ہی یا سسکتا ہی یا مر گیا ہی وہ

رنگِ حنا کی طرح نہ کھو اسکو ہاتھ سے
دل ہی مرا کہ ہاتھ ترے لگ گیا ہی وہ

معذور رکھ حسن کو جو بیطاقتی کرے
عاشق ہی دردمند ہی اور مبتلا ہی وہ

خواہ سچ جان مری بات کو تو خواہ کہ جھوٹھ
سچ کہون سچ کو اگر تیرے تو واللہ کہ جھوٹھ

سچ اگر بولے تو ہمسے تو بھلا کیا ہو خوشی
جی مین جی آتا ہی سنکر ترا ہر گاہ کہ جھوٹھ

راست گر پوچھے تو ہی راست کہ تجھ مین نہین مہر
اپنی ہٹدھرمی سے کہتا ہی تو ای ماہ کہ جھوٹھ

جھوٹھ موٹھ اُنسے مین کچھ مصلحتًا بولون گا
سچ ہی تو بول نہ اُٹھیو دلِ آگاہ کہ جھوٹھ

مین جو پوچھا کہ تجھے غیرون سے ہی راہ تو وہ
پھیر کر منھ کو لگا کہنے باکراہ کہ جھوٹھ

کوئی اتنا بھی بُرا کرتا ہی میری سی طرح
کیون بھلا سچ ہی نہ یہ ای بتِ دلخواہ کہ جھوٹھ

دل تو وقف ہی بہت وانسے ٹک ایک سچ کہنا
لاابالی ہی مرے یار کی درگاہ کہ جھوٹھ

مجھسے جب ملتا ہی تب چھیڑکے پوچھے ہی یہی
یہ حسن سچ ہی تو رکھتا ہی مری چاہ کہ جھوٹھ

کیا جواب اسکا مرے پاس بجز خاموشی
یا مگر یہ کہ یہی ہر گہ کہون آہ کہ جھوٹھ

دامن کو اُسکے کھینچین اغیار سب طرف سے
اور آہ ہم یہ کھینچین آزار سب طرف سے

جب کام دل نہ ہرگز حاصل ہوا کہین سے
دل کو اُٹھا کے بیٹھے ناچار سب طرف سے

جی چاہتا ہی اُسکے کوچہ مین بیٹھ رہیئے
کر ترک آشنائی یکبار سب طرف سے

تجھ پاس بھی نہ آوین ہم اب تو جائین کیدھر
تو نے تو ہمکو کھویا اے یار سب طرف سے

مژگان سے اُسکے کیونکر دل چھٹ سکے ہمارا
گھیرے ہوے ہین اُسکو وے خار سب طرف سے

پردے ہزار ہووین حائل یہ حسن اُسکا
دیتا ہی طالبون کو دیدار سب طرف سے

دنیا بھی ایک دل کا ثابت نہین یہ کسنے
اس گھر کو کر دیا ہی مسمار سب طرف سے

حال ضعیف اپنا پہونچیگا کیونکہ وانتک
کی ہی بلند اُسنے دیوار سب طرف سے

یکبار تو عزیزان تم مل کے حال میرا
کر بیٹھو اُسکے آگے اظہار سب طرف سے

دیوانہ ہو کے چھوٹا دنیا سے ورنہ یاران
ہوتے گلے کے میرے تم ہار سب طرف سے

ق

دن بھی آہ کوئی کیا تھے کہ جنون مین
دل کو خوشی تھی اپنے دلدار سب طرف سے

بس تیرے غم مین آکر اب خاک ہو گئے ہم
دل بجھ گیا ہمارا اکبار سب طرف سے

ذکر وفا و اُلفت مت چھیڑ بس حسن اب
جی ہو رہا ہی اپنا بیزار سب طرف سے

نرگس پہ کل نگہ جو تری ٹک پلٹ گئی
کچھ دیکھتے ہی اُسکو وہ آنکھون مین کٹ گئی

کہتے تھے یار آوے تو کچھ دل کی کہیئے ہائے
آیا وہ اُس گھڑی کہ زبان جب اُلٹ گئی

کیا جانئے کون آن کے گلشن سے پھر گیا
کچھ پھول پھول کر جو کلی پھر سمٹ گئی

اب ہم ہین اور یار کا روز فراق ہی
جون تون کی تیری رات تو ای شمع کٹ گئی

کس کے خیال سے تجھے ہی گفتگو حسن
کیا جانو آج نیند تری کیون اُچٹ گئی

مجنون کو اپنے لیلی کا محمل عزیز ہی
تو دل مین ہی ہمارے ہمین دل عزیز ہی

ابرو و چشم و زلف مژہ کی تو کہئے کیا
ہمکو تو تیرے مُنھ سے ترا تل عزیز ہی

دل کو کیا جو قتل تو اُسنے بھلا کیا
مجھکو تو اپنے دل سے وہ قاتل عزیز ہی

اتنا نہین کوئی کہ پکڑ آستین مری
اس سے کہے کہ تجھپہ یہ مائل عزیز ہی

جا بیٹھتے ہین چھپکے کبھی ہم بھی اُس جگہ
اسواسطے ہمین تری محفل عزیز ہی

اک نقش دے کہ جس سے مسخر ہو وہ پری
ایسا بھی دوستو کوئی عامل عزیز ہی

کیونکر کرون نہ اِس دلِ مجروح کا علاج
مدت کا ہی رفیق یہ گھائل عزیز ہی

نہ حور نہ پری ہی نہ وہ ماہ و مشتری
اِک نور ہی کہ سبکو وہ حاصل عزیز ہی

ہجران مین انتظار بھی ہی اُسکا مغتنم
جو ڈوبتا ہو اسکو تو ساحل عزیز ہی

آن و ادا مین ٹھور ہی رکھتا ہی خلق کو
اپنے تو فن مین ایک وہ کامل عزیز ہی

کیونکر نہ چاہی اُسکو ہر اک جان کی طرح
خواہش مین اُسکی سب ہین وہ ہر دل عزیز ہی

ہر پھر کے تیرے کوچہ مین کرتے ہین ہم مقام
ہمسے مسافرون کو یہ منزل عزیز ہی

صحبت سے کوئی کیونکہ حسن کے نہووے خوش
شاعر ہی یار باش ہی قابل عزیز ہی

سیر ہی تجھسے مری جان جدھر کو چلیے
تو ہی گر ساتھ نہ ہووے تو کدھر کو چلیے

خواہ کعبہ ہو کہ تبخانہ غرض ہمسے سن
جس طرف دل کی طبیعت ہو اُدھر کو چلیے

زلف تک رخ سے نگہ جاوے نہ اک دن کے سوا
شام کو پہونچیے منزل جو سحر کو چلیے

جب مین چلتا ہون ترے کوچہ سے کترا کے کبھی
دل مجھے پھیر کے کہتا ہی ادھر کو چلیے

اتنی کیا جلدی ہی ای قافلۂ اشک تھین
کوہ وصحرا کے سوا کہہ تو بھلا ای ناصح

ٹک بنا ہے مرے بھی لخت جگر کو چلیے
لیکے ساتھ اپنے کدھر دیدۂ تر کو چلیے

اِن دنون رات اِسی فکر مین کٹتی ہی حسن
صبح کب ہووے کہ پھر یار کے گھر کو چلیے

شب جو تم ہمسے خفا ہو کر سحر کو اُٹھ گئے
تھے ابھی تو پاس ہی اپنے قرار و ہوش و صبر
تو نہ نکلا گھر سے باہر صبح سے لے شام تک
کس سے پوچھون حال مین باشندگان ِ چ لکا ہے
ای خوشا وے جو کہ وارستہ تعلق سے ہووے
دیر و کعبہ ہی کو جانا کچھ نہین لازم غرض
شہر مین رونے کے ہاتھون جب نر ہنے پائے ہم
پوچھتا ہی حال کیا آوارگان ہند کا

شمع ساں رو رو کے ہم بھی دل جگر کو اُٹھ گئے
تیرے آتے ہی بجانے وہ کدھر کو اُٹھ گئے
دیکھ دیکھ آخر ترے دیوار و در کو اُٹھ گئے
اِس نگر کے رہنے والے کس نگر کو اُٹھ گئے
جس جگہ چاہا رہے جاہا جدھر کو اُٹھ گئے
جس طرف پائی خبر اُسکی اُدھر کو اُٹھ گئے
کوہ وصحرا کی طرف لے چشم تر کو اُٹھ گئے
کچھ اِدھر کو اُٹھ گئے اور کچھ اُدھر کو اُٹھ گئے

تو اکیلا اس جگہ بیٹھا کریگا کیا حسن
تیرے ساتھی تو کبھی کے اپنے گھر کو اُٹھ گئے

ہم نہ تنہا اُس گلی سے جان کو کھو کر اُٹھ گئے
دیکھنے پائے نہ ہم اشکون کا اپنے کچھ ثمر
گل ترے بن باغ مین کچھ دل نہ اپنا بولگا
لوٹتے ہین اس اداؤ ناز پر اور غش ہین ہم
جان و دل ہم اِک جگہ بیٹھے تھے کوچہ مین ترے

سیکڑون یان زندگی سے ہاتھ دھو کر اُٹھ گئے
تخم گویا یاس کے یہ تھے جو بو کر اُٹھ گئے
اشک خونین مین گلون کو ہم ڈبو کر اُٹھ گئے
تھے وہ احمق جو کہ تیری کھا کے ٹھوکر اُٹھ گئے
پاسبان کے ہاتھ سے آوارہ ہو کر اُٹھ گئے

تو گیا تھا ڈھونڈھنے اُنکو کہان وے تو حسن
تیرے گھر مین آئے بیٹھے لیٹے سو کر اُٹھ گئے

کس سے اب بات کرین اور ہنسین ہم کس سے / مرگیا دل ہی وہ اپنا کہ خوشی تھی جس سے

کم کہا ہمنے جو کچھ تمنے کیا ظلم و ستم / تمکو توفیق خدا دیوے زیادہ اس سے

اپنی محرومی طالع سے نہین یہ بھی بعید / بیٹھتے ہی جو ہمارے وہ اُٹھے مجلس سے

کسکی ہمچشمی کا دعویٰ تو رکھے ہی ناحق / کچھ بھی سوجھی ہی تجھے کہیو صبا نرگس سے

کوئی دیتا نہین تحقیق خبر اُسکی حسن / پوچھتا پھرتا ہون سودائی سا مین جس تس سے

شمع سان اپنی ہی ہستی سے ستم ہمنے سہے / اپنی آہون سے جلے اپنے ہی اشکون مین بہے

عمر دہ روزہ مری روتے ہی روتے گذری / یون کٹے زیست کے دن جیسے کہ جاتے ہین دہے

گو نہو روز ملاقات میسّر تو نہو / پر بھلا اتنا تو ہوئے کہ میان گاہ گہے

ق

کل کہا اُس سے کسینے کہ حسن کہتا ہی / اب نہین ملنے کا مین اُس سے وہ محظوظ رہے

ہنس کے کہنے لگا یہ باتین ہین مین تب جانون / سامنے ہوکے مرے وہ یہ اگر بات کہے

اُسکے کوچے سے صبا گر ادھر آجاتی ہی / دل کے نالون کی مفصل خبر آجاتی ہی

گرچہ اُس زلف سے کچھ کام نہین اب تو ولے / سانپ کے کاٹے کی سی اک لہر آجاتی ہی

میرے ہوتے ہی تمھین غیر سے تھی کرنی بات / دل مین کچھ کچھ پھر اسی بات پر آجاتی ہی

یہ غضب ہی کہ وہ روٹھا ہوا پھرتا ہی جویان / خواب مین بھی وہی صورت نظر آجاتی ہی

ذکر چھیڑے کوئی اب کیونکہ مرا اُسکے حضور / وانتو ہر بات مین تیغ و سپر آجاتی ہی

سوجھتا کچھ نہین اُسوقت میان اپنے تئین / یاد جسوقت تری موکمر آجاتی ہی

کاٹ دیتا ہی وہ ہر بات مین سنتا ہی نہین / بات میری کبھی مجلس مین گر آجاتی ہی

اک وفاداری جو ہی آب و گل اپنے مین حسن / پھر طبیعت نہین پھرتی جدھر آجاتی ہی

ہوئی ہی خو یہانتک چشم کو حیرت سے تکنے کی
کہ عینِ وصل مین فرصت نہین مژگان جھپکنے کی

صدائے کوس رحلت ہی خوانانِ چمن پر یہ
صدا ہوتی ہی گلشن مین جو غنچہ کے چٹکنے کی

کہانتک کاوشین ہمسے کریگا غیر کی خاطر
کبھی تو ہمسے بھی گر آہ ای بدخو فلک نبنیکی

نہ تھا اسوقت مین تو غیر کوئی ای بہانہ جو
تجھے پھر کیا چلی تھی پاس سے میرے سرکنے کی

تری سنتا بھی ہی ناصح کوئی تو کس سے کہتا ہی
عبث بکوا نہ مجھکو تجھکو تو عادت ہی بکنے کی

ہمارے ہاتھ سے ساغر چھینا غیرون کو دیتا ہی
خدا کے واسطے خوبی تو ٹک دیکھو بہکنے کی

تپ ہجران مین دل ست چشم کو دے رخصتِ گریہ
کہ اِس آتش کی خاصیت ہی پانی سے دہکنے کی

مجھے کیا سوجھتا گر تو نہوتا سامنے میرے
بصارت چشم مین پیدا تری ای مہ جھلکنے کی

حسن جب شمع کو دیکھون ہون روتے تب مجھے صورت
نظر آتی ہی آنکھون مین ترے آنسو ڈھلکنے کی

ہوا کیا ظلم ہمپر آہ اس طاقت کے جانے سے
کہ یون ہم یک بیک ہٹگئے ترے کوچہ کے آنے سے

کہین کیا عشق کے شہرے نے وہ بھی بات اب کھوئی
وگرنہ دیکھ جاتے تھے تجھے سو سو بہانے سے

کسی نے حظ اُٹھائے اور کسی نے لذتین اسکی
مگر ہمنے اُٹھائین حسرتین ہی اس زمانے سے

کسی کا کام دل برہم نہو ڈرتا ہون ای ظالم
بہت اُلفت ہوئی ہی کچھ تری زلفون کو شانے سے

بڑا مشاق ہی تو فنِ خونریزی مین ای نوخط
مجھے معلوم ہوتا ہی تری آنکھین لڑانے سے

بہت آرام تھا چوکھٹ پہ اُسکی خاک کو میری
جدا کسنے کیا یارب اِسے اُس آستانے سے

قفس مین قید کر صیاد یا تو دام مین لیجا
اُٹھایا اب تو ہمنے دل ہی اپنے آشیانے سے

ہوے بس شمع و پروانہ تو آخر ہاتھ اُٹھا شعلے
اِدھر اِسکے رُلانے سے اُدھر اُسکے جلانے سے

کہا ہمنے اُسے ٹک بات کر اپنے حسن سے بھی
لگا کہنے کرون مین بات کیا ایسے دوانے سے

قفس تک کیا چلی تھی باغبان کو گل کے لانے کی
نہ تھی شاید خبر اِسکو کسی کے جیسے جانے کی

پڑھونگا خط تو مین قاصد یہ تو یہ مجھسے کہ جلدی
کہ کہدی ہی زبانی کچھ بھی اُسنے اپنے آنے کی

کسی کوچہ مین میری خاک کو رہنے دیا ہوتا
صبا تجھکو چلی تھی کیا اسے در در پھرانے کی

گئے وہ دن جو غیرون کی بھی ہم باتین اُٹھاتے تھے
نہین ہی اتبو دل مین تاب تیری بات اُٹھانے کی

شگفتہ ایسے غنچہ کو تو زخمون ہی سے کرنا تھا
طرح کوئی نتھی اور اس سوا دل کے ہنسانے کی

وہی آرام سے بھر نیند سوئے آکے دنیا مین
رہی جنکے سرھانے خشت تیرے آستانے کی

زمین و آسمان کو ایک کر دیوین ابھی دم مین
اجازت دے اگر ٹک ہمکو وحشت خاک اُڑانے کی

نہین منظور گر تمکو کسیکا محو کر دینا
تو پھر ہی وجہ کیا آئینے کو مکھڑا دکھانے کی

نہین کچھ خوب مل مل بیٹھنا یہ خوبرویون مین
حسن تو نے نکالی چال پھر دل کے لگانے کی

پھر جگر سے آہ اُٹھی اور طپش اسدم ہوئی
ہمنے جانا تھا کہ شاید کچھ یہ آتش کم ہوئی

سنتے ہی جلنے کی اُسکے غیر کی مجلس مین ہاے
کیا کہون جو کچھ کہ حالت میری ای ہمدم ہوئی

دشمنی کو زہر سے کہنے مین دیتے ہین مثل
میرے حق مین دوستی بھی ان بتون کی سم ہوئی

ٹک تھنبے تھے کل ہمارے اشک بہنے سے کہ آج
پھر خیال اُسکا بندھا اور چشم پھر کچھ نم ہوئی

مو پریشان اشک ریز او متصل کھینچے ہی آہ
شمع کسکے غم مین یارب صاحب ماتم ہوئی

دور ہی سے دیکھ ہم تجھکو ذرا ہوتے تھے خوش
چرخ کے ہاتھون سے وہ صحبت بھی اب برہم ہوئی

اور بھی کچھ زخم دل کے چاک تجھسے ہو چلے
صبح تو کیسی ہمارے واسطے مرہم ہوئی

خاک ہو اپنی پریشان وہ لگے دامن کو ہائے
ہم ہوے یون غیر تیرے اور صبا محرم ہوئی

ہی گرہ کیسی یہ غم کی اپنے دل مین ای حسن
ہمنے جون جون اسکو کھولا اور یہ محکم ہوئی

آنکھون مین ہین حقیر جس تس کے
نظرون سے گر گئے ہین ہم کس کے

دل کا ہمدم علاج مت کر اب
زخم مرہم پذیر ہین اس کے

کون آتا ہی ایسا ہوش ربا — صبر و طاقت یہان سے کیون کھسکے
دیکھتی ہی یہ کسکی آنکھون کو — کیون کھلے ہین یہ چشم نرگس کے
بس کہین تھک بھی آسیاے فلک — ہو چکے سُرمہ ہم تو اب پس کے
جی سے رہتے ہین اپنے اُسپہ نثار — دل سے ہوتے ہین دوست ہم جسکے
گو نہین اب کبھی تو ای پیارے — ہم بھی تھے یار تیری مجلس کے
تو تو خوش ہی کہ تیرے کوچہ مین — ایک تڑپا کرے اور اک سسکے

مر گئے پر بھی یہ حسن نہ مندے
منتظر چشم تھے ترے کس کے

گر گئے چھڑیون سے یہ کٹ کٹ کے — ہر فقرہ سے نہ تخت دل اٹکے
رایگان یون اُڑا نہ ہمکو فلک — خاک ہین ہم کسی کی چوکھٹ کے
تک تو اونچی ہوا ای صدلے جرس — دشت مین کب تلک کوئی بھٹکے
تو ہی جب اپنے در سے دیوے اُٹھا — پھر کدھر جا کے کوئی سر پٹکے
ہم سلئے نیبٹھے دیکھا کرین — اور دے شانہ زلف کو جھٹکے
چاند آتا تو ہی ترے منھ پر — بدر کی طرح پر کچھ اک گھٹ کے

نہ مندے بعد مرگ چشم حسن
منتظر تھے یہ کسکی آہٹ کے

پھر اگر دل یہ مرا نالہ کی بنیاد کرے — آہ سر پر مرے صد محشر بیداد کرے
یان تو سنتا ہی نہین بات کسی کی کوئی — دل مرا مثل جرس کب تئین فریاد کرے
بعد مرنے کے بھی اُلفت ہی حسن سے یارب — مشت پر میرے صبا دان سے نہ برباد کرے
زندگی یہ ستم یار اور وہ بخت زبون — کس توقع پہ بھلا دل کو کوئی شاد کرے
وصل مین بھی نہ گئی چھیڑ یہی کہتا رہا — کہ تجھے ایسا بھلا دون کہ بہت یاد کرے

نام آزادی کا تب لیوے کوئی دنیا مین — قید ہستی سے جب اپنے تئین آزاد کرے

شعر کہنے سے یہ حاصل ہی کہ شاید کوئی
بعد مرنے کے حسن اپنے تئین یاد کرے

تیرا خیال اب بروِ دل مین اگر نہووے — کعبے کا دیکھنا بھی مدِ نظر نہووے
مانگی تھی آہ کس نے یارب کہ آہ ایسی — ہمکو ملی کہ جسمین کچھ بھی اثر نہووے
غیرون کی طرف ہرگز مت دیکھ اور جو دیکھے — تو دیکھ یون کہ اصلا اُنکو خبر نہووے
کیا جی کسیکا تجھسے جو سنگدل کو چاہے — دل تجھسے وہ لگاوے جسکا جگر نہووے
عزّت نہ ہی قفس مین نہ وقر ہی چمن مین — مجھسا کوئی جہان مین بے بال و پر نہووے
جو ضد کہ ساتھ میرے ہی گردش فلک کو — دشمن کو بھی جو پوچھو تو اسقدر نہووے
مجھکو سُنا کے اُس سے جاتے ہین غیر ملنے — کیا ہو مزا کہ اپنے وہ آج گھر نہووے
جس رات کو کہون مین ہووے نہ صبح تو ہو — مانگون سحر کا ہونا جس شب سحر نہووے

بیٹھے ہین ملنے والے اُسکے کہین حسن یان
مذکور پر کچھ اُسکے یہ چشم تر نہووے

مُنھ اپنا خشک ہی اور چشم تر ہی — ترے غم مین یہ سیرِ بحر و بر ہی
خبر لے دلکی اُس سے جسکا گھر ہی — کسی کے گھر کی ہمکو کیا خبر ہی
وہ اب کیونکر نہ کھینچے آپ کو دور — ہمارے چاہنے کا یہ اثر ہی
ہمین کچھ وہ نہین ہین آہ ورنہ — وہی ہی شام اور وہ ہی سحر ہی
ہمین دیکھو نہ دیکھو تم ہمین تو — تمھارا دیکھنا مد نظر ہی
سنا لے مرتے مرتے گل کو بلبل — کوئی نالہ ترے دل مین اگر ہی
اُٹھاتا ہی جو روز اُٹھ درد و غم کو — کسے طاقت ہی میرا ہی جگر ہی
کبھی بستا تھا اِک عالم یان بھی — یہ دل جو اب کہ اُجڑا سا نگر ہی

کہا چاہے ہی کچھ کہتا ہی کچھ اور
حسن دھیان ان دنون تیرا کدھر ہی

سو کی اِک بات مین کہی تو ہی
یعنے جو کچھ کہ ہی وہی تو ہی

دید وادیدہ کو غنیمت جان
حاصلِ زندگی یہی تو ہی

تیرے دیدار کے لئے یہ دیکھ
جان آنکھون مین آرہی تو ہی

ڈھگیا ہو نہ خانۂ دلِ آج
سیلِ خون چشم سے یہی تو ہی

وان بھی راحت ہو یا نہو دیکھین
اِک مصیبت یہان سہی تو ہی

مجھسا عریان کہان ہی گُل اُسکے
رنگ کے بر مین اک یہی تو ہی

تیرے احوال سے حسن بارے
اُسکو تھوڑی سی آگہی تو ہی

دیکھین گے پھر ان آنکھون سے ہم روے یار بھی
ہو ویگا یہ تمام کبھی انتظار بھی

آئینہ ہی کو کب تئین دکھلاؤ گے جمال
باہر کھڑے ہین کتنے اور امیدوار بھی

دشمن تو تھے ہی پر تری اس دوستی مین اب
بیزار ہمسے ہو گئے ہین دوستدار بھی

گذری تمام عمر اسی آرزو مین ہاے
دو چار باتین تمنے نہ کین ایکبار بھی

برگشتہ طالعی کا کرین اپنی کیا بیان
پھر گئے ہین ہمسے خنجرِ مژگانِ یار بھی

کیا جانے تیرے گشتے کدھر خاک ہو گئے
پایا نہ اُنکا آہ نشانِ مزار بھی

وقتِ وداع بسکہ تجھی پر نظر گئی
ہونے نپائے آپ سے ٹک ہم دوچار بھی

گر تو نہین تو جا کے کرین کیا چمن مین ہم
تجھ بن ہمین خزان سے ہی بدتر بہار بھی

اک جانِ ناتوان ہی شکوہ حسن نہین
ٹھہرا نہ اپنے پاس دلِ بیقرار بھی

ہی جاے حذر ڈریو ذرا چشم بتان سے
ہر پل مین نیا فتنہ اک اُٹھتا ہی یہان سے

دل پاس نہین میرے نہ کچھ کہ مجھے ناصح
وان کی نہ سرائت نہ یہان آگ بجھائی
اُٹھنا ترے کوچہ ہی سے دشوار ہی ورنہ
کسکا کرین ہم شکوہ کہ جون شمع یہان تو
آنا تو یہانکا کیا موقوف ہی تمنے

اسوقت تو بیزار ہون مین اپنی بھی جان سے
کچھ ہمکو تو حاصل نہوا اشک روان سے
آسان تو اُٹھنا ہی بہت ہمکو جہان سے
جو سر پہ بلا آئی سو اپنی ہی زبان سے
پر خیر و خبر اپنی تو بھیجا کرو وان سے

نہ رنگ ہی مُنھ پر ترے نہ دل ہی ترے پاس
سچ کہیو حسن آج تو آتا ہی کہان سے

کیونکر بھلا لگے نہ وہ دلدار دور سے
نزدیک ہی سے شرم ہی اتنا تو ہو بھلا
جی تو بھرا نہ اپنا کسی طرح کیا ہوا
بے اختیار اُٹھتی ہی بنیادِ بیخودی

دونی بہار دیوے ہی گلزار دور سے
دیکھا کرین کبھی کبھی دیدار دور سے
دیکھا اگر اُسے سرِ بازار دور سے
آتی ہی جب نظر تری دیوار دور سے

نزدیک ٹک بٹھا کے حسن کا تو حال دیکھ
آیا ہی قصد کرکے یہ بیمار دور سے

الٰہی یا تو یہ بیتاب دل سنبھل جاوے
کٹی ہو جسکی سدا عمر وصل مین یارو
یہ تو ہی ہی جو اثر تجھکو کچھ نہین ورنہ
مین اس خرابی سے مارا پڑا ہون رستے مین

نہین تو خون ہو آنکھون سے اب نکل جاوے
کہو تو ہجر مین کس طرح وہ بہل جاوے
ہمارے نالون سے تو سنگ بھی پگھل جاوے
جو تو بھی گذرے ادھر سے تو ہاتھ مل جاوے

نہ تڑپیو تو دمِ قتل اے حسن ہرگز
کہ دستِ یار مبادا کہین نہ چل جاوے

ہم باغبان کے ہاتھون یون اُجڑے اس چمن سے
ہی نقشِ پائے ناقہ نقشِ جبین سے باہم

آوارہ ہو کے نکلے جیسے کوئی وطن سے
محمل کے ساتھ شاید نکلا ہی قیس بن سے

سینے سے آہ دل سے نالے جگر سے افغان
نکلے یہ سب ولیکن نکلی نہ جان تن سے

پھر پھر کے مصر ہی مین بھرتی ہی کیا صبا تو
کنعان کو بھی تو مہکا ٹک بوے پیرہن سے

تکرار ہر سخن پہ جی چاہتا ہی کیجے
پائی ہی بسکہ لذت ہمنے ترے سخن سے

گل کا نہ رونہ اتنا غنچہ کا منہ شل بھر
دین اُس رخ و دہن کو کس منہ سے کس دہن سے

بیٹھی ہی کیا بنی یان خسرو کے ساتھ شیرین
بگڑی ہی بیطرح وان تیشہ سے کوہکن سے

ہرگز نہ ہوش آیا اُسکو کبھی عزیزان
بیہوش ہو کے نکلا جو اُسکی انجمن سے

ہنستے ہو بولتے ہو خوش پھرتے ہو سبھی سے
بیزار ہو رہے ہو کیون اسقدر حسن سے

تڑپنے کی نہین نکلی ہی حسرت تیرے بسمل سے
ٹک اک پھر دیکھ لے مڑ کر ذرا کہدیجو قاتل سے

ہین وہ غربت زدہ واماندۂ رہ ہون کہ جون کوئی
وطن سے دور ہو ادہر اُدھر ہو دور منزل سے

کیا ہی حسن کے پرتو نے کسکے بحر کو مضطر
یہ موجین اپنا سر پٹکے ہین کیون پھر پھر کے ساحل سے

زمین سے اب غبار اپنا بھی اُٹھ سکتا نہین یارب
نہین معلوم ایسے گر گئے ہین کسکے ہم دل سے

کہون کیا ناتوانی کو کہ اُس سے دور رکھتی ہی
برنگ نقش پا ہر ہر قدم پر اُسکے محمل سے

گئے وہ دن جو بالین سے اُٹھا کر سر پٹکتے تھے
جواب چاہین کہ کروٹ لین تو لیجاتی ہی مشکل سے

حسن کچھ فکر جلد ایسے کرو وا سکے بھی جانے کا
رہو گے کب تلک بیٹھے یہان تم آہ غافل سے

رہنے نہ دیگا اُس بن یہ دل تو ایکدم بھی
کیون روٹھکر ہم اپنا کھودین عبث بھرم بھی

کیونکر تری گلی سے وہ ناتوان جاوے
طاقت نہووے جسکو چلنے کی اک قدم بھی

کس بات مین ہو تسکین اُسکی وہ کیونکہ جیوے
شادی کے بدلے جسکو ہرگز ملے نہ غم بھی

اپنے تئین اُٹھائے بیٹھے ہین جو جہان سے
ہی اُنکے تئین برابر ہستی بھی اور عدم بھی

کھا تو قسم کہ پھر بھی آؤنگا گو نہ پھر آ
بخشے ہی دل کو تسکین جھوٹی تری قسم بھی

ق

بلبل نے تو چمن مین نالے کیے ہزارون
اُس گل کے سامنے تو مارا نہ ہمنے دم بھی

اللہ رے حسن اُسکا اللہ رے اُسکی خوبی
ساری خدائی مین ہی بس ایک وہ صنم بھی

ہو مہربان جسپر دو حکم قتل اُسکو
دنیا سے ہی نرالا کچھ آپ کا کرم بھی

یہ حال وہ نہین ہی جو ایک دن مین لکھیے
مشکل ہی اِس بیان کا کرنا بہت رقم بھی

بس دل لکھون کہانتک احوال مختصر کو
ہاتھون سے میرے ابتو نالان ہوے قلم بھی

تو عشق مین پھرے ہی دیوانہ جون حسن اب
اک دن اسی طرح سے پھرتے تھے خوار ہم بھی

ترے بغیر تو نخل امیدِ بار ندے
جو تو نہووے چمن مین تو گل بہار ندے

نپاوے بادیہ گرد یکا وہ مزا جبتک
خراشش آبلۂ پا کو نوکِ خار ندے

بہارِ لالہ نہو گلشن گریبان مین
بجاے آب جو خون چشمِ اشکبار ندے

ذرا ٹھہر تو سہی دل ملیگا یار ترا
تو اپنے ہاتھ سے اپنا بھی اختیار ندے

خدنگِ غمزہ کے لگنے کی دلکو ہو نہ خبر
اگر یہ نالۂ دل سینہ مین پکار ندے

کہا نہین مین تجھے کچھ سنیگا مجھسے بھی
مجھے تو گالیان غیرون مین بار بار ندے

حسن بساط مین دل ہی یہ تیری ای جانباز
تو من چلا ہی نہایت کہین یہ ہار ندے

ہزار حیف کچھ اپنی ہمین خبر نہوئی
تمام عمر تھکے پر مہم یہ سر نہوئی

شبِ فراق مین رو رو کے مر گئے آخر
یہ رات جیسی تھی ویسی رہی سحر نہوئی

ترے خدنگ نگہ کے مقابل ای ظالم
سواے سینہ کے میرے کوئی سپر نہوئی

نہ پہونچی عرش کے نزدیک آہ گو لیکن
صبا کی طرح زمین پر تو دربدر نہوئی

وہ کونسی گئی شب ہجر کی کہ جسمین حسن
سرشک خون سے بالین تمام تر نہوئی

جو ہی وہ تیری چشم کا بادہ پرست ہی | القصہ اپنے حال مین ہر ایک مست ہی
بین اپنے دل مین کیونکہ تجھے عیش راہ دون | یا نتو کسی کے درد و الم کی نشست ہی
دل سے کہ یا کسی کے نظر سے گرا کہین | کیون آہ میرے دیدۂ دل پر شکست ہی
بیٹھے ہین جبتلک تبھی تک دور ہی عدم | چلنے کو جب ہوے تو پھر اک دم کی جست ہی
اُٹھ جائین گر یہ بیچ سے اپنے نکات وہم | پھر ایک شکل دیکھنے مین نیست ہست ہی
اس ملک دل کا خانۂ مشکین رقم کی طرح | تحریک زلف ہی سے ترے بند و بست ہی

ہی اسکی در نشینی مین رتبہ ترا حسن
از بسکہ خاکساری مین تو سب سے پست ہی

نہ آہ حزین ہی نہ دلِ غمزدہ یان ہی | جلتا ہی یہ اک سوختہ اور اُسمین دھوان ہی
پھر دل کی خبر پوچھیو ناصح ذرا چپ رہ | کیا جانیئے اسوقت مرا دھیان کہان ہی
سوزش کو مری پوچھیے آہون سے کہ جون شمع | جو سوز مرے دل مین ہی سو منھ پہ عیان ہی
محشر پہ بھی امید نہین وصل کی ہمکو | تیری تو ملاقات نہ یان ہی نہ وہان ہی
ابرو و مژہ غمزون کو اُسکے کہون کیا کیا | جس طرح کہ صحبت مجھے اب اُنسے یہان ہی
سینہ ہی اِدھر سر ہی کلیجہ ہی ہمارا | برچھی ہی اُدھر تیغ ہی اور تیر و کمان ہی

کیا جانیئے کیا گذری حسن پر نہین معلوم
کچھ کل سے وہ خاموش ہی اور اشک فشان ہی

کیا جانیئے کہ شمع سے کیا صبح کہہ گئی | اک آہ کھینچ کر جو وہ خاموش رہ گئی
یا تنک تو ضعف تھا کہ جدھر کو نگہ گئی | مانند نقش پا کے وہین لگ کے رہگئی
تعمیر ہونے پائی نہ اس دل کے گھر کی آہ | بنتے ہی بنتے کچھ یہ عمارت تو ڈھہگئی
لیجائے جیسے غنچۂ پژمردہ کو صبا | یون آہ لیکے لخت جگر تہ بتہ گئی
سینہ کے دل جگر کے دہکتے ہین ہائے داغ | کیا جانئے آہ آج یہ کیا باد بہ گئی

رنج و بلا و جور و ستم داغ و درد و غم
گیا کیا نہ دل کے ہاتھون مری جان سہہ گئی

بیٹھے تھے تھک کے چرخ کے ہاتھون سے ایک جا
افسوس اپنے ہاتھون سے وہ بھی جگہ گئی

اتنو کچھ اِن دنون مین وہ رہتا ہی مہربان
شاید کہ دن پھرے وہ شب روسیہ گئی

ناخن نہ پہونچا آبلۂ دل تلک حسن
ہم مر گئے یہ ہمسے نہ آخر گرہ گئی

نہ ہم مین اب توان ہی نہ اس دل مین تاب ہی
اور عشق اب تلک وہی گرم عتاب ہی

بیتابی دل کی دیکھیے کہ جلنا جگر کا ہاے
عاشق کی زندگی بھی سراسر عذاب ہی

کل تک تو آس تھی ترے بیمار عشق کی
پر آج بیطرح کا اُسے اضطراب ہی

مین نے کہا کہ داغ مرے دل کے ٹک تو گن
تیوری چڑھا کے کہنے لگا بیحساب ہی

ہم سادہ لوحی اپنی سے یان منتظر ہین اور
مدت سے وان جواب کو خط کے جواب ہی

شیطان رقیب ڈر یو پلٹنے سے اسکے تو
یہ آہ آتشین مری تیر شہاب ہی

ملنا ہمین سے ایک فقط ہی گنہ تمھین
اورون کے ساتھ پھرنا تو ورا ثواب ہی

اُلجھا ہی اُسکی زلف مین شانہ مگر کہین
جو اس طرح سے دل کو مرے پیچ و تاب ہی

کیا جی ہی ابر کا کہ جو یون روے متصل
شاید ترے حسن کا یہ چشم پر آب ہی

کوئی نہین کہ یار کی لادے خبر مجھے
ای سیل اشک تو ہی بہا دے اُدھر مجھے

یا صبح ہو چکے کہین یا مین ہی مر چکون
رو بیٹھون اس سحر ہی کو مین یا سحر مجھے

نہ دیر ہی کو سمجھون ہون نہ کعبہ یہ ترا
پھرتا ہی اشتیاق ملے گھر بگھر مجھے

منت تو سر پہ تیشہ کی فرہاد تب مین لون
جب سر پٹکنے کو ہو دیوار و در مجھے

ق

کیا جاؤن جاؤن کرتا ہی جانان تو بیٹھ جا
مین دیکھون تجھکو اور تو دیکھ اک نظر مجھے

پھر کوئی دم مین آہ خدا جانے یہ فلک
لیجاوے کس طرف کو تجھے اور کدھر مجھے

رونا کبھی جو آنکھون بھی دیکھا نہ تھا حسن
سو اب فلک نے دل کا کیا نوحہ گر مجھے

کل جو تم ادھر سے گذرے ہم نظر کر رہ گئے — جی مین تھا کچھ کہیے لیکن آہ ڈر کر رہ گئے
جب نکچھ بس چل سکا اپنا تو پھر حسرت سے ہائے — دیکھکر منھ کو ترے اک آہ بھر کر رہ گئے
سر بہت پٹکا قفس مین اپنا ہمنے ہمصفیر — کوئی نہ پہونچا داد کو فریاد کر کر رہ گئے
نامہ بر کی یا کبوتر کی کہ دل کی رکھیے آس — اپنے تو یان سے گئے جو وان وہ مر کر رہ گئے

کل کسی کا ذکر خیر آیا تھا مجلس مین حسن
اس دل بیتاب پہ ہم ہاتھ دھر کر رہ گئے

نالون سے کیا حسن کے تو اسقدر رکے ہے — اک آدھ دم کو پیارے جھگڑا ہی یہ چکے ہے
غمزہ نگہ کرشمہ کس کس کو کہیے ہمدم — جو شے ہے لوٹنے کو دل ہی پہ آن جھکے ہے

کس کسکی مین خبر لون آتش سے غم کی یارب
ادھر تو دل جلے ہے ادھر جگر پھکے ہے

صبا سے یہ کہا رو رو کے کل گلشن مین بلبل نے — کہ میرے آہ و نالے پر نہ رکھا گوش ٹک گل نے
نکچھ شکوہ ہے دل ہی سے نکچھ جھگڑا ہے طالع سے — یہان تک کام پہونچایا مرا تیرے تغافل نے
صبا کوچے سے تیرے ہو کے آئی ہے ادھر شاید — کہ عقدے غنچۂ دل کے لگے کچھ خود بخود کھلنے
کوئی رو کے تمھین کس کس طرف ہم ہائے شستہ زمین — برنگ کعبتین ابتو لگے تم سب طرف ڈھلنے
پھنسایا ہم کو دل ہی نے غرض دام محبت مین — نہ تیرے جعد و گیسو نے نہ تیرے زلف و کاکل نے
نہ آئے ناز پر تجھکو نیاز و عجز ہے میرے — جفا و جور سکھلایا تجھے میرے تحمل نے

حسن یان تک ہوا دیوانہ تیرے عشق مین آخر
کہ اس سے رفتہ رفتہ بات کرنی چھوڑ دی کل نے

وصل کا عیش کہان پر غم ہجران تو ہے — لب خندان تو نہین دیدۂ گریان تو ہے

آرزو اور تو کچھ ہمکو نہین دنیا مین
ہان مگر ایک ترے ملنے کا ارمان تو ہی

حال کیا پوچھے ہی حیرتکدۂ دہر کا دیکھ
آئنہ یا نکا ہر اک دیدۂ حیران تو ہی

دام سے خط کے چھٹا دل تو نہین خاطر جمع
قید کرنے کو ابھی زلف پریشان تو ہی

بہلا دل کو جو وہ شوخ تو ہمدم نہ بلا
آ بھی آویگا وہ ہم پاس ابھی جان تو ہی

گو نہو عیش کا اسباب میسر تو نہو
واسطے دل کے غم و درد کا سامان تو ہی

ایک ہی دم مین کیا سر کو جدا خوب کیا
تیغ کا تیری یہ سر پر مرے احسان تو ہی

گو ہوے جیب کے ٹکڑے تو نہین غم ہمکو
چاک کرنے کو ہمارا ابھی دامان تو ہی

جو پڑے عشق کی آفت مین وہی جانے حسن
خلق کے کہنے مین یون عاشقی آسان تو ہی

آنکھون سے خون اپنے یہ کہتا نہین نجائے
بہر ساتھ اسکے لپٹا ہوا دل کہین نجائے

اتنی تو چاہیئے تجھے پاس شکستہ دل
جو آوے تیرے یان سو وہ اندوگہین نجائے

صبر و قرار و ہوش و خرد سب یہ جائین
پر داغ عشق سینہ سے اے ہمنشین نجائے

دیر و حرم مین جا کے جو چاہے پھر آسکے
پر آوے جو گلی مین تری وہ کہین نجائے

ہم گریہ ناک ہین یہ سدا سے ہی عیب پوش
آنکھون سے دور اپنے کہین آستین نجائے

ہی پارۂ عقیق جگر دیکھیو کہین
اے چشم تیرے ہاتھ سے ایسا نگین نجائے

نکلے نہ جان تن سے حسن کی تو تب تلک
جب تک تو اسکے سر پہ دم واپسین نجائے

ل گئے اپنے یار سے ابکی
حظ اٹھایا بہار سے ابکی

لخت دل برگ گل کے طرز جھڑے
ثمرہ کی شاخسار سے ابکی

جس طرح آگے پھر گئے تھے کہین
پھر نہ پھرے یو قرار سے ابکی

دیکھین کیا کیا شگوفے پھولین گے
اس دل داغدار سے ابکی

گر وہ آوے تو اتنا کہیو حسن
مرگیا انتظار سے ابکی

کیا خاک صبر آوے اور کیا قرار ہووے
آنکھون سے دور جسکے تجھسا نگار ہووے

وہ کم نما کہین جو اس سے دو چار ہووے
اس بیقرار دل کو کیون ہی قرار ہووے

گھر سے کہین نکل اب یا دے جواب ہمکو
در پر ترے کہانتک اب کوئی خوار ہووے

لوہو کے جائے حسرت آنکھون سے اُسکی ٹپکے
تیغ نگہ سے تیری جو دلفگار ہووے

ہون کشتۂ مژہ مین تربت پہ میری جانان
لازم ہی گل کی جاگہ گر کوئی خار ہووے

زخمون سے تو جگر کے یہ کچھ بہار دیکھی
جب دل کے داغ پھولین تب کیا بہار ہووے

کیونکر نہ رحم آوے اسکو حسن پہ ہمدم
جب دوست اُسکا ایسا زار و نزار ہووے

جان مین میری جان آئی تھی
کل صبا کسکے پاس لائی تھی

پھر دہک اُٹھی آگ دل کی ہائے
ہمنے رو رو ابھی بجھائی تھی

کل بگولون سے بھر گیا تھا دشت
کسکی وحشت نے خاک اُڑائی تھی

ہند مین اپنے سچ اگر کہیے
کفر ہوتا ہی یہ خدائی تھی

شانہ اترا نہ تو ہی ہمکو بھی
کبھی اُس زلف تک رسائی تھی

شب سے دل آپ مین نہین ناصح
ایسی کیا بات اُسے سُنائی تھی

اب وہ دل ہی نہین رہا جسمین
درد و اندوہ کی سمائی تھی

پوچھیو شمع سے کہ کیونکہ کٹی
رات جو میرے سر پہ آئی تھی

دل کو روؤن کہ یا جگر کو حسن
مجھکو دونون سے آشنائی تھی

گر وا نعمی مزاج مین تیرے غرور ہی
تو بولنا تو غیر سے بھی کیا ضرور ہی

نزدیک مرگ پہلی ہی منزل مین پہونچے ہم
اور راہ عشق کی تو ابھی ہمسے دور ہی

ہم درد سکے بھرون کی تو رسم فغان نہین
خالی ہی نے اسی لیے اُسمین یہ شور ہی

مدت سے دیکھتا ہون کہ آئینہ کی مثال
ہین اُسکے سامنے ہون وہ میرے حضور ہی

رکھون کہان مین اپنے پریزاد کو حسن
شیشہ جو ایک دل کا مرے ہی سو چور ہی

یار گر اپنے پاس ہو جاوے
زندگی کی پھر آس ہو جاوے

قاصد ایسی نہ بات کچھ کہیو
جس سے دل بجواس ہو جاوے

مژدۂ وصل دے طبیب اول
پھر دوا دے کہ راس ہو جاوے

جسکے دل مین وہ گل بسے اُسکے
داغ مین گل کی باس ہو جاوے

مین تو اُس ڈر سے کچھ نہین کہتا
تو مبادا اُداس ہو جاوے

اب تو مرتا ہون ای نسیم اُسسے
کہہ کہ ٹک میرے پاس ہو جاوے

جسکو سمجھا ہون مین حسن اُمید
کہین وہ بھی نہ یاس ہو جاوے

شب فراق مین ای کاش دم نکل جاوے
کہ عمر عمر کا اس دل سے غم نکل جاوے

چمن مین گل تو نپٹ پھول پھول بیٹھے ہی
جو آوے یار ابھی تو بھرم نکل جاوے

ہو میرے عشق کا شہرا تو نام مجنون کا
جہان کے صفحہ سے پھر یک قلم نکل جاوے

مین ساتھ نامے کے جی اپنا بھی روانہ کیا
کہ نامہ بر سے بھی بڑھکر قدم نکل جاوے

حسن کے سینے سے یارب کہین یہ دل گم ہو
کہ اس بچارے کا درد و الم نکل جاوے

شمع سان رات کیا سُنی ہمنے
جس سے رو رو کے صبح کی ہمنے

غم کے آغاز ہی مین مر گئے آہ
آخرِ کار کچھ نکی ہمنے

ایک دن بھی نہ چین پایا ہائے
کر کے بسمل نہ تو نے پھر دیکھا
مین کہا جی مرا لیا کسنے
ملک مین عشق کے جو آسودہ

تیرے ہاتھون سے زندگی ہمنے
بس اسی غم مین جان دی ہمنے
ہنس کے کہنے لگا کہ جی ہمنے
ایک دیکھی تو بیکسی ہمنے

زلفِ مشکین مین دل پھنسا کے حسن
اک بلا اپنے سر پہ لی ہمنے

مین کہا تھا کبھی سے یہ کچھ ہی
جائے شکوہ نہین سلوک اُسکا
جیسے دیکھا ہی تجھکو اب تو کیا
ہمنے جانا سخن کی شیرینی

جسکا عالم ابھی سے یہ کچھ ہی
دیکھتا ہون کبھی سے یہ کچھ ہی
حالت دل تب ہی سے یہ کچھ ہی
اُسکی شکر لب ہی سے یہ کچھ ہی

دن کو تو خیر تھی حسن پر کچھ
بیقراری شب ہی سے یہ کچھ ہی

عرق کو دیکھ منھ پر تیرے پیارے
کبھی وہ دن بھی ہووےگا کہ جسدن
چمن مین کسنے دل خالی کیا ہی
نہین ہوتی میسر وصل کی رات

فلک کو بیٹھ دیتے بیٹھے ہین تارے
گلے سے پھر ملین گے ہم تمھارے
لہو سے جو بھرے ہین پھول سارے
چلے جاتے ہین یوہین دن ہمارے

رقیبون کو ملین گل اور ہمین داغ
حسن کیا بخت اُلٹے ہین ہمارے

گلون کو دیکھ کے تجھ بن تو اور داغ ہوئے
ترے سُراغ نے ایسا ہی گم کیا ہمکو
جہون تلک تو نہ پہونچے کسی کے ہم اے دلے

چمن مین آن کے ہم خوب باغ باغ ہوئے
کہ اس جہان سے ہم آپ بے سراغ ہوئے
اگر ہزار بنے جام سو ایاغ ہوئے

برا کہا نہین ہمنے تو کچھ رقیبون کو
سبب بتاؤ تو کیون ہمسے بیدماغ ہوے

دیے جو عشق نے اُسکے حسن جگر پر داغ
تو دودمان کے اپنے سبھی چراغ ہوے

شمع کہتی تھی یہی شام سے بلتے بلتے
صبح تک جی نہ رہیگا مرا بس جلتے جلتے

میرے رخسارون سے لے تابسرِ دامنِ خاک
جا دیے پڑ پڑ گئے ہین اشک کے ڈھلتے ڈھلتے

دسترس پانوٴن تلک اُسکے نہو ہاے ہہین
ہاتھ بھی گھس گئے افسوس سے ملتے ملتے

دانۂ اشک کے مانند نہ پھولے نہ پھلے
یون ہی ضایع ہوے ہم خاک مین رلتے رلتے

انتہا بادیۂ عشق کا پایا نہ حسن
ہمتو مر مر گئے اس راہ مین چلتے چلتے

کبھی جو اُس سے ملاقات مجھسے ہوویگی
تو مین یہ کہتا ہون کیا بات مجھسے ہوویگی

مجھے یہ غم ہی کہ آوے گا بعد میرے وہ شوخ
تو کیونکہ اُسکی مدارات مجھسے ہوویگی

پھرے تو غیرون مین اور مین جدا رہون تجھسے
یہ طرح جینے کی ہیہات مجھسے ہوویگی

مجھی کو رونے دے اے ابر اور تو نہ برس
جہان مین ابکی یہ برسات مجھسے ہوویگی

حسن تو عشق کے جھگڑے سے مت ہراسان ہو
جو ہوگی حرف و حکایات مجھسے ہوویگی

گر چمن مین تو اُٹھ کے چل بیٹھے
سرو گل باغ سے نکل بیٹھے

اُٹھ گئے آج جان دل کیدھر
آہ پھرتے تھے یہ توکل بیٹھے

دیکھکر تیری تیغ کی ہیئت
وے جو رستم تھے سو بھی ٹل بیٹھے

ہی یہ خطرا کہ چرخ کجرفتار
اور ہی چال کچھ نہ چل بیٹھے

وے جگہ یارب ایسی کوئی جہان
بے خلل اُٹھے بے خلل بیٹھے

ناصحو سنتا ہی تمھاری کون
ہا نکتے ہو یہ کیسا ڑل بیٹھے

اِس زمین ہی مین ای حسن ہمنے / رات کہ لی یہ اور غزل بیٹھے
ڈرے ہی منزل سے اپنی چل بیٹھے / اس سرا سے جواب نکل بیٹھے
دلِ گم گشتہ کی طرف سے ہم / کفِ افسوس اپنے مل بیٹھے
تیرے کوچہ سے اب کہان جاوین / بس یہین یار ہمتو تھل بیٹھے
وجد کا اپنے حال تو کہو کچھ / شیخ مجلس مین کیون اُچھل بیٹھے
دلربا سامنے سے آتا ہی / ٹک حسن کو کہو سنبھل بیٹھے

کیون ان دنون حسن تو اتنا جھٹک گیا ہی / ظالم کہین ترا دل کیا پھر اٹک گیا ہی
ای نالۂ جرس ٹک لیجو خبر شتابی / ناقہ سے دور رہکر مجنون بھٹک گیا ہی
کہ سرگذشت اپنی دیوار و در سے تیرے / رو رو کے آج کوئی سر کو پٹک گیا ہی
وشت مژہ کھلی یون کیون رنگئی ہین یارب / کسکا تصور اسنے دامن جھٹک گیا ہی
شاید کہین حسن نے کھینچی ہی آہ شاید / کانٹا سا اک جگر مین اپنے کھٹک گیا ہی

ہمسے تو کسی کام کی بنیاد نہووے / جبتک کہ اُدھر ہی سے کچھ امداد نہووے
ہمکو بھی نہین چین ترے غمزون سے دلبر / جبتک کہ نیا اک ستم ایجاد نہووے
ای آہ ذرا اُٹھیو تو آہستہ کہ وہ جو / تھوڑا سا اثر ہی کہین برباد نہووے
دی تھی یہ دعا کسنے مرے دل کو الٰہی / اُجڑے یہ گھر ایسا کہ پھر آباد نہووے
دیکھا نہ کسی وقت مین ہنستے ہوے اسکو / یہ بھی کوئی دل ہی جو کبھی شاد نہووے
بھولے سے بھی بھولو نہ کبھی غیرونکا تم نام / اور نام ہمارا ہی تمھین یاد نہووے
کیون دیکھو ہو اسکا قد و رو بلبل و قمری / کیا سمجھے ہو تم یہ گل و شمشاد نہووے
مرجائین قفس مین یونہی ہم آہ تڑپکر / اتنی جو خبر لینے کو صیاد نہووے

دل جل کے جہان سرمہ ہوا قیس کا ابتک
اُس جا پہ جرس پہونچے تو فریاد نہووے

میرے لئے قاتل بھی اگر ہووے تو ہووے
پر غیر کے حق مین تو وہ جلاد نہووے

وارستہ جو ہو قید سے ہستی کے تو بہتر
پر دام سے تیرے حسن آزاد نہووے

نہ ہم ہوش مین مے پرستی سے گذرے
ہوے جبکہ بیہوش ہستی سے گذرے

نہ ٹھہرا ذرا قافلہ اس سرا مین
لئے حسرتین یا نکی بستی سے گذرے

رہے ہے جسمین خطرا سدا نیستی کا
بس اے زندگی ایسی ہستی سے گذرے

نچھیڑین کبھی زلف کو اُسکی ہم تو
اگر شانہ بھی پیشدستی سے گذرے

ہوا کچھ نہ خطرا ہمین مثل سایہ
اگرچہ بلندی و پستی سے گذرے

چلی اب جوانی کھوٹک حسن سے
خدا کے لئے بت پرستی سے گذرے

کبھی کبھی جو مرے دل مین ہوش آتا ہی
تو پھر تری ہی محبت کا جوش آتا ہی

سُراغ ناقۂ لیلیٰ بتائیو ای خضر
کوئی جرس کی طرح پر خروش آتا ہی

بتان کے کوچہ مین لٹتا ہی دیکھتے ہین اُسے
جو کوئی آہ یہان دلفروش آتا ہی

مغان یہ دیکھونگا جوش و خروش مے کا تری
کوئی گھڑی کو مرا بادہ نوش آتا ہی

حسن کو کیا ہوا یارب کہ اُسکے کوچہ سے
کچھ آج روتا ہوا پھر خموش آتا ہی

دل کی زمین سے کونسی بہتر زمین ہی
پر جان تو بھی ہو تو عجب سرزمین ہی

سر کو نہ پھینک اپنے فلک پر غرور سے
تو خاک سے بنا ہی ترا گھر زمین ہی

روتا پھرا ہی کون یہ سرگشتہ ای فلک
جیدھر نظر پڑے ہی اُدھر تر زمین ہی

آئینہ کی طرح سے نظر ہی تو دیکھ لے
روشن دلون کی گھر کی منور زمین ہی

شاید نہا کے آج نچوڑی ہی تو نے زلف
گیتی سے نے زیر چرخ رکھا ہی سبھون کو تھام
لے دل سے چشم تک مرے دریا سا ہی بھرا
اول ہی ہی باعثِ خونریزی جہان
اس تنگنائی دہر سے جاؤن کدھر نکل
جز خونِ کوہکن نہ اُگے واںسے کوئی گل

گھر کی تمام تیری معنبر زمین ہی
اس کشتی جہان کی لنگر زمین ہی
دونون گھرون کی غرق سراسر زمین ہی
زیور ہی زن ہی زور ہی یا زن ہین ہی
ادھر ہی آسمان اور ادھر زمین ہی
شیرین کی راہِ عشق کی پتھر زمین ہی

روندے ہو نقش پا کی طرح جسکو تم حسن
دیکھوگے کوئی دن ہی سر پر زمین ہی

تم پاس سے جو اپنے غیرون ہین جا کے بیٹھے
جب پاس میرے آئے تب مُنھ بنا کے بیٹھے
ناصح وہی جو مجھکو کرتے تھے آ نصیحت
جانیکا قصد تیرے جیدھر سنا اُدھر کو
آہون سے گو جلے دل یا جی رُکے دھوین سے
جون شمع داغ ہون ہین ان شعلہ رو کے ہاتھون
دم اپنا روتے روتے کیونکر اُلٹ نجاوے
تم کہہ گئے تھے مجھکو تو بیٹھ ہین یہ آیا
یہ کیا ہی گرمجوشی پیارے خلاف عادت
کیا پیستے ہو مجھکو تمسے نہ یہ بجھے گی

ہمکو یہ آئی غیرت ہم مُنھ چھپا کے بیٹھے
اِک دن نہ پیار سے تم یہاں ہین آ کے بیٹھے
کوچے ہین تیرے دیکھا باتین بنا کے بیٹھے
دو کاندار اپنے سودے لگا کے بیٹھے
اُس شوخ پر ہم اب تو دھونی رما کے بیٹھے
یا ننک ہنسے کہ آخر مجھکو رُلا کے بیٹھے
مدت کے بعد آئے سو مُنھ بھرا کے بیٹھے
ہین اُٹھ گیا جہان سے تم خوب جا کے بیٹھے
ق گھٹنے سے آج میرا زانو دبا کے بیٹھے
کیون مجھ غریب سے تم تکیا لگا کے بیٹھے

غمگین نہو حسن تو یہ ناز ہی تجھی پر
یون اور سے وہ آ گے کب مُنھ تھتھا کے بیٹھے

آپ کو اُسنے اب ترا شا ہی
قہر ہی ظلم ہی تماشا ہی

اُسکو لیتے بغل مین ڈرتا ہون
نازکی ہین وہ شیشہ باشا ہی

کیا کہون اپنے سیم تن کا حال
گاہ تولا ہی گاہ ماشا ہی

تیرے کوچہ سے اُٹھ نہین سکتا
کس وفا کشتہ کا یہ لاشا ہی

گر فرشتہ بھی ہو حسن تو وہان
گالی اور جھڑکی بے تحاشا ہی

اُتنے آنسو تو نہ تھے دیدۂ تر کے آگے
ابتو پانی ہی بھرا رہتا ہی گھر کے آگے

دمبدم مجھکو تصور ہی اُسی دلبر کا
رات دن پھرتا ہی میری وہ نظر کے آگے

ہین یہ ای جان مری دل سے مجھے اپنے عزیز
تیرے داغون کو ہین رکھتا ہون جگر کے آگے

گرمی اپنی کو فراموش کرین مہر وشان
سرد ہو جائین سب اُس رشکِ قمر کے آگے

با دتندی سے میان تیری مجھے حیرت ہی
کیونکہ رکھتا ہی طپانچون کو کمر کے آگے

تیرے دانتون سے ہین تشبیہ ندون گوہر کو
یوتھ کو قدر نہین سلکِ گہر کے آگے

زور سے کام نکلتا نہین بے زر کے دیئے
زر بھی حربہ ہی ترا ایک بشر کے آگے

زر اگر بر سر فولاد نہی نرم شود
زور کا زور دھرا رہتا ہی زر کے آگے

کسکو کہتا ہی میان یان سے سرک یان سے سرک
ق کوئی بیٹھا نہین آکر ترے در کے آگے

یہ تو مجلس ہی جہان بیٹھ گئے بیٹھ گئے
کیون جگہ بدلے کوئی کا ہیکو سر کے آگے

اب کہان جائے حسن ہاتھون سے تیرے ظالم
رکھ لیا تو نے اسے تیغ و سپر کے آگے

وہ طبیعت کی کجی اور وہ رکھائی نہ گئی
ہم بھلون سے بھی تری آہ بُرائی نہ گئی

اپنی سوگند جو دی اُسنے تو کھائی نہ گئی
ایک بھی بات محبت کی چھپائی نہ گئی

وہ نظر باز ہین تاڑ گیا نظرون مین
روبرو اُسکے تو کچھ بات بنائی نہ گئی

ترے ابرو کا مین عاشق ہون کہون کیونکہ نہین
مجھسے اُس بات پہ تلوار اُٹھائی نہ گئی

دل کے بیٹھا نہ خوشی سے تو کبھی ایک بھی رات
آئے دن کی یہ تری مجھسے لڑائی نہ گئی

پل مین آنکھون نے تری صاف کیا عالم کو
تو بھی ظالم ترے دیدے کی صفائی نہ گئی

شیخ تو نیک و بدِ خترِ رز کیا جانے
وہ بچاری تو ترے پاس نہ آئی نہ گئی

ناتوانی کا مین آنکھون کی تری قائل ہون
پشت پا سے نگہ ناز اُٹھائی نہ گئی

اس طرح روٹھ گئی جان مری مجھسے کہ مین
مرگیا تو بھی وہ بیرحم منائی نہ گئی

ہنس کے پھر میان مین کرلی بھلا ادھر دیکھ
ایک بھی تجھسے تو تلوار لگائی نہ گئی

عشق کے آنیکا سبب میرے وہ کل پوچھ رہا
پر حسن مجھسے پہیلی یہ بتائی نہ گئی

رونے مین خون دل کے صورت ہزار دیکھی
برسات مین شفق کی کیا کیا بہار دیکھی

دل کو لگا کے تجھسے ایذا جفا مصیبت
جو کچھ نہ دیکھنی تھی سو سب ہمنے یار دیکھی

شہرِ بتان مین دل کو روتے پھرے ہین بیدل
دل ہی کی ہر طرف یان ہمنے پکار دیکھی

عاشق کو ڈوبتے ہی دریائے غم مین دیکھا
کشتی کسی کی اس سے ہمنے نہ پار دیکھی

اُسنے تو خس برابر احسان کچھ نہ مانا
پلکون سے ہمنے اُسکے دہلی بہار دیکھی

در در ہمین پھرایا گھر گھر ہمین جھکایا
بس تیری ہمنے خوبی ای روزگار دیکھی

مدنظر ہی کسپر ظالم جو آئینہ سے
کنگھی یہ ہاتھ پھیرا ابرو سنوار دیکھی

کیا تھا کہ آج ناقہ بے ساربان پایا
مجنون کے ہاتھ ہمنے اُسکی مہار دیکھی

یا ٹک تو تھا حسن کو کل انتظار تیرا
آنکھون مین اُسکے ہمنے جانِ نزار دیکھی

رات غیرونکا بیانِ آہ و زاری کر گئے
آپ اچھی آکے میری غمگساری کر گئے

کچھ بگڑتے اور کچھ زلفین بناتے آن کر
رات مجھ بیمار کی تم اور بھاری کر گئے

غیر اپنے روبرو یون تمسے مل مل بیٹھتے
کیا کہین کل ہم بڑی خاطر تمھاری کر گئے

کاہلا سنکر مجھے آئے پہ چپ بیٹھے رہے
کہنے سننے کو ذرا بیمارداری کر گئے

سیکڑون بیدل ترے کوچے مین دل کے واسطے
اپنے جی سے تو نہایت خاکساری کر گئے

لیکے دامن منھ پر اپنے اُسکے کوچہ کی طرف
جب ہم آئے موسم ابر بہاری کر گئے

بادِ چلکر جس طرح منہ برس جاتا ہی کہین
آہ بھرتے آن نکلے اشکباری کر گئے

کیا کرینگے یاد اس دنیا مین آکر وے غریب
صرف غم مین اپنی جو اوقات ساری کر گئے

اب کہان آہون کی وستی اور کہان وہ فوجِ اشک
ہم بھی کوئی دن غمون کی فوجداری کر گئے

قیس کا مدت سے برہم ہو گیا تھا سلسلہ
اپنی ہم دیوانگی سے اُسکو جاری کر گئے

غیر کو ادھر بٹھا یا رات اور ادھر مجھے
دشمنی مین بارے اتنی دوستداری کر گئے

حال میرا اُس سے جو پوچھا کسی نے تو کہا
وے ہی یہ جو آکے کل یان بیقراری کر گئے

ہٹے کٹے ہین بھلے چنگے ہین اُنکو کیا ہوا
سوجے پھولے آئے تھے گلا گذاری کر گئے

مجھسے چھپکر میرے ہمسایون مین آئے رات کو
گالیان دیدیکے ناحق میری خواری کر گئے

کل محلّہ سے حسن کے دل طلب کرتے تھے جو
آج یان بھی آکے وے خانہ شماری کر گئے

ولہ

تنہا نہ ایک نرگس ڈھل ڈھل کے دیکھتی ہی
تجھکو تو شمع بھی کچھ گھل گھل کے دیکھتی ہی

بازی بگڑ گئی ہو تو اُسکو سنوارئے
دل کو قوی ہو دیجیے جی کو نہ ہارئے

عاشق ہون جیسے رنگ سنہری کل اُسکے ہین
لیجاتے ہین دھوان مری آہون کا نیار یئے

شبنم کی طرح سیر چمن بھی ضرور ہی
رو دھو کے ایک رات یہان بھی گذاریئے

مارا حسن بتون نے بنارس کے تب سے آہ
جیسے لگے پھٹنے یہ مشر و کٹار یئے

منھ کہان یہ کہ کہون جائیے اور سو رہیئے
خوب اگر نیند ہی تو آئیے اور سو رہیئے

تکیہ زانو کا مرے کیجیے بے خوف و خطر
آپ تشریف اِدھر لائیے اور سو رہیئے

آج کی چاندنی وہ ہی کہ کسی شوخ کے ساتھ
کھول آغوش لپٹ جائیے اور سو رہیئے

یونتو ہرگز نہین آنے کی تمھین نیند مگر
مجھسے قصہ مرا کہوائیے اور سو رہیئے

غم ہوا تھامری راتون کا تمھین کس کس دن
منھ مرا آپ نہ کھلوائیے اور سو رہیئے

گر رہین ہم بھی کہین پائنتی اب جائین کہان
آپ اتنا ہمین فرمائیے اور سو رہیئے

تخت جاگے ہین شب ماہ مین جو یار ہو پاس
چاندنی تخت پہ بچھوائیے اور سو رہیئے

اُس ادا کا ہون مین دیوانہ کہ انگڑائی لے
مجھسے کہتا ہی کہین جائیے اور سو رہیئے

ڈر خدا کا ہی نہین اور صنم کو لیکر
ایک جا بر مجھے دکھلائیے اور سو رہیئے

طپش عشق کی گرمی سے جلے جاتے ہین
چھانون ٹھنڈی کہین ٹک پائیے اور سو رہیئے

یہ بلا فکر سے کچھ نیند ہوئی ہی کہ حسن
جی مین آتا ہی کہ کچھ کھائیے اور سو رہیئے

جلد حُسن و جمال جاتا ہی
نہین رہتا یہ حال جاتا ہی

جب تلک دیکھتا نہین اُسکو
دل مین کیا کیا خیال جاتا ہی

کونسے وقت عرض حال کرون
وہ تو ہر وقت ٹال جاتا ہی

جسکا ہوتا ہی غم سے دل بھاری
وہ ترے در پہ ڈال جاتا ہی

سرسون آنکھون مین کیون نہ پھولے اب
زرد اوڑھے دوشال جاتا ہی

صاف سمجھا نہین مجھے عاشق
بات کہتے سنبھال جاتا ہی

جان دیتا ہون جلد دیکھون تو
نامہ بر کیسی چال جاتا ہی

نکتہ چینون نے کچھ کہا تو کیا
کوئی اسمین کمال جاتا ہی

کچھ رہائی نظر نہین آتی
یون ہی اب کا بھی سال جاتا ہی

آہ مثل شب جوانی جلد
کیا یہ روز وصال جاتا ہی

دلبری وہ صنم کرے میری
کچھ بھلا احتمال جاتا ہی

یون خدا کی خدائی ہی معمور
پر کب اپنا خیال جاتا ہی

تو تو خوش ہو حسن کے جانے سے
تیرا رنج و ملال جاتا ہی

مین نے دشمن سے دوستداری کی
اپنے ہاتھون سے اپنی خواری کی

خاک در خاک ہو گئے آخر
یان تلک ہمنے خاکساری کی

غم کا دریا بھر اتھا کیا دل مین
جس سے چشمون نے نہر جاری کی

جس طرف دل گیا گئے ہم بھی
جان کی اپنی پاسداری کی

کچھ بھی اُسنے کیا نہ قول و قرار
ہمنے ہر چند بیقراری کی

ق

اُسنے جانا نہ کان بھی کچھ
رات دن مین نے آہ و زاری کی

تسپہ حیرت ہی یہ کہ تو نے حسن
کس بھروسے یہ اشکباری کی

ہمسے گر محجوب ہو کر نازنین رہ جائین گے
ہم بھی اپنے منھ پہ دھر کر آستین رہجائین گے

بس نہوا اپنا تو پھر کیا کیجیے وقت وداع
آپ کو ہم تھام کر اپنے تئین رہجائین گے

دیر و کعبہ پر نہین کچھ منحصر اے دوستان
دل جہان ہو گا ہمارا ہم وہین رہجائین گے

ناتوانون کا نہ چھوڑو ساتھ راہ عشق مین
ورنہ یہ فرقت زدہ اندوہگین رہجائین گے

یاد مین اُس زلف کی جاتے ہین اتبو ہم چلے
شام جب سر پر پڑیگی تب کہین رہجائین گے

اپنی خاطر جمع ہی زلف پریشان سے تری
سب نکل جاوینگے آخر اک ہمین رہجائین گے

تیغ ابرو ہی سے کر لیوینگے سازش یار لوگ
طاق پر تیرے دھرے سب بغض و کین رہجائین گے

پہلے اپنے بزم سے غیرون کو اُٹھوا دے شتاب
ورنہ میرے جاتے جاتے یہ لعین رہجائین گے

ہنستے جاتے ہو جدائی مین تمھین تو کھیل ہی
ہمکو رونا ہی کہ ہم تم بن غمین رہجائین گے

اب جو کچھ چاہین کہین پر ہم یہانسے جب گئے
پھر یہ سب افسوس کرتے نازنین رہجائین گے

رنگ و روُ اُڑ جائین گے لالہ رخون کے ایک دن		ہان مگر اک داغ انکے دلنشین رہجائین گے
باز رکھ اسکو سفر سے ورنہ یہ جاتے ہی عمر	ق	دل کے سب ارمان دل مین ہمنشین رہجائین گے
اور نہین تو یہ مقرر ہی کہ بسمل کی طرح		کر کے قاتل پر نگاہِ واپسین رہجائین گے

دو جہان سے ہم کنارے ہوکے جاوینگے حسن
ہاتھ ملتے ہمپہ یہ دنیا و دین رہجائین گے

کئی دن تیرے چھپے رہنے مین اشک آنکھون سے برساہی	نکل خورشید رو گھر سے کہ عالم خوب ترساہی
نہین معلوم ہی کس عالم بالا پہ گھر تیرا	وگرنہ ای اثر نالہ تو میرا عرش فرساہی
خدا ناترس کیا کافر ہی دل تیرا کہ کیا کہیے	نہ ایسا گبر ہی کوئی نہ ایسا کوئی ترساہی
نہین ملبوس بہتر کوئی اس عریان تنی سے بھی	یہی ہی اپنی محمودی یہی اپنا اورساہی
الگ کب پشم کو یہ عزت دنیا گدائی کی	کہ اُنکا بوریا مسند ہی اور قالین جرساہی

حسن صنعت سے بٹھلا اور بھی تو قافیہ لاکر
کہ تا اہلِ ہنر جانے کہ اسمین کچھ ہنر ساہی

ترا ہر چند دل پتھر سے بھی کچھ سخت ترساہی	ولیکن سچ اگر پوچھے تو کب میرے جگر ساہی
سوا ہی حسن ہی تیرا مہِ تابان سے ای مہ رو	کہ ابرو ہی ہلال آسا تری اور منھ قمر ساہی
گریبان چاک اور خاموش مجھکو دیکھ کہتا ہی	کرون کیا بات اس سے یہ تو کچھ دیوار و در ساہی
مین اپنے دل کو جب دیکھون ہون تب روتے ہی جاتا ہون	یہ ہمسایہ بھی کچھ میری طرح سے نوحہ گر ساہی
رقیب روسیہ کی کل جو تم تعریف کرتے تھے	مین اُسکو آج جو دیکھا تو اک گیدی نفر ساہی
تصدق ہوکے جاویگا کہان یہ صید دل میرا	قفس مین اسکو رہنے دے کہ یہ بے بال و پر ساہی
نصیحت مجھکو بھی کرتا ہی ناصح کچھ سنا تمنے	بھلا مین کیا کہون اب اسکو یہ تو جانور ساہی
وہ جو باریک بین ہین وہ میان کو دیکھ کہتے ہین	نہین اتنی کمر اسکی کہ کہیے مو کمر ساہی
سرایت جی یہ کرتا ہی شالِ اشکِ غم دیدہ	حسن تیرے سخن مین بھی مقرر کچھ اثر ساہی

تمھین کچھ ایک نہ دنیا مین جفاکار ملے — جو ملے مجھکو سوا ایسے ہی وفادار ملے
ساتھ اپنے مین اُسے خواب مین سوتے دیکھا — بارے مدت مین مجھے طالع بیدار ملے
جی تو ایسا ہی خفا تھا کہ نہ ملیے گا کبھی — پر ترے ہنس کے پلٹجانے مین ناچار ملے
ایسے ملنے سے تو کچھ اُنکے دل اپنا نہ ملا — یون تو ملنے کو ملے ہمسے پہ بیزار ملے
کچھ بلا تیرے سوا اپنا کہین جی نہ لگا — ورنہ دنیا مین بہت ہمکو طرحدار ملے

ق

کل تماشا تھا کہین جاتا تھا اُس شوخ کے ساتھ — مہربان ایک مجھے اور طرحدار ملے
وے اسے دیکھ رُکے اور یہ اُنھین دیکھ رُکا — جیسے گھنسائے ہوئے ہون کہین دو یار ملے
نہ کہ مین ساتھ تھا جسکے وہ لگا کہنے کہ بس — مجھسے اب کام نرکھ جا ترے حقدار ملے
مین یہ سنکر جو گلے لگنے کو دوڑا تو وہ شوخ — ہنس کے پھر بولا کہ چل چل مری بیزار ملے

کہ غزل اور حسن ایسی کوئی رتبہ کی
آفرین جو شعرا سے تجھے ہر بار ملے

نغمہ و عشق سے ہین سبحہ و زنار ملے — ایک آوازہ یہ دو سازکے ہین تار ملے
ہین تو آشفتۂ دل اور دل آشفتۂ زلف — خوب ہم دونون گرفتار گرفتار ملے
مصلحت ہی کہ تری چشم کو ہی دل سے حجاب — رنج ہوا اور جو بیمار سے بیمار ملے
دن توقع ہی توقع مین کہانتک گذرین — مر گئے ہجر مین بس اب تو کہین یار ملے
اپنی ہی وضع پہ لاوینگے خدا خیر کرے — یہ طرح رہتے ہین اس شوخ سے عیار ملے
درد و رنج والم و حسرت و داغ و غم و رشک — مجھکو کیا کیا نہ ترے عشق مین آزار ملے

ق

کیا بڑی عمر ہی دل مین ابھی گذرا تھا مرے — کہ مزا ہووے جو ایسے مین وہ دلدار ملے
بارے تو آن ہی پہونچا مرا جی شاد ہوا — مین نے اب جانا کہ ہین دونون کے اسرار ملے

موندے جب تو ان آنکھون کو جاننے تو حسن
دل کی آنکھون سے تجھے یار کا دیدار ملے

کیا ہنسے اب کوئی اور کیا روسکے
دل ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے

جس طرح جی چاہتا ہی اُس طرح
کون میرے دردِ دل کو کھو سکے

گھر مین جو چاہے سو کہلے پر اُسے
میرے مُنھ پر کوئی کچھ کہہ تو سکے

جو ہمیشہ ساتھ سویا ہو ترے
وہ اکیلا کس طرح اب سو سکے

کون اب داغ جگر کو ای حسن
بن مرے اشک ندامت دھو سکے

سب نقش اس فلک کے نگینے پہ آرہے
کارِ جہان تمام کمینے پہ آرہے

آگے جو دلبری تھی سو عاشق کشی ہی اب
جو کام مہر کے تھے سو کینے پہ آرہے

غصّے مین جوش مارا جو دریاے حسن نے
جلوے نزاکتون کے پسینے پہ آرہے

ڈرتا ہی دل کہ اسپہ ترقی نہو کہین
ملنے کے وقت ابتو مہینے پہ آرہے

تو کچھ نہ بولے اور مزا ہو کہ میرا ہاتھ
کاندھے سے تیرے مستی مین سینے پہ آرہے

دریاے دل کی موج سے خطرا ہی چشم کو
مت یہ کہین اُچھل کے سفینے پہ آرہے

پُولی تلے گذر گئی لاکھون کی عمر اب
گنبد مین کوئی کوسنے جینے پہ آرہے

جنکا دماغ عرش پہ تھا اب ہین پائمال
کوٹھے پہ جو کہ رہتے تھے زینے پہ آرہے

گنجِ نہان سے دل کے تو واقف ہوے نہ ہم
کیا فائدہ جو زر کے دفینے پہ آرہے

دو دن کے چاو چوز حسن کے وہ ہو چکے
پھر رفتہ رفتہ اپنے قرینے پہ آرہے

لو دل پر اُسکی تیغ سے بیداد ہو گئی
تن کے قفس سے جان تو آزاد ہو گئی

اک دو ہی آہین سُنکے خفا ہمسے ہو چلے
دلسوزی ایک عمر کی برباد ہو گئی

بارے ہزار شکر کہ آیا تو اس طرف
اُجڑی ہوئی یہ بستی پھر آباد ہو گئی

نالہ سُنا جو میرا تو بلبل کو جی ملا
ہمدرد وہ سمجھ کے مجھے شاد ہو گئی

دل خاک ہو رہا تھا زبس اہل بزم کا
تجھ بن شراب شیشہ مین سب گاد ہو گئی

کہتے تھے ہم کہ آگے نہ تھے شوخ بیوفا
تو نے کہا کہ تھے تو بس اسناد ہو گئی

کس کا حسن کہاں کا تعشق کدھر کا دھیان
وہ دن گئے تپاک کے وہ یاد ہو گئی

بسکہ جون بدر زمانہ یہ گھٹاتا ہی مجھے
دن بدن اور ہی عالم نظر آتا ہی مجھے

حسن نیرنگیِ عالم کا عجب رنگ سے کچھ
عین نیرنگی مین سو رنگ دکھاتا ہی مجھے

اتنا معلوم تو ہوتا ہی کہ جاتا ہون کہین
کوئی ہی مجھمین کہ مجھسے لئے جاتا ہی مجھے

یاد مین کسکی کرون مجھکو کہان ہوش و حواس
اپنی ہی یاد سے یہ عشق بھلاتا ہی مجھے

طرفہ عالم ہی کہ ہر ایک سے وہ مایۂ ناز
آپ رہتا ہی الگ اور بھڑاتا ہی مجھے

چھوڑ کر مجھکو وہ تنہا کوئی جاتا ہی کہین
یہ بھی اک چھیڑ ہی اسکو کہ کڑھاتا ہی مجھے

مجھکو کیون کھینچے لئے جاے ہی تقصیر مری
عمر ٹک رہ تو سہی کون بلاتا ہی مجھے

مجھ مین اور دل مین سدا ہی سبق عشق کا درس
مین سناتا ہون اسے اور وہ سناتا ہی مجھے

میرے ناخونون مین ہین تجھسے کئی چار ابرو
اپنی کیا تیغ سے ہر دم تو ڈراتا ہی مجھے

طائر رنگِ حنا ہون تو لگون تیرے ہاتھ
چٹکیون مین تو عبث یار اڑاتا ہی مجھے

تجھکو منظور جفا مجھکو ہی مطلوب وفا
نہ یہ بھاتا ہی تجھے اور نہ وہ بھاتا ہی مجھے

جو مری چڑھ ہی اسی بات کا ہی تجھکو ذوق
آہ تو دیدہ و دانستہ کھجاتا ہی مجھے

پھر پھر آئینہ مین منھ دیکھنے لگتا ہی حسن
ایکدم آپ مین وہ شوخ جو پاتا ہی مجھے

نگہ سے چشم سے ناز و ادا سے
خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

کسی کی بیوفائی سے مجھے کیا
مین اپنے کام رکھتا ہون وفا سے

بہت مانگین دعائین ہاتھ اٹھا کر
نہ نکلا کام کچھ آخر دعا سے

مجھے ڈر ہی کہین رسوا نہو تو
جو ہین رسوا ہوا تیری بلا سے

حسن دیتا ہی تو کیون جی بتون پر
ملا دینگے تجھے کیا یہ خدا سے

دیگر

بوالہوس ہو اُسے اِسے چاہے
جو تجھے چاہے سو کسے چاہے

کردے اکدم ہین اُسکو کچھ کا کچھ
یار تیرا حسن اب جسے چاہے

چشم تر رات مجھکو یاد آئی
اپنی اوقات مجھکو یاد آئی

نالۂ دل پر آہ کی ہین نے
بات پر بات مجھکو یاد آئی

ابھی بھولی تھی دخت رز تو یہ
پھر وہ بدذات مجھکو یاد آئی

زلف ہین دیکھ خال کو اُسکے
شب کی وہ گھات مجھکو یاد آئی

دیکھ لالہ کا رنگ اُسکی کفک
آج ہیہات مجھکو یاد آئی

جی پہ جسکے ستم کہین دیکھا
دل کی اوقات مجھکو یاد آئی

دیکھ روتے حسن کو شدت سے
پر کی برسات مجھکو یاد آئی

دل ہی نہ جان دینے پر اپنی دلیر ہی
اس زندگی سے اپنا بھی جی ابتو سیر ہی

تیرے تو جلد آنے مین ہرگز نہین قصور
تو کیا کرے یہ میرے نصیبون کی دیر ہی

مجھکو سواد خط نہین اور عشق ہی دو حرف
جسکا نہ پیش ہی نہ زبر ہی نہ زیر ہی

ممکن نہین کہ پھیر ملے تیری بات کا
پایا ہی کسنے اسکو یہ دریا کا پھیر ہی

گھر مین رقیب کیون نہ جتاوے سپہ گری
اپنی گلی مین کہتے ہین کتا بھی شیر ہی

مت استخوان سوختہ پر میرے رو تو
آتش چھپی ہی اسمین یہ جونکا ڈھیر ہی

جس طرح گرد ماہ کے ہالہ ہو جلوہ گر
یون تن پہ خوشنما ترے دامن کا گھیر ہی

کس کس کے غم کو سینئے حسن اب وہ دل نہین
اپنی ہی سرگذشت سے جی اپنا سیر ہی

جس طرح کوئی شجر پر سے ثمر لے اُترے
اشک مژگان سے مرے لخت جگر لے اُترے

پوچھ مت حالت بخت سیہ و چشم سفید
ہم نصیبون سے عجب شام و سحر لے اُترے

کون سوتے نظر آیا تمھین کو مُجھے پہ کہو
یک بیک چونک کے کیون تیغ و سپر لے اُترے

چڑھ سکے مُنھ نہ مرے چاک جگر کے ہرگز
تار و سوزن کو مسیحا بھی اگر لے اُترے

یون تو پیتا نہین دل ہاتھ سے ساقی کے شراب
جام اسکے لئے اب حور مگر لے اُترے

مُنھ چڑھین ہم کسی محبوب کے اب کیونکہ بھلا
اپنی قسمت سے تو ہم زور نہ زر لے اُترے

دل تو اشکون ہی مین تھا پر نہین معلوم حسن
اس مسافر کو یہ بہکا کے کدھر لے اُترے

نہ فقہ نہ منطق نہ حکمت کا رسالہ ہی
اس فن محبت کا نسخا ہی نرالا ہی

خطرا ہی مجھے اب تو چپ رہنے سے بھی اپنے
کیا ہی کہ نہ سوزش ہی وہ آہ نہ نالا ہی

دل ہی نہ کھلے اپنا تو کیجیے کیا ورنہ
سبزا ہی گلستان ہی گلزار ہی لالا ہی

کیونکر نہ ثمر لاوے شاخ مژہ لخت دل
سو خون جگر سے مین اس تیر کو پالا ہی

ہی دل مین وہ لیکن دکھلائی نہین دیتا
باہر تو اندھیرا ہی اور گھر مین اُجالا ہی

تعجیل نکر ای دل آنے تو لگا ہی وہ
ملجائیگا بوسہ بھی کیا مُنھ کا نوالا ہی

کیفیت میخانہ بس دیکھلی اب کیا ہی
ساقی ہی نہ صہبا ہی شیشہ ہی نہ پیالا ہی

یہ چال اگر ہی تو رہنے کا نہین اب دل
بیطرح سے اسنے تو کچھ پانون نکالا ہی

تو ہوتا تو کیا ہوتا کل نام ترا لینے
گلشن مین حسن کو مین گرنے سے سنبھالا ہی

یان سے پیغام جو لیکر گئے معقول گئے
اُسکی باتون مین لگے ایسے کہ سب بھول گئے

تو تو معشوق ہی تجھکو تو بہت عاشق ہین
غم اُنھون کا ہی جو وہ جان سے بزمول گئے

بیکلی اپنی کا اظہار تو کرتا نہین مین
گلرخان دیکھکے تم مجھکو عبث بھول گئے

کیونکہ کھٹکا نہ رہے سبکو اودھر جانیکا ‌‌ آہ کیا کیا نہ اسی خاک مین مقبول گئے
اپنی نیکی و بدی چھوڑ گئے دنیا مین ‌‌ گرچہ دونون نہ رہے قاتل و مقتول گئے
زلف مین اُسکی بہت رہ کے نہ اترائیو دل ‌‌ تجھسے کتنے ہی مری جان یہان بھول گئے

پہلی باتون کا محبت کی حسن ذکر نکر
بس وہ دستور گئے اور وہ معمول گئے

محبت مین تری جب مجھکو عالم نے ملامت کی ‌‌ دل و جان نے تب آپس مین مبارکباد سلامت کی
قیامت جسکو کہتے ہین یہ اک مدت کا تھا مصرع ‌‌ یہ میرے مصرعِ موزون نے اس قد کی قیامت کی
کیا قمری نے نالہ اور کھینچی آہ بلبل نے ‌‌ چلی کچھ بات جب گلشن مین میرے سرو قامت کی
جب اپنا کام تیرے عشق مین تدبیر سے گذرا ‌‌ چلی آنکھون سے میری سیل تب اشکِ ندامت کی

سخن کا یہ بزرگون کی تتبع بسکہ کرتا ہے
نکلتی ہی حسن کی بات مین اک بو قدامت کی

وہ نہین ہم جو ڈر ہی جاوینگے ‌‌ دل مین جو ہی سو کر ہی جاوینگے
تجھسے جبدم جدا ہوئے ای جان ‌‌ پھر یہ سُنیو کہ مر ہی جاوینگے
دید پھر پھر جہان کی کرلین ‌‌ آخرش تو گذر ہی جاوینگے
جی تو لگتا نہین جہان دل ہی ‌‌ ہم بھی اب تو اُدھر ہی جاوینگے
بیخبر جس طرح سے آئے ہین ‌‌ اُس طرح بیخبر ہی جاوینگے
تجھکو غیرون سے کام ہی تو رہ ‌‌ ہم بھی اب اپنے گھر ہی جاوینگے

دل کو لکھ پڑھ کے دیجیو تو حسن
ورنہ دلبر مُکر ہی جاوینگے

نوجوانی کی دید کر لیجے ‌‌ اپنے موسم کی عید کر لیجے
کون کہتا ہی کون سُنتا ہی ‌‌ اپنی گفت و شنید کر لیجے

اب کے بچھڑے ملوگے پھر کہ نہین
کچھ تو وعدہ وعید کر لیجے

اپنے گیسو دراز کے مجھکو
سلسلہ مین مُرید کر لیجے

ہی مثل ایک ناہ صد آسان
یاس ہی کو امید کر لیجے

ہان عدم مین کہان ہی عشق بتان
اسکو یان سے خرید کر لیجے

وصل تب ہو اُدھر جب ایدھر سے
پہلے قطع و بُرید کر لیجے

قتل کیا بیگنہ کا مشکل ہی
چاہیے جب شہید کر لیجے

اُسکی اُلفت مین روتے رو اے حسن
یہ سیہ مو سپید کر لیجے

دل جنھون نے کہین لگائے تھے
کیا اُنھون نے مزے اُٹھائے تھے

مثل آئینہ کیا عدم سے ہم
تیرا مُنھ دیکھنے کو آئے تھے

اب جہان خار و خس پڑے ہین کبھی
ہمنے یان آشیان بنائے تھے

ہو کے مشتاق تیری جھڑکی کے
آپ اپنا پیام لائے تھے

تیرے خط نے بھی ایک عالم کو
ہند کے سے سمین دکھائے تھے

ق

جسکا جی تھا اُسے دیا پھر کیا
کچھ ہم اپنی گرہ سے لائے تھے

اپنا سمجھے تھے آپ کو سو غلط
خوب دیکھا تو ہم پرائے تھے

لیکے رخصت حسن گئی دم کی
سیر کو یان کی ہم بھی آئے تھے

کیون رنگ سرخ تیرا اب زرد ہو گیا ہی
تو ہی مگر ہمارا ہمدرد ہو گیا ہی

وے دن گئے کہ دل مین یہ ہتا تھا درد اپنے
اب دل نہین سراپا اک درد ہو گیا ہی

اتنا تو فرق مجھمین اور دل مین ہی کہ تجھ بن
مین خاک ہو گیا ہون وہ گرد ہو گیا ہی

ہی چاک چاک سینہ کیونکر چھپے تو دل مین
یہ تو مکان سارا بے پردہ ہو گیا ہی

کس طرح شیخ چھیڑے اب دخت رز کو آکر
اس طرف سے بچارا نامرد ہوگیا ہی

یاں کیا نہ تھا جو وان کی رکھے حسن توقع
دونون جہان سے اپنا دل سرد ہوگیا ہی

دیکھنے بیٹھا جو وہ مہ اپنے گھر کی چاندنی
جبتلک بیٹھا رہا تب تک نہ سر کی چاندنی

نور باقی ہی نہ آنکھون مین نہ دل مین روشنی
تیرے بن کیا جا کے دیکھین بحر و بر کی چاندنی

ایک شب تو پھر بھی آجا آنکھین بس ہوگئین سفید
کب تلک دیکھا کرین اُجڑے نگر کی چاندنی

ملگجے کپڑون مین یون ہی جلوہ گر اُسکا بدن
دھوپ جیسے شام کی ہو اور سحر کی چاندنی

شعلۂ دل کا تصرف ہی کسی عاشق کی یہ
ورنہ کب بھاتی تھی تجھکو بام و در کی چاندنی

تھی ہمین شب کی وہ تیرے چاند سے مکھڑے تلک
اب کہان کی روشنی پیارے کدھر کی چاندنی

سیج پھولون کی بچھی ہو ماہرو بیٹھا ہو پاس
دیکھنا تب لطف دیوے یکدگر کی چاندنی

یاد آتا ہی کسی موسم کا اس جا لوٹنا
جب نظر پڑتی ہی مجھکو تیرے گھر کی چاندنی

سیکڑون عالم دکھاتی ہی حسن دلبر کے ساتھ
ٹھنڈی ٹھنڈی باد اور تپ پچھلے پہر کی چاندنی

صید کو دل کے جال رکھوائے
بارے تمنے بھی بال رکھوائے

اُسکے پتّون نے کج ادائی کی
مہ کے سر پر ہلال رکھوائے

ہر طرف ہوگئے تھے وصل مین غم
ہجر نے پھر بحال رکھوائے

لعل و گوہر کا گنج ہی یہ دل
ہین یہان اپنے مال رکھوائے

نذر کو تیری ہمنے آنکھون مین
گوہر بیمثال رکھوائے

رشک سے شب کا دل ہوا پرزے
اُسنے جب مُنھ پہ خال رکھوائے

کھینچ مت تیر آہ دل سے حسن
اُسنی ہی دیکھ بھال رکھوائے

نہ خیالِ دل نہ فکرِ جان ہی
رات دن اُسی کا دھیان ہی

تو ملے تنہا تو مین تجھسے کہون
دل مین جو جو کچھ مرے ارمان ہی

آج بارے وہ ملا ہمسے صنم
اپنے اُس اللہ کا احسان ہی

حسن کیا ہی اور کیا ہی عشق یہ
عقل اپنی اس جگھہ حیران ہی

بے ادائی ہی ترے جانے مین اور
تیرے آنے مین سراپا آن ہی

یون تو رونے کو سبھی روتے ہین پر
میرے ہی رونے پہ کچھ طوفان ہی

اُسکی اس ظاہر پہ تو مت جائیو
ہی تو وہ انسان پر شیطان ہی

مین سمجھتا ہون حسن اُس شوخ کو
ایک یکتا ہی وہ کیا نادان ہی

بس ہی اتنا ہی ترا پیار مجھے
او حسن کہکے تو پکار مجھے

عندلیبِ بہار خوبان ہون
نہین درکار لالہ زار مجھے

لئے جاتی ہی ہوش سے ہر دم
تیری یہ چشم پر خمار مجھے

گل ہزارون کو آہ جسنے دیے
دل دیا اُسنے داغدار مجھے

بیقرار ہی پر اپنی مرتا ہون
کیون نہی آتا نہین قرار مجھے

سوچتا کچھ تو آج دل مین گیا
دیکھ روتے وہ زار زار مجھے

سخت دشمن ہے یہ کہ تجھسے جدا
لیے پھرتا ہی روزگار مجھے

عین گلشن مین ہون یہ چون تصویر
نظر آتی نہین بہار مجھے

رونے اور جلنے ہی کو ڈھالا ہی
یدِ قدرت نے شمع وار مجھے

عشق بازی مین دل نہ ہار حسن
کاش اُسکے عوض تو ہار مجھے

ہو تا گران تبون مین وفادار ایک بھی
کرتا مین دلدہی مین نہ تکرار ایک بھی

گو خوبیان ہین سب یہ تغافل تو ہی غضب
کافی ہی جی کے لینے کو آزار ایک بھی
ہوتا اگر تو عہد مین یوسف کے ای عزیز
کرتا نہ مُنھ اُدھر کو خریدار ایک بھی
ہی کلیۃً کہ حسن کو ہرگز نہین وفا
دیکھا ہین باوفا نہ طرحدار ایک بھی
سو سو خیال دل مین گذرتے ہین روز و شب
وعدہ اگر کرے ہی وہ دلدار ایک بھی
آئے تھے دام مین تو کئی پر سب اُڑ گئے
میرے سوا رہا نہ گرفتار ایک بھی
تقصیر وار مین ہی ترا ہون خدا کرے
ایسا نہو سے کوئی گنہگار ایک بھی
سو باتین آپ جھوٹی بنادے تو کچھ نہین
مانے نہ سچ ہماری وہ عیار ایک بھی
گر لاکھ بات مجھکو کہے وہ تو ہمنشین
دیجو نہ تو جواب خبردار ایک بھی
کیا جانیے کہ کسکی مرادین بر آئیان
خواہش ہوئی نہ اپنی تو زنہار ایک بھی
جیتے ہی جی تلک نہین دلسوزیان حسن
لایا چراغ گور پر اب یار ایک بھی

مطلع غزل دیگر

جو چاہے آپ کو تو اُسے کیا نہ چاہیے
انصاف کر تو چاہیے یہ یا نچاہیے
ہنستے ہنستے کوئی طرح ہو جائے
جس مین کچھ تاؤ پیچ تو کھائے
تیرے قدمون سے وہ لگے ظالم
جو کوئی اپنے سر سے ہاتھ اُٹھائے
میرا جلنا ہی گر مراد تری
تو صنم اپنے تو خدا سے پائے
روگ جی کا ہوا یہ دل نہ ہوا
کب تلک کوئی رنج اسکا اُٹھائے
دل کو پامال کر رکھا ہی مرے
کیون نہ جوتی دکھاکے تو اترائے
کیا کرون تیرا پانون ہی درمیان
ورنہ پاپوش تیری مجھ تک آئے
جی سے کہتا ہی تو یہ ہی جوتی
کیا ہو گر تیرے دشمنون پر جائے
باغ مین جاکے ای حسن تنہا
کیا کوئی ہو نہال کیا پھل پائے
سیر لالے کی یار بن یون ہی
جس طرح سے جلے کو کوئی جلائے

توکسی سے اگر ملا نکرے — اسقدر دل مرا کڑھا نکرے
گر الگ سب سے تو رہا نکرے — ایک سے ایک پھر ملا نکرے
کیون نہ دیکھے تجھے کوئی ای ماہ — کیا کرے اپنا سو جھنا نکرے
آئینہ مین تو دیکھ اپنا مُنھ — تجھسے کیونکر کوئی صفا نکرے
بس جو میرا ہو یہ منادی دون — بیوفا سے کوئی وفا نکرے
کیون مین اس طرح رات دن رؤن — توکسی سے اگر ہنسا نکرے
نقش پا اپنے تو مٹاتا چل — تا کوئی اسپہ ٹوٹکا نکرے
اپنی اس ہستی و عدم مین رہ — کیا کرے کوئی اور کیا نکرے
ویدتک دل بتون کی ہی مختار — پر کہین اور جو چلا نکرے
عشق مین خوبیان سہی ہین پہ — روز و شب دل اگر جلا نکرے
حق ادا کا تری ادا ہو تب — بے ادائی کی جب ادا نکرے
مُنھ کو باندھے رہے کوئی کب تک — کیا کرے کچھ اگر کہا نکرے
کچھ تمھاری تو بات اسمین نہین ق — کوئی قسمت کا بھی گلا نکرے
مین کہا دل مین درد ہی میرے — ہنس کے کہنے لگا خدا نکرے
پھر جو کچھ جی مین آگئی تو کہا — مجھکو پیپٹے اگر دوا نکرے
کل کسی نے کہا حسن سے تو — آشنائی کرے ویا نکرے

ہنس کے کہنے لگا کہ ایسے سے
آشنائی مری بلا نکرے

مین یہ کہتا نہین کوئی بتِ دلخواہ ملے — دل مین جو بستا ہی میرے مرے اللہ ملے
ماہِ عید و مہ ذی الحج سے نہین مجھکو حصول — وہ مہینہ نظر آجائے کہ وہ ماہ ملے
مدعا ظاہری و باطنی اپنا ہی یہی — چشمِ بیدار ملے اور دل آگاہ ملے

ہمتو بدخواہ تھے اب ذکر ہمارا ہی عبث
بارے یہ اور جو ہین یہ تو ہوا خواہ ملے

ای خوشا روز کہ ہو گرد مرے خیل بتان
وے کہین یا نسے نکل مین کہون گر راہ ملے

تو مری چاہ سے بیزار ہی جتنا ای شوخ
اُتنی ہی چاہ ہی مجھکو کہ تری چاہ ملے

اتفاق اپنی یہ قسمت کا ہی سبحان اللہ
تھی خبر کسکو کہ یون مجھسے وہ ناگاہ ملے

ہجر کی شب جو ہمیشہ ہو سو ایسی ہو دراز
وصل کی رات کبھی ہوئے تو کوتاہ ملے

چاہیے ہمسے ملے آپ ہی تو ای مہ حسن
کاہ سے برق ملے برق سے یا کاہ ملے

مین یہ کہتا نہین مجھکو نہ ملے آہ و فغان
ٹک اثر دار ملے مجھکو اگر آہ ملے

اپنی قسمت کی بھی بس مین نے قسم کھائی ہی
یار کیا کیا مجھے دنیا مین حسن واہ ملے

ق

کیا چھیڑ کے پوچھے ہی کہ گھر تیرا یہین ہی
کہنے کو تو گھر یان ہی پہ جی اپنا وہین ہی

شب چوری سے مین نے یہ کہا جاؤن ٹک اُس پاس
دیکھون تو کہ ملنے کا بھی کچھ داؤن کہین ہی

آہٹ سے مری چونک کے پوچھا کہ یہ ہی کون
چپکے سے کہا مین کہ جسے نیند نہین ہی

ابرو مین دیا زلف مین بھولا ہون حسن مین
پڑتا ہی مجھے دھیان کہ دل میرا کہین ہی

وہ دلبری کا اُسکی جو کچھ حال ہی سو ہی
اور اپنی دلدہی کا جو احوال ہی سو ہی

مت پوچھ اُسکی زلف کی اُلجھیڑ یکا بیان
یہ میری جان کے لیے جنجال ہی سو ہی

نیکی بدی کا کوئی کسی کے نہین شریک
جو اپنا اپنا نامۂ اعمال ہی سو ہی

بس جائے کوئی ہو یا کہ ہو پامال اُسکو کیا
اس گردش فلک کی جو کچھ چال ہی سو ہی

وے ہی علم ہین آہون کے ویسی ہی فوج اشک
اب تک غم و الم کا جو اقبال ہی سو ہی

ایسا تو وہ نہین جو مرا چارہ ساز ہو
پھر فائدہ کہے سے جو کچھ حال ہی سو ہی

شکوہ مجھے تو سوزنِ مژگان سے کچھ نہین
دل خار خار یہ آہ سے غربال ہی سو ہی

نقش قدم کی طرح حسن اُسکی راہ مین
اپنا یہ دل سدا سے جو پامال ہی سو ہی

صورت نہ ہمنے دیکھی حرم کی نہ دیر کی
بیٹھے ہی بیٹھے دل مین دو عالم کی سیر کی

مرنا مجھے قبول ہی اُسکے فراق مین
ملنا نہین قبول وساطت سے غیر کی

ثابت جو عشق مین ہین نہین اُنکو خوف مرگ
حالت سُنی تو ہو ویگی تمنے نصیر کی

خانہ خراب ہو تری اس دوستی کا یار
دی جسنے دل مین سب کے جگہ میرے بیر کی

بیطرح ابکی بگڑی ہی اُس بت سے ای حسن
باقی نکچھ رہی تھی خدا ہی نے خیر کی

ہین کس طرح کہون انسان سے خطا کہ نہووے
کریم تو ہی یہ بندا ہی از کجا کہ نہووے

گر اُسکے بزم مین جاتا ہی دل تو آتا ہون مین بھی
وے رقیب کو تو پہلے دیکھ آ کہ نہووے

رکھے ہی لطف عجب تو خطون کے عشق مین رونا
اُٹھے نہ خط کبھی یاران سے سبزہ تا کہ نہووے

نہین یہ ہونے کی ہرگز کہ مین نہون ترے ہمرہ
اگر چہ ہی یہی تیرا تو مدعا کہ نہووے

یہ کیا خیال مین گذرے ہی جسپہ روز ہی غصہ
سنین تو ہم بھی وہ کیا بات ہی بتا کہ نہووے

زبان کاٹیے اُسکی یہ کون کہتا ہی تمسے
مثال شمع مرے سر پہ اب جفا کہ نہووے

چراغ سانپ کے آگے کہین سنا بھی ہی جلتے
تو روز ہجر کو زلف سیہ دکھا کہ نہووے

جگر کے زخم سے ہرگز اُٹھائی جاے نہ لذت
نمک جراحت دلبر ہمارے تا کہ نہووے

حسن سرشک ندامت سے روز حشر خجالت
تو اپنے نامۂ اعمال کو دکھا کہ نہووے

کہنے کی ہین یہ باتین کس بن نہین گذرتی
پر ایک جان تو ہی جس بن نہین گذرتی

کچھ ہو نہو وے ہو تیرا خیال ہر دم
اس بن نہین گذرتی اس بن نہین گذرتی

کس دل سے کوئی خفا ہو تجھسے
بیگانہ ہو سب سے پھر وہ آخر
مہر و کرم و وفا تو معلوم
ہو کیون نہ جہان سے اُسکا دل سرد
اس ہمزہ گی ہین تو جو آجائے

کس طرح بھلا برا ہو تجھسے
جو کوئی کہ آشنا ہو تجھسے
ہان کہیئے جو کچھ جفا ہو تجھسے
جسکا کہ جگر جلا ہو تجھسے
کیا کیا نہ ابھی مزا ہو تجھسے

ملجائے حسن کہین ترا یار
تا غم یہ ترا جدا ہو تجھسے

دیکھ دروازے سے مجھکو وہ پریرو ہٹ گئی
تم ادھر دھوتے رہے منھ ہم اُدھر روتے رہے
گرد کلفت بسکہ چھائی دل سے تا آنکھون تلک
جی ادانے زلف نے دل ہوش غمزون نے لیا
بردے ہی پردے مین دل کو خاک کر ڈالا مرے
زلف گر چھدری ہوئی تیری تو مت کھا پیچ و تاب

دیکھتے ہی اُسکے میری جان بس چٹ پٹ گئی
روتے دھوتے دو گھڑی بارے فرصت سے کٹ گئی
نہر تھی جاری جو آنکھون کی مرے سو پٹ گئی
جنس ہستی اپنی سب غارت مین آکر بٹ گئی
اِس ادا سے وہ پری منھ پر لیئے گھونگھٹ گئی
کیا ہوا از بس اُٹھائے بوجھ دلکے لٹ گئی

کل جو میرا خوش نگہ گذرا چمن سے ای حسن
موند لی بادام نے آنکھ اور نرگس کٹ گئی

تیری مدد سے تیرا ادراک ہو سکے ہی
تو ہی سمجھ سمجھکر کر دے معاف ہمکو
خطرا نہین کسی کا جو چاہے کر سکے ہی
رونے کو میرے جلدی ٹک دیکھ کھول آنکھین
لاکھون کا دل جلایا لاکھون کا جی کھپایا
وہ جلد دستیون کے جاتے رہے زمانے

ورنہ اِس آدمی سے کیا خاک ہو سکے ہی
تیرا حساب ہمسے کب پاک ہو سکے ہی
تجھسا کوئی جہان مین بیباک ہو سکے ہی
ابتک ہی چشم میری نمناک ہو سکے ہی
تجھسے کوئی زیادہ سفاک ہو سکے ہی
اب ہاتھ سے گریبان کب چاک ہو سکے ہی

جو کچھ شراب مین ہین کیفیتین نشے کی	تجھمین مزا یہ کوئی تریاک ہو سکے ہی

اُس ماہرو کو باہم کردے حسن سے اِک شب
گردش سے تیری اتنا افلاک ہو سکے ہی

صنم پاس ہی اور شب ماہ ہی		یہ شب ہی کہ اللہ ہی اللہ ہی
ترے ناز کیونکر اُٹھاؤن نہ مین		مری دوستی پر تو گمراہ ہی
تجھے ہوش اتنا نہین بیخبر		مرے حال سے کب تو آگاہ ہی
ترا نام لیتے نکلتی ہی آہ		مری آہ کے دل مین کیا آہ ہی
کہان برق عشق و کہان کو و صبر		بگولے کے آگے پر کاہ ہی
مین کیونکر کہون تجھکو فرصت نہین	ق	پہ یہ بات کب تیرے دلخواہ ہی
نہ آنے کے سو عذر ہین میری جان		اور آنے کو پوچھو تو سو راہ ہی
مین اک روز پوچھا جو اُس شوخ سے	ق	کہ کیون کچھ تجھے بھی مری چاہ ہی
تو ہنسکر لگا کہنے کیا خوب کیون		تو میرا کہان کا ہوا خواہ ہی
یہ سُنکر جو مین چپ رہا تو کہا		اب اے دل کا مالک تو اللہ ہی

حسن وصل اور ہجر مین یار کے
کبھی آہ ہی اور کبھی واہ ہی

آپ مین ابکی اگر ہم آئینگے	تو ترے کوچے ہی کو پھر جائینگے
روز کہتے ہو کہ تو مرتا نہین	خوب یہ کہنا بھی ہم دکھلائینگے
ہین قفس مین پر عبث باندھے ہی تو	اس قفس سے ہم کہان اُڑ جائینگے
یون تو جی تجھ بن بہلنے کا نہین	تیری ہی باتون سے کچھ بہلائینگے
دوستون سے اس دلِ دشمن کا حال	کوئی مت کہنا کہ وہ غم کھائینگے
فصل گل تک تو بھلا صیاد ہم	دام سے تیرے نکلنے پائینگے

قید کرتے ہین مجھے ناصح عبث
دل سے اُسکے دل ہی کریگا بیان

ابکی ہین نکلا تو پھر پچتا ئینگے
ہمتو سے کہتے حالِ دل شرما ئینگے

ہر گھڑی مت ذکر کر اُسکا حسن
اور سُن سُنکر بہت للچا ئینگے

ابرو سے اور مژہ سے عالم کی جان لی ہی
پہلے پہل یہ اُسنے تیر و کمان لی ہی

عاشق کے طور مجھسے مجنون نے ہین اُڑائے
معشوق کی تجھی سے لیلیٰ نے آن لی ہی

بسمل کی طرح ابتک ہین رقص مین ہزارون
مطرب پسر نے ایسی شب ایک تان لی ہی

مجھسے خفا ہوا ہی یا ہی خلل ہوا کا
اِکلائی اپنے مُنھ پر کیون تو نے تان لی ہی

احسانمند ہون مین اپنے سخن شنو کا
جو بات مین کہی ہی سو اُسنے مان لی ہی

تو اب کہے ہی مجھسے مین تیری جان لونگا
مین نے یہ چال تیری پہلے ہی جان لی ہی

گونگے کی ہی مٹھائی جانے ہی وہ یہ لذت
جسنے کسی صنم کی مُنھ مین زبان لی ہی

قدمون پر اُسکے جاکر گر ہی پڑونگا ابکی
گو سر رہے کہ جاوے مین نے یہ ٹھان لی ہی

کیونکر نشہ نہ ہووے دونا لبون کے خط سے
اس مے مین اور تو نے سبزی بھی چھان لی ہی

کس شعلہ خو سے تو نے سیکھی ہی یہ شرارت
کس مہروش سے گرمی یہ مہربان لی ہی

ہر چند گل نہین ہی پر گل کے ڈھنگ ہین سب
خو بو یہ کس سے تو نے اے بدگمان لی ہی

ہی ایک تو خفا ہی جی سے حسن بچپارا
تو نے کھجا کھجا کر اور اُسکی جان لی ہی

ہر ایک دل و جان کے مرغوب نظر آئے
مین خوب تمھین دیکھا تم خوب نظر آئے

یہ طرز و ادا ہی تو اسلئے نہ وفا ہوگی
خوبان کے خوش آیندہ اسلوب نظر آئے

دیوانگی اپنی سے طے کر گئے منزل کو
سالک ہم اسی رہ کے مجذوب نظر آئے

گذرا ہی چمن سے کیا پھر آج کوئی گلرو
جو گل نظر آئے سو محجوب نظر آئے

جی پہلے ہی جا پہونچا کیا پر زدن سے اب لب کے
تم اشک عبث لیکر مکتوب نظر آئے

ہی دل مین ہمین کیا کیا امید ترحم کی
دیکھا تو غضب ہم کچھ مغضوب نظر آئے

جب آنکھ اُٹھا دیکھا اُس چشم ستمگر کو
سب تیر مژہ دل مین سر ڈوب نظر آئے

عالم کا یہ مجمع بھی چھڑ یونکا تھا اِک میلا
جو دم کے لیے کیا کیا محبوب نظر آئے

دیکھا تو نکچھ دیکھا پھر خاک ہی وان ہینے
جون نقش قدم طالب مطلوب نظر آئے

کوچے مین حسن اُسکے تا مردمکِ دیدہ
دیتے ہوئے پلکون سے جاروب نظر آئے

چرخ کی جس سے دوستی تو نے
کی غرض اُس سے دشمنی تو نے

آپ سے مل گیا گلے ہنس کر
یہ تو بس میرے جی سے لی تو نے

ذوقِ تنہائی مین خلل ڈالا
آکے مجھ پاس اِک گھڑی تو نے

آفرین دل یہ تھا ترا ہی جگر
جو پڑی تجھپہ سو سہی تو نے

جو دکھائین خرابیان مجھکو
سو مری جان زندگی تو نے

جی نکل جائیگا لیا ابکی
ہجر کا نام جس گھڑی تو نے

زندگی کا بہت مزا پایا
ای حسن کرکے عاشقی تو نے

جو دن کو شور و افغان ہی تو شب کو آہ و زاری ہی
غرض مین کیا کہون دل کو نہایت بیقراری ہی

کوئی گر اور سا ہووے تو گھبرا کر نکل جاوے
مرا جی جانتا ہی جو کہ حالت مجھپہ طاری ہی

مری تعریف تم کرتے ہو اپنی قدردانی سے
اجی صاحب مین کس قابل ہون یہ خوبی تمھاری ہی

تمھین ہمسے ہمین تمسے بھلا اب سکو کیا کہیے
وہ کچھ قسمت تمھاری ہی یہ کچھ قسمت ہماری ہی

بھلا تو سیکڑون باتین بنائے مین سنون پچکے
کہا جاتا نہین کچھ بیان کہ یہ بے اختیاری ہی

جو وہ پوچھے مرے احوال کو قاصد تو یہ کہنا
دعا کرتا ہی تمکو اور تمھاری یادگاری ہی

حسن اُس سرگران کے زلف کے غم مین قدم مت رکھ
سبک ای ناتوان مت ہو کہ یہ زنجیر بھاری ہی

کہتا نہین کہ مجھسے ہر اک خوبرو ملے
تھی آرزو تو یہ کہ ملے آرزو سے دل
تجھسا تو زور دریغ مین دیکھا نہ ایک بھی
مُنھ پھیر بڑبڑاتے ہو کیا دیکھو اس طرف
ہوتے ہی اُسکے سامنے بس دل تو مل گیا
یون وے تو روٹھے پر اب جی ہی بیقرار

کوئی ملے کہ یا نہ ملے ایک تو ملے
یہ آرزو نہ تھی کہ فقط آرزو ملے
یون تو جہان مین مجھکو بہت تندخو ملے
گالی کا تب مزا ہی کہ جب دوبدو ملے
ظاہر ہین گو کسی کے نہ ہم روبرو ملے
یارب کہین شتابی سے وہ جنگجو ملے

ڈھونڈھوں ہون دل کو مین تو بھلا تو بھی دھیان مین
رکھیو حسن جو تجھکو کہین اُسکی بو ملے

مزے نہ دیکھے کبھی ہمنے زندگانی کے
سنا نہ ایک بھی شب اُسنے حال دل میرا
ہمین غضب سے تو اپنے تو مت ڈرایا کر
رہی بھی مد نظر پرورش تو غیرون کی

یونہین گذر گئے افسوس دن جوانی کے
نصیب جاگے نہ افسوس اس کہانی کے
ہم آشنا ہین فقط تیری مہربانی کے
سدا سے کشتہ ہین ہم تیرے قدردانی کے

ثبات ہستی کو ٹک بھی ہوا نہ اپنی حسن
مثال برق گئے روز شادمانی کے

گر بخت اپنی جاگین تو اک کام کیجیے
مکھڑے کو دیکھ دیکھ ترے کیجیے سحر
بوسہ عقیق لب کا ترے لیجیے غرض
ہی نیکنامی اپنی تو نزدیک عین یہ
اس ابتدائے عشق مین ہوا نتہا کی چاہ

سائے مین اُسکے زلف کے آرام کیجیے
گیسو کو دیکھ دیکھ ترے شام کیجیے
دو دن کی زندگانی ہی کچھ نام کیجیے
گر آپ کو ترے لیے بدنام کیجیے
آغاز اپنا صورت انجام کیجیے

ب مین نے بیقراری پر اپنے لیا قرار
بس آپ خیر شوق سے آرام کیجیے

رہتا ہی ان بتونکو یہی دھیان رات دن
کسکو لپیٹ لیجے کسے رام کیجیے

بولے ٹھٹھولی بات لطیفہ جگت ہی سب
جوکام پختہ ہوا اُسے کیون خام کیجیے

تھوڑا ہی اپنے مُنھ سے قبولیگا آپ وہ
اب دیر کیا ہی وصل کا پیغام کیجیے

اُلجھائیے دل اپنا کہین جان بوجھکر
رشتے کو دوستی کے حسن دام کیجیے

نظرون مین اُسنے مجھسے اشارات آج کی
کیا تھا یہ خوب کچھ نہ کھلی بات آج کی

مین نے تو بھر نظر تجھے دیکھا نہین ابھی
رکھیو حساب مین نہ ملاقات آج کی

اک بات تلخ کہکے کیا زہر عشق سب
تونے ہماری خوب مدارات آج کی

یہ گفتگو کبھی بھی نہ آئی تھی درمیان
جو کچھ کہ تو نے حرف وحکایات آج کی

دل مین یہی تھی میرے کہ دورِ شراب ہو
مین سچ کہون یہ تو نے کرامات آج کی

بلبل کے ناؤن پر بھی نہ آیا بھلا ہوا
صیاد تیری خالی گئی گھات آج کی

عیشِ شبِ وصال کو ہی صبح ہجر بھی
ٹھہری ہی یار کل یہ ملاقات آج کی

بھولے سے نام ایکے مراہٹ ہٹا گیا
پیاری لگی یہ مجھکو تری بات آج کی

مجھپہ یہی قلق جو رہیگا تو یار بن
کس طرح شب یہ گذریگی ہیہات آج کی

اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا خیر رات ہی
قسمت مین دیکھنی تھی یہ آفات آج کی

لیکن مجھے تو پھر وہین کل دیکھیو حسن
گر خیر و عافیت سے کٹی رات آج کی

عالم ہی تب کچھ اور تھے اور ڈھنگ اور ہی
روز و شبِ جوانی کے تھے رنگ اور ہی

لطف و غضب کا عشق کے کچھ ماجرا نہ پوچھ
ہی اسمین صلح اور ہی اور جنگ اور ہی

غیرون کے ہاتھ تجھسے یہ جی کیونکہ صاف ہو
اس دل کے آئینہ پہ تو ہی زنگ اور ہی

سبزی سے تیرے خط کی طراوت ہی چشم کو
عالم مجھے دکھاتی ہی یہ بنگ اور ہی

اس سنگ سے تو شیشۂ دل کو نہین ضرر
جس سے یہ ٹوٹتا ہی وہ ہی سنگ اور ہی

بدنامیون سے یان کی تو خاطر نشان ہی پر
آتا ہی جس سے ننگ وہ ہی ننگ اور ہی

وہ جو سرودِ عشق کے ماہر ہین ای حسن
ہی وان رباب اور ہی اور چنگ اور ہی

اس ڈر سے مین نے زلف کی اُسکی نبات کی
جاتی ہی دور دور تک آواز رات کی

دیکھا جب آنکھ کھول کے مثل حباب تب
معلوم کائنات ہوئی کائنات کی

اُس بلبلِ چمن کی ہوئی عاقبت بخیر
سائے مین جسنے آن کے گل کے وفات کی

مین ہون صفات ہی کے تحیر مین ہمنشین
کیا بات مجھسے پوچھے ہی تو اُسکے ذات کی

دل اپنا اُسکو دیجیے یا جی کو کھوئیے
اُسکے سوا طرح نہین کوئی نجات کی

بولا اگر تو قند مکرر ہوے وہ لب
اور چپ رہا تو یہ بھی ہی صورت نبات کی

واقف ہو کیون نہ شعلۂ آتش سے دل کے وہ
رہتی ہی باغبان کو خبر پھول پات کی

شہ چال ہو رہا ہون صنم تیرے عشق مین
تو نے دکھا کے رخ مری بازی ہی مات کی

زلف عرق فشان تری جانبخش کیون نہو
ترکیب اُسنے پائی ہی آبِ حیات کی

اس سر سے غیر سر نہین واقف کوئی غرض
لذت بیان مین آتی نہین تیری لات کی

چون زندگی و مرگ ہین آپس مین ضد حسن
چشم و لب اُسکی ضد ہی حیات و ممات کی

وہ عشق کی گرمی نہین دو چار برس سے
دل سرد ہوا اپنا ہوا اور ہوس سے

صیاد کی خاطر ہی نہین اتنا ہون لاغر
چاہون تو نکل بھاگون ابھی چاک قفس سے

سچ مچ تجھے خاطر ہی اگر میری تو جانان
خلطا نہ کیا کر تو ہر اک ناکس و کس سے

دل ساتھ دوانو کا تو مت چھوڑ جنون مین
کوئی بھی بگاڑے ہی کہین اپنی اُلس سے

حلقہ سے تری زلف کے جاؤنگا کدھر مین
ڈالے ہین مرے پانوٗن مین الفت کے تو رسّے

جنت سے مین نکلا تھا تری دید کی خاطر
گندم سے مجھے کام نہ کچھ کام عدس سے

کیا جانیے مجھکو لیے جاتا ہی اُدھر کون
جاتا نہین کوچے مین ترے اپنے تو بس سے

جب وجد مین آتا ہی تو کرتا ہی یہ فریاد
تعلیم مگر لی ہی مرے دلنے جرس سے

ہر مور و مگس کو نہین اس مصری سے رشتہ
شیرینی لب تیری مبرّا ہی مگس سے

گو جل کے ہوا راکھ یہ جون آتش خاموش
پھینکا نہ کبھی آہ کو مین دود نفس سے

مت پنجۂ مژگان کو رکھ اس فندق پا پر
ڈرتا ہون حسن آگ بھڑک اُٹھے نہ خس سے

اُسکی جب بات کان پڑتی ہی
دل مین مُردے کے جان پڑتی ہی

بندہ عاجز ہی رو ہی دیتا ہی
آدمی پر جب آن پڑتی ہی

جانتا ہی وہی مصیبت عشق
جسپر ای مہربان پڑتی ہی

کسکے ابرو کا عکس ہی یہ جو
آسمان پر کمان پڑتی ہی

غمزہ و ناز دلبران سے ہمیش
دلپہ تیغ و سنان پڑتی ہی

دیکھنے دیکھتے نظر اُسکی
اِس طرف بھی ندان پڑتی ہی

آج مطرب پسر گلے مین ترے
اور ہی ڈھب کی تان پڑتی ہی

جسکو دل اپنا چاہتا ہی حسن
بات کب اُسکی دھیان پڑتی ہی

غفلت سے چونکنے بھی نہ پائے کہ مر گئے
دیکھا بھی تمنے کچھ کہ یہ دن کیا گذر گئے

ایسے غضب کے آینکا مشتاق کون تھا
دل کو جلا کے اور مری خاک کر گئے

جوشش بہار عشق پہ کیجو ذرا نظر
داغون سے دل جگر کے چمن سارے بھر گئے

خوش وہ کہ تیرے سایۂ دیوار کے تلے
دنیا مین با دکھانیکو اکدم ٹھہر گئے

دیکھا کیے ہم آنکھون سے اور کچھ نہ بس چلا
اشکون ہین ٹکڑے ہو ہو کے دل اور جگر گئے

نازو ادا و غمزہ کو اُس بت کے دیکھکر
جتنے صنم خدائی ہین تھے سب سنور گئے

ق

ہدہد کل جو ایک ملا ہمکو راہ مین
باتون ہین ہم کہین کے کہین بیخبر گئے

پھر ہوش مین جو آن کے دیکھا تو واہ وا
جانا کدھر کو تھا ہمین اور ہم کدھر گئے

بارے وہان سے دل کو پھرے ہم پکارتے
دلنے بھی دی صدا تو ذرا راہ بر گئے

در پر جو تیرے آئے تو دیکھا نہ تجھکو حیف
جیسے ہم آئے ویسے ہی پھر اپنے گھر گئے

کچھ بھی ملا نہ پھل ہمین کا غذ برای حسن
مقراض سے زبان کے بہت گل کتر گئے

کہہ بیٹھ نہ دل جی ترا جس بت سے لگا ہی
اللہ کی چوری نہین تو بندہ کا کیا ہی

بارے وہ صنم مجھسے ملا خود بخود آکر
سچ ہی کہ نہین جسکا کوئی اُسکا خدا ہی

آئینہ مین صورت مجھے دکھلاتا ہی اپنی
یعنی کہ ترے اور مرے بیچ صفا ہی

جی کھویا جو تونے تو دل آرام تو پایا
اس جینے سے گر پوچھو تو مرنا ہی بھلا ہی

کیا جانیے کیدھر کو گیا ناقہ لیلیٰ
نہ شور جرس کا ہی نہ آواز درا ہی

ق

اگلے ہی مزے لوٹ گئے باغ جہان کے
اب حال مین گر پوچھو تو کیا خاک رہا ہی

اور اب بھی جنھین ہی اُنھین ہی اپنے تئین کیا
اپنے تو نصیبون ہین قفس ہی سو ملا ہی

نہ آہ سے نہ آتش ہجران سے نہ غم سے
میرا تو بہت دل تری باتون سے جلا ہی

بیزاری سے تو دیکھے ہی ہر چند ولیکن
اس بیمزہ گی ہین بھی مری جان مزا ہی

کہتا ہی مرے دل کے تئین پاؤن سے ملکر
اب بھی ترے دل ہین کوئی ارمان رہا ہی

اب جان کے درپے ہین مرے اتنے ستمگر
غمزہ ہی کرشمہ ہی اشارا ہی ادا ہی

کیون جیسے مرے جی ترا ملتا نہین ظالم
تجھکو بھی ہی معلوم کہ جی ہین ترے کیا ہی

ق

کچھ تمنے سنا اُس ستم ایجاد کا احوال
یارو عجب اک طور ہی اور طرفہ مزا ہی

آپ ہی مجھے کہتا ہی کہ چل دور پرے جا
جاتا ہون تو کہتا ہی تجھے خبط ہوا ہی

پھر اپنا سا مُنھ لیکے جو رہجاتا ہون تو وہ
کہتا ہی کہ غصہ ترا اس وقت بجا ہی

دل تیرا بہت مین نے جلایا ہی ادھر آ
ہان ہان مری خاطر یہ ترا حال ہوا ہی

کہتا ہی جو کوئی تو حسن سے نہین ملتا
کرتا ہی بہانا کہ وہ روٹھا ہی لڑا ہی

مومن و کافر پہ کیا سب کو ندا ے خیز ہی
ابلق ایام گویان رات دن مہمیز ہی

آئیو دامن سنبھالے ای خیالِ یار تو
دل سے یان آنکھون تلک خونِ جگر لبریز ہی

اُس طرف جتنی جفا ہی اس طرف اُتنی وفا
گالیان ہین صاف وان اور یان نری انگیز ہی

اٹھو چل فرہاد تک شیرین ذرا خسرو کو چھوڑ
وہ تو اب آخر ہی آخر تو ہی اور پرویز ہی

جسنے دیکھا گورے منھ پر تیرے ابرو کو کہا
یا ایمانی ہی یا تلوار یا اگریز ہی

کوہ و صحرا کیا ہی سونا قیس اور فرہاد بن
لیلی و شیرین کا خالی محمل و شبدیز ہی

بیضئہ نوروز و قندیلِ محرم ہی فلک
شادی و غم کے قلم سے اسپہ رنگ آمیز ہی

کسکی زلفونکا تصور ہی دلِ سوزان مین جو
لخلخہ کی طرح دودِ آہِ عنبر بیز ہی

پاے بند زلف تیرے اہل ایمان کیون نہون
عروۃ الوثقیٰ کی آیۃ انکو دستاویز ہی

خنجر مژگان کے منھ چڑھیو نہ ای دل ان دنون
سنگ شرمی سے زبان انکی نہایت تیز ہی۔

دِل ترا اُس سرو کا قمری ہوا ہی ای حسن
آہ ہی موزون تری اور نالہ وحشت خیز ہی

یار کا دھیان ہم نہ چھوڑینگے
اپنی یہ آن ہم نہ چھوڑینگے

جبتلک دم مین ہی ہمارے دم
تجھکو ای جان ہم نہ چھوڑینگے

تیرے ہاتھون سے ای جنون ثابت
یہ گریبان ہم نہ چھوڑینگے

ہی بڑا کفر ترک عشق بتان
اپنا ایمان ہم نہ چھوڑینگے

بعد مجنون کے شور سے خالی
یہ بیابان ہم نہ چھوڑینگے
دل مین اور ہم مین ہی یہ قول و قرار
اُسکو ہر آن ہم نہ چھوڑینگے
دل نہ چھوڑیگا تیرا دامن اور
دل کا دامان ہم نہ چھوڑینگے
بن لیئے بوسہ آج تو تجھکو
مان مت مان ہم نہ چھوڑینگے

ہی حسن وان یہی جو بے قرنی
کب تلک شان ہم نہ چھوڑینگے

جان و دل ہین اُداس سے میرے
اُٹھ گیا کون پاس سے میرے
کوئی بھی اب امید باقی ہی
پوچھیو داغ یاس سے میرے
سبکی عرضی سے خوش ہو تم پر لیک
ہو خفا التماس سے میرے
شاید اُٹھنے کا قصد تمنے کیا
اُڑ چلے کچھ حواس سے میرے
عیش مجھ تک تو ہو بچے تب جو ٹلے
فوج غم آس پاس سے میرے
دور ہی دور پھرتے ہین کچھ بخت
اتبو امید و یاس سے میرے

کیا مین ٹھہراؤن اُسکو دل مین حسن
ہی وہ باہر قیاس سے میرے

آج دل بیقرار ہی کیا ہی
درد ہی انتظار ہی کیا ہی
جس سے جلتا ہی دل جگر وہ آہ
شعلہ ہی یا شرار ہی کیا ہی
یہ جو کھٹکے ہی دل مین کانٹا سا
مژہ ہی نوک خار ہی کیا ہی
چشم بد دور تیری آنکھون مین
نشہ ہی یا خمار ہی کیا ہی
میرے ہی نام سے خدا جانے
ننگ ہی اسکو عار ہی کیا ہی
جسنے مارا ہی دام دل پہ مرے
خط ہی یا زلف یار ہی کیا ہی
کیون گریبان تیرا آج حسن
اس طرح تار تار ہی کیا ہی

دریا مین ڈوب جائیے کہ یا چاہ مین پڑے — ای عشق پر نکوئی تری راہ مین پڑے

مت پوچھ جور غم سے دلِ ناتوانکا حال — بجلی تو دیکھی ہو گی کبھی کاہ مین پڑے

اِکدم بھی دیکھ سکتا نہین ہمکو اُسکے پاس — خاک اس فلک کے دیدۂ بدخواہ مین پڑے

جو دوستی کے نام سے رکھتا ہو دشمنی — دیوانہ ہو جو اُسکی کوئی چاہ مین پڑے

آجا کہین شتاب کہ مانندِ نقشِ پا — تکتے ہین راہ تیری سرِ راہ مین پڑے

جلوے دو چند ہووین شبِ ماہ کے ابھی — اُس ماہرو کا عکس اگر ماہ مین پڑے

سُلگے ہی ہم سوختہ جیسے دھوین کے ساتھ
جلتے ہین یون ہم اپنی حسن آہ مین پڑے

یون غیر کچھ کہین تو بلا کو بری لگے — تو کچھ نکہہ کہ ہم غمزہ با کو بُری لگے

تنگی کرے نہ حوصلہ اپنا کہین بسر اب — اتنی جفا نکر کہ وفا کو بُری لگے

تجھ بن یہ زیست اپنی ہمین یون ہی جس طرح — قیدِ حیات اہلِ فنا کو بُری لگے

ہون خاک تیرے کوچہ کی ہم اور اپنی گرد — تیری گلی سے آہ صبا کو بُری لگے

ہمتو سہین گے وہ بھی یہ لازم نہین تجھے — اُس ناز کی جفا جو ادا کو بُری لگے

ہی بیحیائی حد سے جو گرمی زیادہ ہو — شوخی بہت تو مرد وفا کو بُری لگے

جون آئینہ دل اپنا کدورت سے صاف رکھ — گردِ ملال اہلِ صفا کو بُری لگے

ہر دم جواب صاف مروت سے ہی بعید — وہ بات تو نکر کہ حیا کو بُری لگے

اُس بُت بندگی سے نہ آزاد ہو حسن
یہ بات بھی کہین نہ خدا کو بُری لگے

ہمتو ہین تجھ زلف ہی سے سربسر باندھے ہوے — صید بستہ پر پھرے ہی کیون کمر باندھے ہوے

جون سلیمانی یہ کسکا اب خیالِ زلف و رخ — ساتھ پھرتا ہی مجھے شام و سحر باندھے ہوے

جان و دل کا قتل ہی منظور یا ہی مخلصی — لیچلے ہو اِن اسیرون کو کدھر باندھے ہوے

دامِ الفت سے نہ نکلے ہم کبھی سائے کی طرح
تم گئے جید ھر گئے ہم بھی اُدھر باندھے ہوے

خونِ دل کسکا ہی یہ جون طائرِ رنگِ حنا
نازسے آتا ہی تیرے ہاتھ پر باندھے ہوے

خانۂ زنجیر کے مانند تیری قید مین
عشق آتے ہین چلے اب گھر کے گھر باندھے ہوے

تا مبو بر باد نکہت کی طرح یہ تنگدل
غنچہ سان رکھتے ہین مٹھی ہی مین زر باندھے ہوے

اور رہر دامِ قفس سے چھٹ سکے ہین ہمنشین
آک نہین چھٹتے تو اُلفت کے مگر باندھے ہوے

اور بھی دل روبرو ہین تیری ٹک تیرِ نگاہ
پھیکیو اپنی نشانی پر نظر باندھے ہوے

قتل ہی کسکا تجھے منظور ای خونی نگاہ
ہر گھڑی پھرتا ہی کیون تیغ و سپر باندھے ہوے

کس روش مین آہ پہونچون اُڑکے گلشن تک حسن
مجھکو تو صیاد نے چھوڑا ہی پر باندھے ہوے

بیکلی مجھکو نہین ہر گلبدن کے واسطے
جان بلب ہون اپنے اُس غنچہ دہن کے واسطے

دل تری خاطر ہی اور تو دل کی خاطر اس طرح
خون جون گل کے لیے اور گل چمن کے واسطے

قول ادھر دیتا ہی اور اُدھر مکر جاتا ہی وہ
کیجیے کیا فکر اُس پیمان شکن کے واسطے

شمع تب ٹھنڈی ہوئی جب خاکساری سے پتنگ
تو تپا جلکر ہوا چشمِ لگن کے واسطے

عالمِ وحشت مین جو دست جنون سے بچ رہے
چاک پھر یارب وہ جامہ ہو کفن کے واسطے

کچھ سُنا تھا حق مین اپنے ایکدن تجھسے سخن
سیکڑون سنتا ہون باتین اُس سخن کے واسطے

شربتِ دیدارِ شیرین یون ملے خسرو کو ہاے
زہر کا پیالہ پینے یون کوہکن کے واسطے

عیش و عشرت کس طرح ہو دوستان مجھکو نصیب
مین تو یان پیدا ہوا رنج و محن کے واسطے

بیجگہ عاشق ہوا ہی کیا کرین کچھ بس نہین
جی تو کڑھتا ہی بہت اپنا حسن کے واسطے

نہ ملا وہ نفاق کے مارے
کیا کرین ہم وفاق کے مارے

جبتک آوے ہی آوے تو ہم تو
مر چکے اشتیاق کے مارے

ست خفا ہو کہ آن نکلے ہین | ہم بھی یان اتفاق کے مارے
ملگئے خاک مین ہزار دن ہی | چرخ کہنہ رواق کے مارے

ہو چکا حشر بھی حسن لیکن
نہ جیے ہم فراق کے مارے

تیر پر تیر لگے تو بھی نہ پیکان نکلے | یارب اس گھر مین جو آوے نہ وہ مہمان نکلے
نیک و بد مین جو نہین جنگ عدم مین تو بھلا | کیون گل و خار بہم دست و گریبان نکلے
دستِ چالاک جنون سینہ کو بھی کر دے چاک | تا کہین پہلو سے میرے دلِ نالان نکلے
کونسی رات وہ ہووے کہ جو آوے شبِ وصل | کونسا روز وہ ہو جو شبِ ہجران نکلے
گلشنِ دل مین بھی تھی اپنی کچھ اُلٹی تاثیر | تخم امید جو بوئے گُلِ حرمان نکلے
کر نظر رخ کو ترے کفر سے نکلے کافر | زلف کو دیکھ تری دین سے مسلمان نکلے

جتنا کہتے ہین نکلتا ہی حسن گھر سے ترے
غصے ہو ہو یہی کہتا ہی ابھی ہان نکلے

آہون سے مرے گھر مین ہوا گرم رہیگی | مین جاؤنگا تو بھی مری جا گرم رہیگی
بھرتے ہی رہینگے نفس سرد ہزار دن | جبتک کہ تری آن و ادا گرم رہیگی
جلنا مرے تب اِل کا لگے گا یہ ٹھکانے | صحبت تری جب مجھسے سدا گرم رہیگی
چوٹی مین دلِ سوختہ کو گوندھ کے پیارے | مت پھینک قفا پر کہ قفا گرم رہیگی
بلبل نہ مجھے دیجیو تو نالے کی تکلیف | ورنہ اثر اسکے سے صبا گرم رہیگی
جبتک نہین تو دختر رز ہی کو رکھونگا | کچھ تو یہ بغل میری بھلا گرم رہیگی

عشاق کو ترغیب محبت ہی کریگا
جبتک ہی حسن بزم وفا گرم رہیگی

جس شخص کی ہو زیست فقط نام سے تیرے | اُس شخص کا کیا حال ہو پیغام سے تیرے

گالی ہی کہ ہی سحر کوئی یا کہ ہی افسون — جی شاد ہوا جاتا ہی دشنام سے تیرے
ہی اپنی خوشی اُسمین کہ تو جس مین خوشی ہو — آرام ہی اپنے تئین آرام سے تیرے
آہستہ قدم رکھیو تو ای ناقۂ لیلیٰ — مجنون کا بندھا آتا ہی دل گام سے تیرے
جب کوچے مین جا بیٹھتے ہین تیرے تو اپنی — آنکھین لگی رہتی ہین در و بام سے تیرے
ہی اپنے ہمین کام سے کام ای بتِ خودکام — ہم کام نہین رکھتے ہین کچھ کام سے تیرے

کیا ہجر کی رات آئی کہ مانند چراغان
پھر جلنے لگے داغ حسن شام سے تیرے

جان مین جان بھی قیس کے بس آتی ہی — ناقۂ لیلیٰ کی جب بانگ جرس آتی ہی
ساتھ دیکھون ہون کسی کے جو کسی دلبر کو — مین بھی جی رکھتا ہون مجھکو بھی ہوس آتی ہی
قیس و فرہاد کے رونے کی جب آ جاتی ہی لہر — کوہ و صحرا پہ گھٹا جا کے برس آتی ہی
زندگی ہی تو خزان کے بھی گذر جائینگے دن — فصل گل جیتون کو پھر اگلے برس آتی ہی

جب قفس مین تھے تو تھی یادِ چمن ہمکو حسن
اب چمن مین ہین تو پھر یادِ قفس آتی ہی

دلبر سے ہم اپنے جب ملین گے — اس گم شدہ دل سے تب ملین گے
یہ کسکو خبر ہی اب کی بچھڑے — کیا جانیے اُس سے کب ملین گے
جان و دل و ہوش و صبر و طاقت — اِک ملنے سے اُسکے سب ملین گے
دنیا ہی سنبھل کے دل لگانا — یان لوگ عجب عجب ملین گے
ظاہر مین تو ڈھب نہین ہی کوئی — ہم یار سے کس سبب ملین گے
ہو گا کبھی وہ بھی دور جو ہم — دلدار سے روز و شب ملین گے

آرام حسن تب ہی تو ہوگا
اُس لب سے جب اپنے لب ملین گے

خاتمة الطبع از نتیجۂ طبع محمد منیر منیرؔ مصحح مطبع ہذا

ظاہر ہی کہ اُردو کی دنیاے شاعری مین اسکی ابتدا پر نظر ڈالتے ہوے ایک انقلاب عظیم پیدا ہوگیا ہی اور زبان اُردو نے صفائی کا پہلو اختیار کرتے کرتے گویا بالکل نیا جامہ پہن لیا ہی جسکا تعلق محض زمانی تغیرات سے ہی یہ امر محتاج برہان نہین کہ ہر زمانے مین جو محاورات یا الفاظ رائج و زبانزد ہونگے وہی مطبوع اور مستند سمجھے جائین گے۔ اسی بنا بر سچی شلعۂ تخییل کے جوہر شناس اور اصلی نکات شاعری کے رمز فہم اس تغیر و تبدل کو عرضیات مین شمار کرکے کلام پر کلام کی حیثیت سے نظر ڈالتے ہین چنانچہ یہ امر مسلم ہی کہ زبان اُردو کے شعراے متقدمین حُسن کے دلکش اثرات اور عشق کے مؤثر جذبات جس سادگی سے نہایت دلفریب پیرایہ مین ادا کرگئے ہین وہ آجکل کے شعرا کو نصیب نہین اور یہی بات تھی جسنے میر تقی میرؔ کو خداے سخن کا لقب دیا ورنہ میر کی زبان اور آجکل کی زبان مین زمین و آسمان کا فرق ہی۔ جن حضرات متقدمین نے اُردو شاعری کو معراج کمال پر پہونچایا ہی اور زبان اُردو کے باغ مین اپنی لگاتار جان فشانیون سے آبشاری کرکے گلکاریان کی ہین اُنمین سے ایک جلیل القدر مسلم الثبوت اُستاد فن ماہر رموز سخن جناب میر غلام حسن صاحب حسنؔ مصنف دیوان ہذا ہین جنکے نام کی شہرت محتاج بیان نہین آپ کی مثنوی بدر منیر لاجواب ہونے مین اپنی آپ ہی نظیر تسلیم ہوچکی ہی۔ آپ کا دیوان آجتک پردۂ خفا مین تھا صرف دو چار شعر بعض بعض تذکرون مین نظر آجاتے تھے۔ اور ناظرین کو آپ کے کلام کا مشتاق بناتے تھے۔ یہ عالی جناب معلی القاب قدردان اہل علم و کمال ولی نعمی راے بہادر منشی پراگ نراین صاحب کی علم دوستی و فیض گستری کا صدقہ ہی کہ ایسے ایسے گوہر بے بہا جلوہ افروز تماشا ہین بفضلہ تعالیٰ یہ محبوب ہو شربا و شاہد رعنا نگار بادا ہزاران ہزار بماہ دسمبر سنہ ۱۹۱۲ء مطابق ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۰ ہجری بار اول مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین

بسرپرستی عالی جناب راے بہادر منشی پراگ نراین صاحب بالقابہ زیور طبع سے
آراستہ ہوکر نور افزاے نگاہ شوق ہوا فقط

نام کتاب	قیمت
دیوان شاہ تراب - کلام مشہور عارف باللہ کاکوروی۔	۱۱ر۳تا۹
کلیات نظیر اکبر آبادی۔	۶ر۲تا۹
زندگانی بےنظیر یعنی سوانح عمری میان نظیر جس مین نظیر اکبر آبادی کے حالات و خیالات سے انگریزی اصول تذکرہ نویسی پر تفصیلاً بحث کیگئی ہی مولفہ جناب مولوی سید محمد عبد الغفور صاحب شہباز پروفیسر اورنگ آباد کالج۔	۱ہر ب
کلیات واسطی - از سید فضل رسولخان تعلقدار سندیلہ۔	۱۵ر
دیوان وقار مصنفہ راجہ کشن کمار صاحب متخلص بہ وقار رئیس مشہور بلاری ضلع مرادآباد	۱۰ر
بہارستان اشعار مصنفہ لالہ کشن کمار صاحب متخلص بہ قرار۔	۳ر
کلیات نظیر اکبر آبادی مصنفہ و مرتبہ منشی عبد الغفور صاحب شہباز۔	عکار ب
کلیات صفدر مولفہ نواب صفدر علیخان صاحب	عہ ر ب
کلیات فہمی - کلام سخنور کامل منشی شیو پرشاد دو قسم کاغذ۔	

نام کتاب	قیمت
(۱) کاغذ سفید چکنا۔	۹ر
(۲) کاغذ سفید رسمی۔	۷ر
دیوان غافل - از منور خان غافل	۴ر
دیوان ذوق - دہلوی اُستاد معروف۔	۳ر۳تا۹
دیوان فدا - جلد ثانی۔	۷ر
انتخاب داغ - مولفہ جناب داغ دہلوی۔	عہ ر
گلزار داغ۔ "	عہ ر
آفتاب داغ۔ "	۱۲ر
فریاد داغ۔ "	۱ہر ب
دیوان رند مشہور از نواب سید محمد خان رند۔	۱ہر ۹تا۹
دیوان غالب - از مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی۔	۳ر۲تا۹
دیوان مرغوب جہان - کلام سید تجمل حسین خان۔	۸ر
دیوان امیر موسوم بہ مرآة الغیب امیر احمد مینائی مرحوم۔	۱۱ر
دیوان خواجہ میر درد - دہلوی استاد مشہور	۲ر
دیوان بہار عرب - کلام مولوی محمد نذیر متخلص بہ حافظ۔	ار۲تا۹

نام کتاب	قیمت
بہارستان سخن۔ ناسخ و آتش و آباد تینون اُستادون کا کلام ہموزن وہمردیف مولفہ مولوی مہدی حسن خان۔	۷ر۲ما
دیوان لطف۔ ازحافظ لطف علیخان بریلوی	۲ر
دیوان نیاز۔ کلام حضرت شاہ نیاز احمد دہلوی	۲ر
شرح یوسفی دیوان حافظ۔ ازمولوی یوسف علی شاہ چشتی نظامی۔	سہر
دیوان نعت سروری۔ ازمفتی غلام سرور صاحب لاہوری۔	سہر۳ما
دیوان جرار۔ ازمرزا حسین۔	۳ر۹ما
دیوان عاشق۔ ازپنڈت کنھیالال۔	۲ر
دیوان ضامن۔ ازسید ضامن علی شاہ۔	۲ر۳ما
مظہر عشق۔ معروف بہ دیوان قلق۔ مصنفہ خواجہ محمد وزیر صاحب لکھنوی۔	۶ر۲ما
دیوان شائستہ پاسخ۔ ہم قافیہ و ہم بحر بمقابلہ غزلیات ناسخ لکھنوی ازمنشی ہرچند رائے۔	۸ر
دیوان حمد ایزدی۔ کلام مفتی غلام سرور صاحب لاہوری۔	۳ر

نام کتاب	قیمت
دیوان چمنستان جوش۔ کلام نواب احمد حسن خان جوش تخلص	۷ر
دیوان بختاور۔ ازمنشی بختاور سنگھ۔	[illegible]
مجمع الاشعار۔ چیدہ چیدہ اُستادون کا کلام یکجائی اُردو و فارسی۔	[illegible]
چمن بے نظیر۔ شعرائے نامی فارسی و اُردو کا کلام چیدہ۔	[illegible]
دیوان گویا۔ کلام فقیر محمد خان بہادر رسالدار متخلص بہ گویا۔ کاغذ سفید وحنائی۔	[illegible]
ایضاً حسب مراتب بالا۔	[illegible]
گلدستۂ امانت۔ ازمصنف اندرسبھا۔	[illegible]
دیوان حیرت۔ مصنفۂ حکیم حافظ عبدالرحمن خان	۷ر
توشۂ آخرت۔ چیدہ قصائد و غزلیات حمد و نعت مصنفۂ مولوی سید مظفر علی صاحب	[illegible]
دیوان سخن دہلوی۔ جلی قلم۔ نہایت بلیغ و فصیح ازفخرالدین حسین متخلص بہ سخن دو قسم کاغذ۔	
(۱) کاغذ سفید گندہ۔	[illegible]
(۲) کاغذ سفید رسمی۔	[illegible]